بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
انا ارسلناک بالحق بشیرا ونذیرا
الحمد للہ کہ یہ نسخہ مستطاب مشتمل بر شرح مضامین کتاب عامل نحوی ام المستفی ہمام
البشیر الکامل
مجمل
شرح مائة عامل
تالیف
فقیر سید غلام جیلانی صدر المدرسین مدرسہ اسلامی عربی اندرکوٹ میرٹھ
مع اضافة المفیدة
۱ اشعار مفیدہ در علوم عدیدہ
علم نحو و صرف۔
۲ صاحب مائة عامل۔
۳ مفصل حالات علم النحو۔
۴ علم النحو۔
میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی

انا ارسلناک بالحق بشیرا و نذیرا
الحمد للہ کہ یہ نسخہ مستطاب مشتمل بر شرح مضامین کتاب بیان نحوی المسمّٰی بنام
البشیر الکامل
مجلّل
شرح مائۃ عامل
تالیف
فقیر سیّد غلام جیلانی صدر المدرّسین مدرسہ اسلامی عربی اندرکوٹ میرٹھ
مع اضافۃ المفیدۃ
۱ اشعار مفیدہ در علوم عدیدہ
۲ صاحب مائۃ عامل۔ علم نحو و صرف۔
۳ مفصل حالات علم النحو۔
۴ علم النحو۔
میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی

صاحبِ مائۃ عامل ؒ

تعارف

عبدالقاہر نام، ابوبکر کنیت، والد کا نام عبدالرحمن ہے۔ جرجان کے باشندے ہیں جو طبرستان کا مشہور ضلع ہے۔ اکابر نحاۃ میں سے ہیں۔ علوم عربیہ میں آپ کی شخصیت مسلم ہے۔ معانی وبیان کے امام مانے جاتے ہیں۔ آپ کی نظرِ وسیع وفکرِ صحیح وقلمِ نجیح سے علمِ معانی کی جو خدمت منتہی الغایات واقصی النہایات بہم پہنچی ہے اس کا عشر عشیر بھی کوئی نہ کر پایا۔ انواع مجاز کے درمیان فرق قائم کرنا۔ بعض کو مرسل اور بعض کو استعارہ قرار دینا، انواع متشابہہ کے درمیان تمیز کرنا، مسائل ملتبسہ کو تمیز بالحدود کرنا اسی امام عالی مقام کی سعی بلیغ اور کامل جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ آپ کی تحقیقات غامضہ اور آپ کے زریں اقوال علماء بلاغہ کے لئے آج تک مشعلِ راہ بنے ہوئے ہیں۔ آپ کی بے پایاں خدمات کی بناء پر علماء بلاغہ نے آپ کو واضع علم بیان کے خطاب سے یاد کیا ہے۔

تحصیلِ علم

زمرۂ متقدمین کے ائمہ وشیوخ کا عام شیوہ تھا کہ وہ تحصیلِ علم کی خاطر صحرا نوردی اور بادیہ پیمائی کرتے اور مختلف ملکوں کا سفر اختیار کرکے سینکڑوں اساتذہ سے اپنی علمی پیاس بجھاتے تھے۔ مگر شیخ عبدالقاہر نے ابو علی فارسی کے خواہر زادہ کے علاوہ نہ کسی اور سے علم حاصل کیا اور نہ شہر جرجان سے باہر قدم نکالا۔ انہیں سے آپ کی تحصیل کا آغاز ہے اور انہیں سے فاتحہ فراغ۔ اس کے باوجود آپ آسمانِ علم وفضل پر مہرِ تاباں بن کر نمودار ہوئے اور علوم عربیہ نحو، معانی، بیان، بدیع وغیرہ میں وہ شہرت حاصل کی کہ آج تک آپ کا نام روشن ہے۔ طاش کبری زادہ آپ کی توصیف میں رقمطراز ہیں کہ عربی دانی اور فصاحت وبلاغت کے بڑے اماموں میں تھے اور مسلک کے لحاظ سے شافعی اور اشعری تھے۔" احمد بن عبداللہ الضریر المہابازی صاحب "شرح اللمع" اور ابوالمظفر محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن اسحاق الابیوردی صاحب "المختلف والمؤتلف" وغیرہ آپ کے تلامذہ میں داخل ہیں۔ ومن شعرہ رحمہ اللہ ؎

کبر علی العلم یا خلیلی، ومل الی الجہل میل ہائم ⁂ وعش حمار التعش سعیدا، فالسعد فی طالع البہائم

وقال ؎

لاتامن النفثۃ من شاعر، مادام حیا سالما ناطقا ⁂ فان من یمدحکم کاذبا، یحسن ان یہجوکم صادقا

وفات

آپ نے ۴۷۱ھ میں بزبانِ جگر لکھنوی یہ کہتے ہوئے ؎ لو خدا حافظ وہاں جاتے ہیں اب ⁂ جس جگہ جا کر کوئی آتا نہیں۔ وفات پائی۔ بعض حضرات نے سنہ وفات (۴۷۴) ذکر کیا ہے۔

تصانیف

(۱) المغنی۔ شیخ ابو علی فارسی کی "الایضاح" کی شرح ہے جو تیس جلدوں میں بتائی جاتی ہے۔ (۲) المقتصد شرح مذکور "المغنی" کا خلاصہ ہے۔ ایک جلد میں ہے۔ (۳) اعجاز القرآن (۴) تفسیر الجرجانی۔ یہ غالباً سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے۔ (۵) الجمل۔ علم نحو میں مختصر رسالہ ہے۔ (۶) العمدہ یہ علم تصریف میں ہے۔ (۷) دلائل الاعجاز (۸) اسرار البلاغہ، دونوں معانی وبیان کی مایۂ ناز کتابیں ہیں جن کے متعلق حسبِ ذیل الفاظ میں تعریف کی گئی ہے۔ یہ دونوں بڑی نشانی ہیں اور دونوں علوم میں ید بیضا کی حیثیت رکھتی ہیں۔ بعد کے لوگ سب آپ ہی کے خوشہ چیں ہیں۔ (۹) مختار الاختیار فی فوائد معیار النظار، معانی، بیان، بدیع اور قوافی میں ہے۔ (۱۰) مائۃ عامل، عوامل نحو کے موضوع پر بہترین اور مشہور ومتداول متن ہے۔

شروح وتعلیقات مائۃ عامل

(۱) شرح العوامل۔ از شیخ حاج باباطوسی (۲) شرح العوامل از شیخ حسام الدین توقانی۔ (۳) شرح العوامل۔ از شیخ احمد بن مصطفیٰ معروف بطاشکبری زادہ متوفی ۹۶۸ھ (۴) شرح العوامل۔ از شیخ یحیی ابن بخشی متوفی فی اوائل ۱۰ھ (۵) شرح العوامل۔ از شیخ یحیی بن نصوح ابن اسرائیل (۶) شرح العوامل۔ از علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ (۷) الاعراب فی ضبط عوامل الاعراب۔ از شیخ ابراہیم بن احمد جزری (۸) تعلیق بر عوامل از سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ھ (۹) شرح عوامل جرجانیہ۔ از ملا سعد اللہ (۱۰) شرح عوامل جرجانیہ۔ از حسن بن موسیٰ کردی متوفی ۱۱۴۸ھ۔

۵ نزہۃ الخواطر۔ ۵ قال السیوطی فی البغیۃ ولیس لعبد القاہر استاذ سوی محمد بن الحسین بن محمد بن الحسین بن عبد الوارث الفارسی النحوی۔

مفصّل حالاتِ علم النحو

لغوی معنی لفظ نحو لغت میں مختلف معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اوّل قصد وارادہ یقال نحوتُ ہذا نحوًا ای قصدت قصدًا دوم جہت مثل "ہن نحو البیت عامدات" سوم مثل یقال ہذا نحوًا ای مثلہ چہارم نوع یقال، ہذا علی اربعۃ انحاءٍ" ای انواعٍ پنجم راستہ مثل" ہذا النحو السوی ای الطریق المستوی ششم فصاحت یقال" ما احسن نحوک فی الکلام" ہفتم پھرانا یقال" نحوتُ بصری الیہ" ای صرفتُ وقال الامام الداؤدی ؎ للنحو سبع معان قد اتت لغۃ + جمعتہا ضمن بیت مفرد کملا. قصدٌ ومثلٌ ومقدارٌ وناحیۃ + نوعٌ وبعضٌ وحرفٌ فاحفظ المثلا۔

اصطلاحی تعریف علم نحو وہ علم ہے جس میں اواخر کلمات موضوعہ کے احوال اعراب دینا، ترکیب وافراد سے بحث کی جائے، کشاف اصطلاحات الفنون میں ہے کہ علم نحو جس کو علم الاعراب بھی کہتے ہیں وہ علم ہے جس کے ذریعہ ترکیب عربی کی کیفیت از روئے صحت وسقم اور اس چیز کی کیفیت معلوم ہو جو ترکیب عربی میں الفاظ کے وقوع یالاوقوع سے متعلق ہے۔

موضوع علم نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہے۔ کیونکہ اس میں انہیں کے احوال سے بحث ہوتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ علم نحو کا موضوع لفظ موضوع ہے مفرد ہو یا مرکب، یعنی لفظ موضوع باعتبار ہیئت ترکیبیہ اور باعتبار ادائیگی معانی اصلیۃ، وقال فی مدینۃ العلوم وموضوعہ المرکبات والمفردات من حیث وقوعہا فی التراکیب والادوات لکونہا روابط التراکیب۔

غرض وغایت گفتگو کے وقت معانی وضعیہ پر تراکیب کلام کو تطبیق دینے اور کلمات کو باہم ملا کر تلفظ کرنے میں غلطی واقع سے بچنا ہے۔

شرف علم نحو صاحب مدینۃ العلوم وصاحب مفتاح السعادہ نے لکھا ہے کہ علم نحو کا حاصل کرنا فروض کفایہ میں سے ہے کیونکہ کتاب اللہ وسنّتِ رسولؐ سے استدلال کرنے میں اس کی احتیاج واقع ہوتی ہے حضرت عمرؓ کا قول منقول ہے" تعلموا النحو کما تعلمون السنن والفرائض کہ علم نحو کو اسی طرح حاصل کرو جیسے تم فرائض وسنن کو سیکھتے ہو۔ ایوب سختیانی فرماتے تھے" تعلموا النحو فانہ جمال للوضیع وترکہ ھجنۃ للشریف کہ علم نحو سیکھو کیونکہ یہ فرومایہ کے لئے بھی باعثِ جمال ہے اور شریف آدمی کا اس سے کورا رہنا باعثِ عیب ہے۔ وللہ درالکسائی فی النحو ؎ انما النحو قیاس یتبع + وبہ فی کل علم ینتفع، واذا ما ابصر النحو الفتی۔ مرّفی المنطق مرا فاتسع، واتقاہ کل من یعرفہ + من جلیس ناطق او مستمع، واذالم یعرف النحو الفتی + ہاب ان ینحق جنبا فالقمع، فتراہ ینصب الرفع وما × کان من نصب ومن خفض رفع، اہمافیہ سواء عندکم × لیست السنۃ فینا کالبدع،

تدوین ابوبکر محمد بن الحسن زبیدی کہتے ہیں کہ دورِ جاہلیت اور آغازِ اسلام تک اہل عرب اپنی جبلی وفطری عادت کے مطابق بلاتکلف فصیح وبلیغ زبان میں گفتگو کرتے تھے کما قال الشعر ؎

ولست بنحوی یلوک لسانہ ∴ ولکن سیلقی اقول فاعرب

لیکن جب دینِ اسلام کو تمام ادیان ومذاہب پر غلبہ حاصل ہوا اور مختلف اللغات ومتفرق زبانیں بولنے والے لوگ جوق در جوق داخلِ اسلام ہوئے تو عرب وعجم کے اختلاط کی وجہ سے عربی زبان میں فساد نے راہ پائی اور لوگ غلط سلط بولنے لگے اس کو دیکھ کر سلیم الفطرۃ وصحیح الذوق لوگوں کو اس کے انسداد کی فکر ہوئی،

نزہۃ الاولیاء وغیرہ میں حضرت ابوالاسود ظالم بن عمرو بن جندل بن سفیان الدؤلی سے مروی ہے کہ میں امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ آپ کے دستِ مبارک میں ایک رقعہ ہے۔ میں نے عرض کیا: امیر المؤمنین! یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے کلامِ عرب میں غور کیا اور دیکھا کہ وہ عجمیوں کے اختلاط کی وجہ سے بگڑ چلا ہے، اس لئے میں نے کچھ اصول منضبط کئے ہیں تاکہ ان کی طرف رجوع کرنے سے اس خرابی کا ازالہ ہو سکے۔ یہ فرما کر آپ نے وہ رقعہ مجھے عنایت

فرمایا اور حکم کیا کہ تم اس کی طرف توجہ کرو اور اس کے مطابق قواعد جمع کرو اور اگر کوئی مزید بات تمہارے ذہن میں آئے اس کو بھی شامل کرلو۔ میں نے اس رقعہ کو دیکھا تو اس میں یہ مضمون تھا "الکلام کلہ اسم وفعل وحرف. فالاسم ما انبأ عن المسمی والفعل ما انبئ بہ والحرف ما افاد معنی"۔ چنانچہ میں نے آپ کے ان اصول کی روشنی میں کچھ قواعد نحو یہ جمع کئے عطف ولغت، تعجب واستفہام وغیرہ کے چند ابواب مرتب کئے اور جب باب ان اور اس کے اخوات تک پہنچا تو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ باب لکن کو بھی اس کے ساتھ منضم کرلو۔ میں آپ کی ہدایات کے مطابق ابواب نحو مرتب کرتا رہا یہاں تک کہ جب وہ اچھا خاصا مجموعہ ہوگیا تو آپ نے دیکھ کر فرمایا۔ "ما احسن ہذا النحو الذی قد نحوت، فلذلک سمی النحو"۔

روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ عہدِ فاروقی میں ایک اعرابی نے لوگوں سے کہا، کوئی ہے جو مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ کلام الٰہی کا کچھ حصہ پڑھائے؟ اس پر ایک شخص نے اس کو سورۂ براۃ کی چند آیتیں پڑھائیں اور آیت "ان اللہ بریٔ من المشرکین ورسولہ" میں لفظ "رسولہ" کو جر کے ساتھ تلقین کی۔ اعرابی نے کہا، کیا اللہ اپنے رسول سے بری ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو میں بھی اس سے بری ہوں"۔ یہ قصہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا۔ آپ نے اس اعرابی کو بلا کر فرمایا کہ یہ اس طرح نہیں ہے بلکہ یوں ہے" ان اللہ بریٔ من المشرکین ورسولہٗ"۔ اس کے بعد آپ نے حضرت ابوالاسود دوئلی کو وضع نحو کی طرف توجہ دلائی اور ابوالاسود دوئلی نے قواعد نحو جمع کئے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ علم نحو کا واضع اول عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج ہے اور بعض نے نصر بن عاصم کو واضع اول مانا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ واضع اول حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ہی ہیں۔ آپ ہی کے بتائے ہوئے چند اصول کو سامنے رکھ کر ابوالاسود دوئلی نے قواعد نحو یہ جمع کئے ہیں۔ چنانچہ روایات میں ہے کہ ابوالاسود دوئلی سے سوال ہوا "امن این لک ھذا النحو؟ قال لفقت حدودہ من علی بن ابی طالب"۔

نحاۃ قرن اوّل

حضرت ابوالاسود دوئلی کے بعد آپ کے تلامذہ نے بتدریج اس علم کو ترقی دی اور کچھ زمانہ کے بعد ابوعمر بصری اور ان کے شاگرد خلیل بن احمد نے اس کو باضابطہ مرتب ومہذب کیا۔ خلیل کے مشہور شاگرد سیبویہ نے اس علم میں ایک جامع کتاب "الکتاب" لکھی جو تمام بعد والوں کا ماخذ ہے۔ ہم یہاں قرن وار کچھ نحاۃ کا مختصر تعارف اور ان کے مؤلفات کا تذکرہ لکھتے ہیں۔ (۱) عنبسہ بن معدان معروف بعنبسۃ الفیل متوفی ۹۳ھ (۲) میمون الاقرن متوفی ۱۰۰ھ یہ دونوں ابوالاسود دوئلی کے مشہور تلامذہ میں سے ہیں (۳) ابوبکر عبداللہ بن ابی اسحٰق حضرمی متوفی ۱۱۷ھ عربیت اور قرأت کے امام تھے۔ امام یونس سے ان کے علم کی بابت پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ عبداللہ اور دریا دونوں برابر ہیں۔ یہ فرزدق کے اشعار پر نکتہ چینی کرتے تھے۔ ایک مرتبہ فرزدق نے ان کی ہجو میں یہ شعر کہا ؎

فلو کان عبد اللہ مولی ھجوتہ ❊ ولکن عبد اللہ مولی موالیا

آپ نے فرمایا تو نے اس میں بھی غلطی کی ہے کیونکہ مولیٰ موالیا کے بجائے مولی موال ہونا چاہیے۔

(۴) ابوسلیمان یحییٰ بن یعمر عدوانی متوفی ۱۲۹ھ تابعی ہیں اور ابوالاسود دوئلی کے شاگرد ہیں تفضیل اہل بیت کے قائل تھے۔
(۵) عطاء بن ابی الاسود متوفی ۱۳۰ھ علم نحو کے بہت بڑے عالم اور ماہر تھے۔ یہ سب حضرات ایک ہی طبقہ سے متعلق ہیں۔

نحاۃ قرن ثانی

(۶) ابوعمر عیسیٰ بن عمر ثقفی متوفی ۱۴۹ھ عربیت ونحو اور قرأت تینوں کے بہت بڑے عالم تھے۔ علم نحو میں آپ نے دو کتابیں لکھی ہیں۔ ایک "الاکمال" دوسری "الجامع"۔ دونوں نہایت عمدہ کتابیں ہیں، جن کے متعلق خلیل بن احمد نحوی نے کہا ہے ؎

ذھب النحو جمیعا کلہ غیر ما احدث عیسیٰ بن عمر ❊ ذاک اکمال وھذا جامع، للناس شمس وقمر

(۷) ابوعمرو بن العلاء بن عمار بن عبداللہ بن الحصین التمیمی المازنی متوفی ۱۵۴ھ ان کے نام کی بابت اکیس اقوال ہیں اصح یہ ہے کہ ان کا نام زبان ہے بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ ان کی کنیت ہی ان کا نام ہے، مشہور ماہر عربیت اور عالم نحو ہیں علم نحو میں نصر بن عاصم لیثی کے شاگرد ہیں اور ان سے یونس بن حبیب، خلیل بن احمد اور ابو محمد علی بن مبارک وغیرہ نے نحو حاصل کیا ہے وفی حقہ یقول الفرزدق ؎

ما زلت اغلق ابوابا وافتحھا ❊ حتی اتیت ابا عمرو بن عماد

کہتے ہیں کہ ان کے علمی دفاتر ان کے گھر کی چھت تک اٹے ہوئے تھے آخر عمر میں جب زہد وورع اختیار کیا تو پورے ذخیرہ میں آگ لگادی۔ (۸) ابوعبدالرحمٰن خلیل بن احمد بصری فراہیدی متوفی ۱۶۰ھ سید اہل ادب اور فن عروج

کے سب سے پہلے واضع ہیں۔ ابو عمرو بن العلاء کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں اور سیبویہ اور نضر بن شمیل وغیرہ ان کے شاگرد ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عروض کی تقطیع کر رہے تھے اسی حالت میں ان کا صاحبزادہ ان کے پاس آیا اور حالت دیکھ کر لوگوں سے کہنے لگا کہ میرے والد تو پاگل ہو گئے۔ لوگوں نے آپ کو اطلاع کی تو آپ نے یہ شعر کہا ؎

لو کنت تعلم ما اقول عذرتنی ⁂ او کنتُ اعلم ما تقول عذلتکا

لکن جھلتَ مقالتی فعذلتنی ⁂ وعلمتُ انک جاھل فعذرتکا

(۹) ابو بشر عمرو بن عثمان بن قنبر معروف بسیبویہ متوفی ۱۶۱ھ متقدمین ومتاخرین میں سب سے زیادہ عالم نحو ہیں۔ خلیل بن احمد، یونس بن حبیب اور عیسیٰ بن عمر وغیرہ سے علم حاصل کیا اور آپ سے ابو الحسن اخفش اور قطرب وغیرہ نے تعلیم پائی۔ آپ کی تصنیف "کتاب سیبویہ" علم نحو کی بے نظیر کتاب ہے جو تمام کتب نحویہ کے لئے امہات الکتاب کا درجہ رکھتی ہے وللّٰہ در القائل ؎

الا صلی الملیک صلاۃ صدق ⁂ علی عمرو بن عثمان بن قنبر

فان کتابہ لم یغن عنہ ⁂ ذوو قلم ولا ابناء منبر

علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ فیض الباری میں املا کراتے ہیں کہ "فن نحو میں معتبر کتاب رضی ہے اور مسائل کو جمع کرنے کے لحاظ سے الاشمونی ہے اور صحیح معنی میں کتاب تو سیبویہ کی "الکتاب" ہے مگر وہ بہت دشوار ہے۔ امام جاحظ کہتے ہیں کہ میں نے معتصم باللہ کے وزیر محمد بن عبد الملک کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو میں نے سوچا کہ ان کے لئے کون سی مفید اور بیش قیمت چیز ہدیہ کے طور پر لے جاؤں بہت فکر و تجسس کے بعد میری نظر سیبویہ کی کتاب پر پڑی جو میں نے فراء نحوی کی میراث سے خریدی تھی۔

(۱۰) ابو الحسن علی بن حمزہ کسائی متوفی ۱۸۹ھ نحو ولغت اور قراءت کے امام ہیں۔ انہوں نے ابو جعفر رواسی اور معاذ ہراء سے تعلیم پائی۔ ابو زکریا یحییٰ بن زیاد الفراء اور ابو عبیدہ القاسم وغیرہ ان کے شاگرد ہیں۔

(۱۱) ابو زکریا یحییٰ بن زیاد الفراء الکوفی متوفی ۲۰۷ھ کوفیین میں سب سے زیادہ لغت اور فنون ادب سے واقف تھے۔

نحاۃ قرن ثالث

(۱۲) ابو الحسن سعید بن مسعدہ مجاشعی معروف باخفش متوفی ۲۱۵ھ (وقیل ۲۲۱ھ) بصرہ کے ممتاز نحاۃ میں سے ہیں اور سیبویہ کے شاگرد ہیں۔ صاحب کشف الظنون نے علم نحو میں ان کی ایک کتاب "الاوسط" ذکر کی ہے۔

(۱۳) ابو عمر صالح بن اسحاق جرمی متوفی ۲۲۵ھ یہ عالم نحو ولغت ہونے کے ساتھ ساتھ فقیہ بھی تھے۔ علم نحو اخفش وغیرہ سے اور علم لغت ابو عبیدہ، ابو زید انصاری اور اصمعی وغیرہ سے حاصل کیا اور علم نحو میں "المختصر" ایک عمدہ کتاب لکھی جو الفرح کے نام سے مشہور ہے۔

(۱۴) ابو عثمان بکر بن محمد بن عثمان المازنی البصری متوفی ۲۴۹ھ نحو وادب میں اپنے زمانہ کے امام تھے۔ علم نحو میں آپ کی کتاب "علل النحو" عمدہ کتاب ہے۔

(۱۵) ابو العباس محمد بن یزید معروف بالمبرد بصری متوفی ۲۸۵ھ شیخ عربیت وامام نحو، ابو عمر جرمی، ابو عثمان مازنی اور ابو حاتم سجستانی وغیرہ کے شاگرد ہیں۔ علم نحو میں ان کی کتاب "المقدمہ" کے نام سے مشہور رہے۔

(۱۶) ابو العباس احمد بن یحییٰ معروف بثعلب متوفی ۲۹۱ھ علم نحو میں ان کی کتاب "الاوسط" جید کتاب ہے۔

(۱۷) ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن السری بن سہل معروف بزجاج نحوی متوفی ۳۱۶ھ اکابر اہل عربیت سے ہیں۔ مبرد اور ثعلب وغیرہ کے شاگرد ہیں۔

(۱۸) ابو بکر محمد بن السری بن سہل معروف بابن السراج متوفی ۳۱۶ھ نحو وادب کے مشہور ائمہ میں سے ہیں۔

(۱۹) ابو الحسن محمد بن احمد معروف بابن کیسان بغدادی متوفی ۳۲۰ھ علم نحو میں ان کی دو کتابیں ہیں ایک "مہذب" دوسری "علل النحو" دونوں عمدہ ہیں۔

نحاۃ قرن رابع

(۲۰) ابو جعفر احمد بن محمد معروف بنحاس نحوی متوفی ۳۳۸ھ ان کی بھی دو کتابیں ہیں۔ ایک "التفاحہ" دوسری "الکافی"۔ (۲۱) ابو القاسم عبد الرحمٰن بن اسحاق زجاجی متوفی ۳۳۹ھ ان کی کتاب "الجمل الکبیرۃ" بڑی مبارک اور بہت نافع کتاب ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے یہ کتاب مکہ مکرمہ میں اس طرح تالیف فرمائی کہ ہر باب لکھنے کے بعد بیت اللہ کا طواف کرتے اور اپنے لئے مغفرت کی اور خلق خدا کے لئے اس کتاب

سے انتفاع کی دُعا کرتے۔

(۲۲) محمد بن مرزبان متوفی ۳۴۵ھ مشہور نحوی ہیں مبرد اور زجاج کے شاگرد ہیں۔ طبیعت میں کچھ بخل تھا اس لئے کتاب سیبویہ پڑھانے پر ایک سو اشرفیاں لیتے تھے اس کے بغیر پڑھاتے نہ تھے۔ انہوں نے کتاب سیبویہ کی ایک شرح لکھی ہے جو ناتمام ہے۔

(۲۳) ابو محمد عبداللہ بن جعفر معروف بابن درستویہ الفارسی متوفی ۳۴۷ھ مشہور ادباء و نحاۃ میں سے ہیں۔ ابوالعباس مبرد اور عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ کے شاگرد ہیں۔ نحو میں ان کی کتاب "الارشاد" بہت عُمدہ کتاب ہے۔

(۲۴) ابو سعید حسن بن عبداللہ بن المرزبان معروف بسیرافی متوفی ۳۶۸ھ اکابر فضلاء و افاضل ادباء میں سے ہیں اور فن عربیت میں تو آپ کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ کی تصانیف میں سب سے زیادہ عظیم الشان تصنیف "شرح کتاب سیبویہ" ہے۔ جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ اگر اس کے علاوہ آپ کی کوئی اور تصنیف نہ ہوتی تب بھی یہ کافی تھی۔

(۲۵) حسین بن احمد معروف بابن خالویہ ہمدانی متوفی ۳۷۰ھ مشہور نحوی ہیں، علم نحو میں "جمل" نامی کتاب انہیں کی ہے۔

(۲۶) ابو علی حسن بن احمد بن عبدالغفار الفارسی متوفی ۳۷۷ھ اکابر ائمہ نحو میں سے ہیں۔ بلکہ بعض حضرات نے آپ کو ابوالعباس مبرد پر فضیلت دی ہے۔ ابوطالب عبدی کہتے ہیں کہ سیبویہ اور ابو علی کے درمیان آپ سے افضل کوئی ہوا ہی نہیں۔ آپ ابوبکر بن السراج اور ابو اسحاق کے تلامذہ میں ہیں۔ ابوالفتح عثمان بن جنی، علی بن عیسیٰ ربعی، ابوطالب عبدی اور ابوالحسن زعفرانی وغیرہ نے آپ سے علم نحو حاصل کیا ہے۔ نحو میں آپ کی کتاب "الایضاح" (۱۹۶) ابواب پر مشتمل ہے جن میں سے ایک سو ابواب علم نحو میں ہیں اور باقی تعریف میں۔ دوسری کتاب "التکملۃ" ہے۔

(۲۷) ابوالحسن علی بن عیسیٰ الرمانی متوفی ۳۸۲ھ۔ ابوبکر بن السراج اور ابوبکر بن درید وغیرہ کے شاگرد ہیں۔ علم نحو، علم لغت، علم فقہ اور علم کلام وغیرہ میں ماہر و متبحر تھے۔

(۲۸) ابوالفتح عثمان بن جنی الموصلی متوفی ۳۹۲ھ بڑے اونچے درجے کے ادیب اور عالم نحو و تصریف تھے۔ علم تصریف میں آپ سے بڑھ کر کسی کی تصنیف نہیں۔ آپ نے ابو علی فارسی سے علم حاصل کیا اور چالیس سال ان کی خدمت میں رہے۔ ابوالقاسم ثمانینی، ابو احمد عبدالسلام بصری اور ابوالحسن علی بن عبداللہ شمسی وغیرہ آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ کی کتاب "الخصائص" اور "اللمع" نحوی شاہکار ہیں۔

اہل کوفہ و اہل بصرہ کے نحوی جھگڑے

یہ بات تو مسلم ہے کہ علماء کوفہ اور علماء بصرہ دونوں نے علم نحو پر خوب شرح و بسط کے ساتھ کام کیا ہے لیکن علم نحو کی ایجاد و تدوین میں فضیلت کا سہرا علماء بصرہ کے سر ہے۔ انہیں میں ابوالاسود دؤلی موجد علم نحو اور ابن اسحاق حضرمی مبین قوانین نحو اور ہارون بن موسیٰ ضابطہ نحو ہیں، جب علم نحو بصرہ اور اس کے قرب و جوار کے علاقہ میں پھیل چکا تو اہل کوفہ نے اس میں حصّہ لینا شروع کیا اور انہوں نے پہلے یہ علم بصریوں ہی سے سیکھا، پھر اس کے پڑھنے، پڑھانے، مدون کرنے اور شرح و تفصیل میں انہوں نے بصریوں سے برابری اور مقابلہ شروع کر دیا، یہاں تک کے فریقین میں چپقلش اور کشمکش رہنے لگی اور فریقین میں سے ہر ایک کا جداگانہ مذہب ہو گیا جس کی ہر ایک فریق تائید و مدد کرتا تھا، مخالفت کی بنیاد یہ تھی کہ اہل بصرہ سماع کو ترجیح دیتے اور صرف بصورت مجبوری قیاس کی اجازت دیتے تھے، روایت کے سختی سے پابند اور صرف خالص فصیح عربوں کو قابل سند سمجھتے تھے اور اس قسم کے عربوں کی بصرہ اور اس کے مضافاتی علاقوں میں کثرت تھی، اہل کوفہ نبطیوں اور اہل سواد کے اختلاط کی وجہ سے بیشتر مسائل میں قیاس پر اعتماد کرتے اور ان عرب دیہاتیوں کو بھی قابل سند سمجھتے تھے جن کی فصاحت بصری تسلیم نہیں کرتے تھے، لیکن اہل کوفہ چونکہ عباسیوں کے زیر سایہ اور بنو ہاشم کے حمایتی تھے اور اس لئے بھی کہ کوفہ بغداد سے زیادہ قریب تھا۔ عباسیوں نے کوفیوں کو ترجیح دی اور اس کی وجہ سے کوفیوں کا مذہب دار الخلافہ میں پھیل گیا اور جب فریقین کے جھگڑے بڑھتے ہی چلے گئے اور انتہائی شباب پر پہنچ گئے یہاں تک کہ یہ دونوں شہر ویران ہو گئے تو یہاں کے علماء بغداد منتقل ہو گئے۔ جہاں بغدادیوں کا مذہب پیدا ہوا جو ان دونوں مذہبوں کا آمیزہ تھا جس طرح علم نحو کے اندلس میں پہنچنے سے اندلسیوں کا ایک مذہب پیدا ہو گیا تھا، لیکن ابھی چوتھی صدی کا آغاز بھی نہ ہوا تھا کہ ہر دو مذہب کے شہسوار دنیا سے رخصت ہو گئے اور فریقین کے حمایتیوں کی طاقت کمزور ہو گئی اور اس طرح یہ جھگڑا ختم ہو گیا۔ بعد میں آنے والے مؤلفوں نے بصری مذہب کو اساسی حیثیت دی اور مذہب کوفی میں سے انہوں نے صرف اس کے اختلافات بتانے پر اکتفاء کیا، بعد ازاں اس علم نے وسعت اختیار کر لی، متاخرین نے اس کے طول کو مختصر کیا اور صرف اصول و مبادی پر اکتفاء کی جیسے "تسہیل" میں ابن مالک نے اور "مفصل" میں زمخشری نے کیا ہے۔ درس نظامی میں علم نحو کی حسب ذیل کتابیں داخل نصاب ہیں:۔ مائۃ عامل، کافیہ، ہدایت النحو، نحو میر، شرح مائۃ عامل، شرح جامی، الفیہ، شرح ابن عقیل۔

عِلْمُ النّحو

تعریفہ :- علم باصول یعرف بہا احوال اواخر الکلم الثلاث من حیث الاعراب والبناء۔

کیفیتہ :- ترکیب بعضہا مع بعض۔

موضوعہ :- الکلمۃ والکلام۔

غرضہ :- صیانۃ الذھن عن الخطأ اللفظی فی کلام العرب

واضعہ :- ابو الاسود الدوئلی احد الکبار التابعین۔

وجہ تسمیتہ :- النحو فی اللغۃ القصد یقال نحوتہ ونحیتہ وھٰھنا ھو قصد سمۃ کلام العرب لیلحق من لیس من اھل اللغۃ باھلہا فی الفصاحۃ فیطلق بہا۔ وقیل اول من اسس النحو امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ وھو لا یعمل شیئًا الا وھو یقرب بہ الی اللہ تعالٰی لما روی عن ابی الاسود الدوئلی وھو استاذ امیری المؤمنین الحسن والحسین رضی اللہ تعالٰی عنہما انہ سمع رجلا یقرأ القرآن ان اللہ بریٔ من المشرکین ورسولہ بالکسر فانکر ذلک علیہ فقال لہ ھٰذا کفر ثم رجع الی امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالٰی وجہہ وقال نحوت ان اضع میزانا للعرب لیقوموا بہ لسانھم فقال لہ علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ اقصد نحوہ ومن ھٰذا اسمی ھٰذا العلم بالنحو وسمی بعلم الاعراب ایضًا لان لہ تعلقا بالاعراب دخولا ومعنی فیتناول الاعراب والمبنی (درایۃ)

شرفہ :- النحو ابو العلوم ولنعم ما قیل: "النحو فی الکلام کالملح فی الطعام"

ائمۃ النحو :- الامام الفراء النحوی والامام المبرد النحوی

الفائدة ان التحقیق الانیق ان موضوعہ واحد وھو اللفظ الموضوع للمعنی والتعدد باعتبار النوعین۔

---

[1] قیل ان علیا رضی اللہ تعالٰی عنہ وضع لہ (لابی الاسود) الکلام کلہ علی ثلاثۃ اضرب اسم و فعل وحرف ثم دفعہ الیہ وقال تمم علی ھٰذا وسمی النحو نحوا الان ابا الاسود قال استاذنت علی علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ فی ان اضع نحو ما وضع فسمی لذلک نحوا (حیٰوۃ الحیوان) [2] القراءۃ الصحیحۃ لآیۃ القرآن ان اللہ بریٔ من المشرکین ورسولہ بالضم ای بالتحقیق اللہ بریٔ من المشرکین و بالتحقیق رسولہ (رسول اللہ) بریٔ من المشرکین [3] النحو فی اللغۃ القصد المثل یقال نحوت نحوا ای قصدت قصدا والفاعل مرفوع نحوجاء نی زید وبمعنی الجانب التشبیہ

(البقیۃ فی الآتیۃ)

ا (الف)

- ابواب
  - ابواب خماسی
    - باب مزید فیہ
      - الحاقی
        - افعلال
        - افعیلال
      - بلا الحاقی
    - باب مجرد
  - ابواب ثلاثی
    - ابواب ثلاثی مزید فیہ
      - ملحق برباعی
      - غیر ملحق برباعی
        - بلا ہمزہ وصل
          - افعال
          - تفعیل
          - مفاعلہ
          - تفعّل
          - تفاعل
        - بہمزہ وصل
          - انفعال
          - افتعال
          - استفعال
          - افعلال
          - افعیلال
          - افعیعال
          - افعوال
          - افعلال
    - ابواب ثلاثی مجرد
      - ابواب شاذ
        - فَعُلَ یَفْعُلُ (دَامَ یَدُوْمُ)
        - فَعِلَ یَفْعُلُ (فَضِلَ یَفْضُلُ)
        - فَعِلَ یَفْعِلُ (حَسِبَ یَحْسِبُ)
      - ابواب مطرد
        - فَعُلَ یَفْعُلُ۔ کَرُمَ یَکْرُمُ
        - فَعَلَ یَفْعَلُ۔ فَتَحَ یَفْتَحُ
        - فَعِلَ یَفْعَلُ۔ سَمِعَ یَسْمَعُ
        - فَعَلَ یَفْعِلُ۔ ضَرَبَ یَضْرِبُ
        - فَعَلَ یَفْعُلُ۔ نَصَرَ یَنْصُرُ

(ب)

اقسام الاسم المعرب باعتبار وجوہ الاعراب

	اقسام الاسم المعرب	مثال	رفع	نصب	جر	تنبیہ
۱	مفرد منصرف صحیح	زید	بالضمۃ جاء زید	بالفتحۃ رأیت زیدا	بالکسرۃ مررت بزید	علم جو عند النحاۃ ما لا یکون فی آخرہ حرف علۃ کزید
۲	قائم مقام صحیح	دلو، ظبی	بالضمۃ جاء دلو و ظبی	بالفتحۃ رأیت دلوا و ظبیا	بالکسرۃ مررت بدلو و ظبی	علم جو ما یکون فی آخرہ واؤ و یاء
۳	جمع مکسر منصرف	رجال	بالضمۃ جاء رجال	بالفتحۃ رأیت رجالا	بالکسرۃ مررت برجال	
۴	مثنیٰ	رجلان	بالالف المفتوح ما قبلہا جاء رجلان	بالیاء المفتوح ما قبلہا رأیت رجلین	بالیاء المفتوح ما قبلہا مررت برجلین	ان نون التثنیۃ مکسورۃ ابدا، ان نون التثنیۃ تسقط عند الاضافۃ
۵	کلا وکلتا مضافان الی مضمر	کلا وکلتا	(=) جاء رجلان کلاهما	(=) رأیت رجلین کلیهما	(=) مررت برجلین کلیهما	
۶	مشابہ مثنیہ	اثنان، اثنتان، ثنتان	(=) جاء اثنان	(=) رأیت اثنین	مررت باثنین	
۷	جمع المذکر السالم	مسلمون	بالواو المضموم ما قبلہا جاء مسلمون	بالیاء المکسور ما قبلہا رأیت مسلمین	بالیاء المکسور ما قبلہا مررت بمسلمین	ان نون الجمع السالم مفتوحۃ ابدا و تسقط عند الاضافۃ
۸	عشرون الی تسعون	عشرون، تسعون	(=) جاءنی عشرون رجلا	(=) رأیت عشرین رجلا	(=) مررت بعشرین رجلا	
۹	مشابہ الجمع المذکر	اولو مال	(=) جاءنی اولو مال	(=) رأیت اولی مال	(=) مررت باولی مال	
۱۰	جمع المؤنث السالم	مسلمات	بالضمۃ جاءت مسلمات	بالکسرۃ رأیت مسلمات	بالکسرۃ مررت بمسلمات	علم جو ما یکون فی آخرہ الف و تاء کمسلمات
۱۱	الاسماء الستۃ المکبرۃ مضافۃ الی غیر یاء المتکلم	اب، اخ، حم، هن، فم، ذو مال	بالواو جاء ابوک	بالالف رأیت اباک	بالیاء مررت بابیک	جاءنی اخوک، رأیت حماک، مررت بحماک
۱۲	اسم متمکن غیر منصرف	احمد، عمر	بالضمۃ جاءنی احمد	بالفتحۃ رأیت احمد	بالفتحۃ مررت باحمد	
۱۳	الاسم المنقوص	قاضی	بتقدیر الضمۃ جاءنی القاضی	بالفتحۃ لفظا رأیت القاضی	بتقدیر الکسرۃ مررت بالقاضی	علم جو فی آخرہ یاء ما قبلہا مکسور کالقاضی
۱۴	الاسم المقصور	موسیٰ	(=) جاءنی موسیٰ	(=) رأیت موسیٰ	(=) مررت بموسیٰ	جو فی آخرہ الف مقصورۃ کعصا
۱۵	غیر جمع المذکر السالم مضافا الی یاء المتکلم	غلامی	(=) جاءنی غلامی	(=) رأیت غلامی	(=) مررت بغلامی	
۱۶	جمع المذکر السالم مضافا الی یاء المتکلم	مسلمیّ	بتقدیر الواو جاءنی مسلمیّ	بالیاء لفظا رأیت مسلمیّ	بالیاء لفظا مررت بمسلمیّ	

(ج)

اسم
- مبنی
  - مضمرات
    - مرفوع متصل (ضربتُ الی ضربتنّ)
    - مرفوع منفصل (انا الی هنّ)
    - منصوب متصل (ضربنی الی ضربهنّ)
    - منصوب منفصل (ایای الی ایاهنّ)
    - مجرور متصل (لی الی لهنّ)
  - اسماء اشارات
  - موصولات
  - اسماء افعال
    - بمعنی ماضی
    - بمعنی امر
  - اسماء اصوات
  - اسماء ظروف
    - زمان
    - مکان
  - کنایات
  - مرکب بنائی
    - فی العدد
    - فی الحدیث
- معرب
  - جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم، مُسْلِمِیَّ
  - اسمائے ستہ مکبرہ - ابٌ اخٌ فمٌ حمٌ هنٌ ذو مال
  - غیر جمع مذکر مضاف بیائے متکلم - غُلَامِیْ
  - اسم مقصور، مُوْسٰی
  - اسم منقوص - قَاضِیْ
  - غیر منصرف، اَحْمَدُ
  - جمع مؤنث سالم، مُسْلِمَاتٌ
  - عشرون تا تسعون، عِشْرُوْنَ
  - مشابہ جمع، اُوْلُوْمَالٍ
  - جمع مذکر سالم، مُسْلِمُوْنَ
  - اثنان واثنتان، اِثْنَانِ
  - کلا وکلتا، کِلَاهُمَا وکِلْتَاهُمَا
  - مثنیٰ، رَجُلَانِ
  - جمع مکسر منصرف، رِجَالٌ
  - اسم جاری مجری الصحیح، دَلْوٌ، ظَبْیٌ
  - اسم مفرد منصرف صحیح، زَیْدٌ

اقسام التنوین

۱	تنوین التمکن	ھو الذی یدل علی تمکن مدخولہ فی الاسمیۃ کزیدٍ
۲	تنوین التنکیر	ھو الذی یفرق بین المعرفۃ والمنکرۃ کصَہٍ وصَہْ
۳	تنوین المقابلۃ	ھو الذی تقابل نون جمع المذکر السالم کمسلمات
۴	تنوین العوض	ھو الذی عوض عن المضاف الیہ نحو یومئذٍ اصلہ یوم اذ کان کذا
۵	تنوین الترنم	ھو الذی یجعل مکان حرف المد فی القوافی۔
۶	تنوین الغالی	ھو ما یلحق القافیۃ المقیدۃ وھی القافیۃ الساکنۃ
۷	تنوین الضرورۃ	سلاسلاً و اغلالاً (ویقال لہ تنوین التناسب)
۸	التنوین الندائی	یا مطرٌ
۹	التنوین الحکائی	
۱۰	تنوین الشاذ	

(بقیۃ ص۲) والنوع و الصرف مثل قصدت نحوہ ای جانبہ ورأیت رجلا نحو الاسد وھو علی نحو واحد ای نوع واحد وجمعہ انحاء ونحوت نحوی الیک ای صرفت ۱۲

المُغالطۃ النحویّۃ اَنَّ زَیدٌ کَرِیمٌ (حل) اَنَّ علی وزن مَدَّ صیغۃ الفعل الماضی وزیدٌ بحالۃ الرفع فاعل ان والکاف جارۃ و ریمٍ مجرور بحرف الجر ۱۲

اقسام الالف واللام

- الف لام اسمی - الضارب ای الذی ضرب، المضروب ای الذی ضُرب
- الف لام حرفی
  - الف لام تعریفی جو لفظ کی جزء ذات نہ ہو
    - الف لام جنسی
      - جنس حقیقی (رجل خیر) — مثالہ الرجل خیر من المرأۃ
      - استغراقی (افراد عام) — مثالہ ان الرجل عالم
      - استغراقی (افراد حقیقی) — مثالہ ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات
    - الف لام عہدی
      - خارجی علمی — مثالہ خرج الامیر
      - خارجی حضوری — مثالہ الیوم اکملت لکم دینکم
      - ذہنی — مثالہ اخاف ان یاکلہ الذئب
      - خارجی ذکری — مثالہ کما ارسلنا الی فرعون رسولا فعصی فرعون الرسول
  - الف لام جزء ذات
    - الف لام زائدہ لازم
      - غیر عوض مطلق الاعلام
        - داخل علی الاعلام غالب الاطلاق علی فرد واحد (مثالہ النجم)
        - داخل علی الاعلام المنقولۃ (مثالہ اللات والعزی)
        - داخل علی الاعلام المرتجلۃ (مثالہ السموئل والیسع)
      - عوض عن ... مثالہ الله
    - الف لام زائدہ عارضی
      - عارضی [illegible] (الخمسۃ [illegible])
      - عارضی ضروری
      - عارضی اضطراری — (اما البلدان ... الجمیم)

الفوائد الجليلة فی اصول النحو

۱۔ اذا کان الفاعل مضمرا وحد الفعل للواحد نحو زید ضرب وثنّی المثنّی نحو الزیدان ضربا وجمع للجمع نحو الزیدون ضربوا وفی اٰیة القراٰن الکریم یا ایها الذین اٰمنوا استجیبوا لله وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم وحد صیغة الفعل دعاکم والفاعل مضمر ومرجع الضمیر الله ورسوله والاصل فی هذا المقام تثنیة الفعل للمثنی اذا کان الفاعل مضمرا فثبت ان معاملة الله و رسوله واحد فتحصّل ما قال ابن التیمیة فی تصنیفه الصارم المسلول علی شاتم الرسول اقامه الله مقام نفسه فی امره و نهیه و اخباره لایجوز الفرق بینه وبین الله تعالٰی فی هذه الامور۔

۲۔ کل فاعل مرفوع :۔ نحو جاءنی زید وظبی ودلو ورجال وعمرو و ابوک والرجلان والمسلمون و اولوا مال۔

۳۔ کل مفعول منصوب :۔ نحو رأیت زیدا ودلوا وظبیا ورجالا و عمروا واباک والرجلین والمسلمین واولی مال۔

۴۔ کل مضاف الیه مجرور :۔ نحو مررت بزید و دلو وظبی ورجال وعمرو وابیک والرجلین والمسلمین واولی مال۔

۵۔ فی الحاشیة علی شرح الکافیة للجامی ؎

گر ہمی خواہی کہ دانی نام ہر پیغمبرے ⁂ تاکدام است اسے برادر نزد نحوی منصرف

صالح وہود و محمد با شعیب و نوح ولوط ⁂ منصرف دان و دگر باقی ہمہ لا ینصرف

ؐ قال السبکی ھو رجل علمه اکبر من عقله حتی قیل من سمّی ابن التیمیة بشیخ الاسلام فهو کافر (ماشیہ بزرس) وله هفوات کثیرة یقول ان الله متصف بالجسمیة والجهة والانتقال وان رسول الله صلی الله علیه وسلم لایتوسل به وانشاء السفر الیه بسبب الزیارة معصیة ویقول ان الطلاق الثلث مرة واحدة لایتم الاطلقة قال العلامة الصاوی فقد رد علیها ثمة مذهب حتی قال العلماء انه ضال مضل . بعد ذلک حکم قاضی القضاة بحبسه وکان ذلک سنة ۷۰۵ھ شهر نودی بدمشق وغیره من کان علی عقیدة ابن التیمیة حل ماله ودمه کذا فی مرأة الجنان فثبت انه ضال مضل لاریب فیه ۱۲

کتب النحو

العدد	اسماء الکتب	اسماء المصنفین
۱	نحو میر	میر السید السند شریف الجرجانی
۲	مائة عامل (عربی)	الشیخ عبد القاهر الجرجانی
۳	شرح مائة عامل (ف)	ملا محمد صادق النحوی
۴	" دفارسی	شیخ عبد الرحمٰن الجامی وقیل مولانا عبد الرسول
۵	هدایة النحو	ابو حیان النحوی
۶	کافیه	الامام جلال الدین ابو عمر عثمان بن عمر المعروف بابن الحاجب
۷	شرح جامی	مولانا الشیخ عبد الرحمٰن الجامی
۸	مفصّل	العلامة جار الله الزمخشری
۹	رضی شرح الکافیه	العلامة رضیّ النحوی
۱۰	الفیه	محمد بن مالک الجیانی النحوی
۱۱	ابن عقیل شرح الفیه	الامام عبد الله بن احمد المعروف بابن عقیل
۱۲	خضری شرح ابن عقیل	الشیخ محمد الخضری
۱۳	متن متین	مولانا عبد الرسول
۱۴	مغنی اللبیب	الشیخ جمال الدین ابو محمد عبد الله بن یوسف المعروف بابن هشام النحوی
۱۵	حاشیة الغفور علی الجامی	مولانا عبد الغفور تلمیذ جامی

ؐ الشیخ ای فی علم النحو لا فی علم الدین والتصوف والشریعة لانه من المعتزلة المتعصبین ومعانی الشیخ ههنا خواجه وامام وپیشوا من عمره بین خمسین وستین (فی الطب) وفی العرف العام الذی فاق علی اهل عصره فی فن کالشیخ ابن الحاجب ، وفی التصوف هو المتصرف فی العالم باذن الله کالشیخ عبد القادر الغوث الاعظم رضی الله تعالٰی عنه ۱۲ ؑ التاء فی اٰخر کلمة الکافیة والشافیة قیل للنقل وقیل للمبالغة وقیل للتانیث باعتبار الرسالة اعنی الرسالة الکافیة کذا قال مولانا عبد الحکیم ۱۲ الکافیة ملخص ومختصر من المفصل للعلامة الزمخشری المعتزلی ؒ الرضی هو رافضی یقال الرافضی الشیعة ۱۲

انا ارسلناك بالحق بشيرا ونذيرا
الحمد للہ کہ یہ نسخہ مستطاب مشتمل بر شرح مضامین کتاب بیان نحوی امر المسمّٰی بنام
البشير الكامل
عجل
شرح مائة عامل
تالیف
فقیر سید غلام جیلانی صدر المدرسین مدرسہ اسلامی عربی اندرکوٹ میرٹھ
مع
اضافة المفيدة
۱ اشعار مفیدہ در علوم عدیدہ
۲ صاحب مائۃ عامل۔ علم نحو و صرف۔
۳ مفصل حالات علم النحو۔
۴ علم النحو۔
میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی

النوع الاول حروف الجر

النوع الأول

حروف تجر الاسم فقط وتسمى حروفا جارة وهي سبعة عشر حرفا الباء للالصاق وهو اتصال الشيء بالشيء اما حقيقة نحو به داء واما مجازا نحو مررت بزيد اي التصق مروري بمكان يقرب منه زيد وللاستعانة نحو كتبت بالقلم

النوع الاول حروف الجر

وقد تكون للتعليل نحو قوله تعالى انكم ظلمتم انفسكم باتخاذكم العجل وللمصاحبة نحو اشتريت الفرس بسرجه وللتعدية نحو قوله تعالى ذهب الله بنورهم ونحو ذهبت بزيد اي اذهبته وللمقابلة نحو اشتريت العبد بالفرس وللقسم نحو بالله لافعلن كذا وللاستعطاف نحو ارحم بزيد

۴ لقسم الاستعطاف اور قسم استعطافی وہ ہے جسکا جواب جملہ انشائیہ ہو جیسے بالله هل قام زید

وللظرفية نحو زيد بالبلد وللزيادة نحو قوله
تعالى ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة
واللام للاختصاص نحو الجل للفرس
وللزيادة نحو ردف لكم اى ردفكم وللتعليل
نحو جئتك لاكرامك وللقسم نحو لله لا
يؤخر الاجل

ترجمہ: اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن ۱۲

النوع الاول حروف الجر

۱۰ قولہ وللتعلیل یعنی کسی چیز کی علت ذہنی بیان کرنے کے لئے جو علت غائی ہوتی ہے جیسے جئتک لاکرامک علت غائیہ ذہنی میں مقدم ہے اور وجود میں مؤخر یا کسی چیز کی علت باعثہ بیان کرنے کے لئے جیسے خرجت لمخافتک کہ خوف خروج پر علت باعثہ ہے اور وجود میں خروج پر مقدم ۱۲

۱۱ قولہ وللقسم لام قسم کا فعل ہمیشہ محذوف ہوتا ہے اور یہ لام اسم جلالت کے ساتھ مخصوص ہے۔

النوع الاول حروف الجر

وللمعاقبة[1] نحو لزم الشرّ للشقاوة ومن

وهي[2] لابتداء الغاية نحو سرت من البصرة

الى الكوفة وللتبعيض[3] نحو اخذتُ

من الدراهم اي بعض الدراهم وللتبيين

نحو قوله تعالى فاجتنبوا الرجس من الاوثانِ

اي الرجس الذي هو[4] الاوثان۔

النوع الاول حروف الجر

وللزيادة نحو قوله تعالى يَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ

وَ اِلَى لانتهاءِ الغاية فى المكان

نحو سرت مِنَ البصرة الى الكوفة

وللمصاحبة نحو قوله تعالى وَلَا تَاكُلُوا

اَمْوَالَهُمْ اِلَى اَمْوَالِكُمْ اى مَعَ اموالكم

۱۶
ترکیب
صفحہ ۱۶
التسہیل الکامل شرح مائۃ عامل
مدرسہ اسلامی عربی اندرکوٹ میرٹھ
۳

النوع الاول حروف الجر

وَقَدْ يَكُونُ مَا بَعْدَهَا دَاخِلًا فِي مَا قَبْلَهَا إِنْ كَانَ مَا بَعْدَهَا مِنْ جِنْسِ مَا قَبْلَهَا نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَقَدْ لَا يَكُونُ مَا بَعْدَهَا دَاخِلًا فِي مَا قَبْلَهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ مَا بَعْدَهَا مِنْ جِنْسِ مَا قَبْلَهَا نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ

ترکیب صفحہ ۱۸

اور یہ بھی باطل ہے پس (یکن) کا مجزوم ہونا باطل ٹھہرا جواب (لم) جازم ہے اور قریب مرجع پس ترجیح بلا مرجح لازم نہ آئی اور (ولم یکن) میں (ان) جازم بھی

وحتّٰى لانتهاء الغاية في الزمان نحو نمت البارحة حتى الصباح وفي المكان نحو سرت البلد حتى السوق وللمصاحبة نحو قرأت وردي حتى الدعاء اي مع الدعاء وما بعدها قد يكون داخلا في حكم ما قبلها نحو اكلت السمكة حتى رأسها وقد لا يكون داخلا فيه نحو المثال المذكور

النوع الاول حروف الجر

التركيب صفحہ

(بقیہ صفحہ ۲۰)

النوع الاول حروف الجر

وَهِيَ مختصة بالاسم الظاهر بخلاف الى فلا يقال حتاه ويقال اليه وَعلى للاستعلاء نحو زيدٌ على السطح وَعليه دينٌ وقد تكون بمعنى الباء نحو مررت عليه بمعنى مررت به وقد تكون بمعنى في

النوع الاول حروف الجر

نحو قوله تعالى إن كنتم على سفرٍ اى فى سفرٍ
وعن للبعد والمجاوزة نحو رميت السهم
عن القوس وفى للظرفية نحو المال فى
الكيس ونظرت فى الكتاب وللاستعلاء
نحو قوله تعالى ولاوصلبنكم فى جذوع النخل۔

النوع الاول حروف الجر

والكاف للتشبيه نحو زيد كالاسد وقد تكون زائدة نحو قوله تعالى ليس كمثله شئ ومذ ومنذ لابتداء الغاية في الزمان الماضي نحو ما رأيته مذ يوم الجمعة او منذ يوم الجمعة اي ابتداء عدم رؤيتي اياه كان يوم الجمعة الى الآن۔

موصوفةً ولا يكون متعلّقه الا فعلاً ماضياً نحو رُبَّ رجلٍ كريمٍ لقيتُ وقد تدخل على الضمير المبهم ولا يكون تمييزه الا نكرةً موصوفةً نحو رُبَّه رجلاً جواداً والواو للقسم وهي لا تدخل الا على الاسم الظاهر لا على المضمر نحو واللهِ لاشربَنّ اللبنَ

النوع الاول حروف الجر

النوع الاول حروف الجر

وَقد تكون بمعنى رب نحو وعالم يعمل بعلمه
اى رب عالم يعمل بعلمه والتاء للقسم و
هى لا تدخل الا على اسم الله تعالى نحو
تالله لاضربن زيدا اعلم انه لا بد للقسم
من الجواب فان كان جوابه جملة اسمية
فان كانت مثبتة وجب ان تكون مصدرة
بانّ او لام الابتداء نحو والله انّ زيدا
قائم ووالله لزيد قائم

النوع الاول حروف الجر

وان كانت منفية كانت مصدرة بما ولا وان مثل والله ما زيد قائما والله لا زيد فى الدار ولا عمرو والله ان زيد قائم وان كان جوابه جملة فعلية فان كانت مثبتة كانت مصدرة باللام وقد او باللام وحده مثل والله لقد قام زيد ووالله لافعلن كذا وان كانت منفية فان كانت فعلا ماضيا كانت مصدرة بما

۳۵
ترکیب
صفحہ ۳۴

مثل واللّٰه ما قام زيدٌ وان كانت
فعلاً مضارعاً كانت مصدرةً بما ولا
ولن مثل واللّٰه ما افعلن كذا او واللّٰه
لا افعلن كذا او واللّٰه لن افعل كذا
وقد يكون جواب القسم محذوفاً
ان كان قبل القسم جملة كالجملة
التي وقعت جوابه مثل زيدٌ عالمٌ
واللّٰه اي واللّٰه ان زيداً عالماً او كان
القسم واقعاً بين الجملة المذكورة

النوع الاول حروف الجر

مثل زيد والله عالم اي والله ان زيدا عالم وحاشا وخلا وعدا كل واحد منها للاستثناء مثل جاءني القوم حاشا زيد وخلا زيد وعدا زيد وقال بعضهم ان الاسم الواقع بعدها يكون منصوبا على المفعولية فحينئذ تكون هذه الالفاظ افعالا والفاعل فيها ضمير مستتر دائما فالمثال المذكور في معنى جاءني القوم حاشا زيدا وخلا زيدا وعدا زيدا۔

النوع الاول حروف الجر

وإذا وقعت خلا وعدا بعد ما مثل ما خلا زيدًا وما عدا زيدًا أو في صدر الكلام مثل خلا البيتُ زيدًا وعدا القومُ زيدًا تعيّنا للفعليّة

النوع الثاني

الحروف المشبّهة بالفعل

الحروف المشبّهة بالفعل وهي تدخل على المبتدأ والخبر تنصب المبتدأ

النوع الثانى الحروف المشبهة بالفعل

وترفع الخبر وهى ستة حروف إنّ وأنّ وهما للتحقيق مضمون الجملة الاسمية مثل إنّ زيداً قائم اى حققت قيام زيد و بلغنى أنّ زيداً منطلق اى بلغنى ثبوت انطلاق زيد وكأنّ وهى للتشبيه نحو كأنّ زيداً الاسد ولكنّ وهى للاستدراك اى لدفع التوهم الناشى من الكلام السابق

ھ بنی تمیم اور قبیلہ قیس (عرب) بولتے ہیں۔

ولهذا لا تقع الا بين الجملتين اللتين تكونان متغايرتين بالمفهوم مثل غاب زيد لكن بكرا حاضر وما جاءني زيد لكن عمرا جاءني وليت وهي للتمني مثل ليت زيدا قائم اي اتمنى قيامه ولعل وهي للترجي مثل لعل السلطان يكرمني

النوع الثاني الحروف المشبهة بالفعل

الحمام لنا + الى حمامتنا او نصفه فقد. الحمام کا نصب اور رفع دونوں مروی ہے۔ (xx۲۴)

والفرق بين التمني والترجي
أنّ الاول يستعمل في الممكنات كما
مرّ والممتنعات مثل ليت الشباب
يعود والترجي مخصوص بالممكنات
فلا يقال لعل الشباب يعود و
تدخل ما الكافة على جميعها
فتكفها عن العمل كقوله تعالى
إنّما إلهكم الله واحد وانّما
زيد منطلق

النوع الثاني الحروف المشبهة بالفعل

۵ ما کا ان حروف کو مابعد میں عمل کرنے سے روک دینا۔ بر لغت افصح ہے اور لغت غیر افصح پہ عمل ہوتا ہے (x۴۲۶)

(۲۴xx) زرقا ریمامہ نامی عرب کی ایک عورت تیزی بینائی میں ضرب المثل ہے۔ ایکدن کی مسافت سے سوار کو دیکھ لیتی تھی اسکے پاس (قطاۃ) نامی ایک پرندہ تھا جسکو فارسی میں

النوع الثالث

ما ولا المشبهتان بليس في النفي والدخول على المبتدأ والخبر ترفعان الاسم وتنصبان الخبر وتدخل ما على المعرفة والنكرة مثل ما زيد قائما ولا تدخل لا الا على النكرة نحو لا رجل ظريفا

النوع الثالث ما ولا المشبهتان بليس

عسه يعني زيرك وخوش طبع ١٢

ترکیب

النوع الرابع

حروف تنصب الاسم فقط[1] وهی سبعة احرف الواو[2] وهی بمعنی مع نحو استوی الماء والخشبة والا وهی للاستثناء[3] نحو جاءنی القوم الا زیدا

النوع الرابع حروف تنصب الاسم

له قوله فقط - اس میں (فا) زائدہ ہے اور (قط) اسم فعل بمعنی انته امر حاضر ہے ... مطلب یہ ہے کہ ان کا عمل اسم کے ساتھ مخصوص ہے ...

تقدیر عبارت یوں ہوگی اذا نصبت بها الاسم فانته عن الاعمال فی غیر الاسم ...

واو کو ناصبہ ...

النوع الرابع
حروف تنصب الاسم

ويا وهي لنداء القريب والبعيد و
أيا وهيا وهما لنداء البعيد وأي
والهمزة المفتوحة وهما لنداء
القريب وهذه الحروف الخمسة
تنصب الاسم إذا كان مضافا
إلى اسم آخر

نحو یا عبد اللہ و یا غلام زید و ھیا شریف القوم و ای افضل القوم و آعبد اللہ و ترفع الاسم ان لم یکن ذلک الاسم مضافا مثل یا زید و یا رجل

النوع الخامس

حروف تنصب الفعل المضارع وھی اربعۃ احرف اَنْ و لَنْ و کَیْ و اِذن

النوع الخامس حروف تنصب الفعل المضارع

النوع الخامس حروف تنصب الفعل المضارع

فَاَنْ للاستقبال وَاِنْ دخلت على الماضى نحو اسلمت ان ادخل الجنة وان دخلت الجنة وتسمّٰى هٰذه مصدرية ولن لتاكيد نفى المستقبل مثل لن ترانى

ترکیب
صفحہ ۵۶
عامل مائۃ تمیز مجمل ممیز البشیر

النوع الخامس حروف تنصب الفعل المضارع

واصلها لا ان عند الخليل فحذفت الهمزة تخفيفا فصارت لان ثم حذفت الالف لالتقاء الساكنين فبقيت لن وكي للسببية اي يكون ما قبلها سببا لما بعدها مثل اسلمت كي ادخل الجنة فان الاسلام سبب لدخول الجنة واذن

ترکیب صفحہ ۵۸

(۲۲) (و) حرف عطف مبنی بر فتح (الجزاءُ) معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور (××)

(×) فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع ہوتے موصوف۔ ثابت اسم فاعل اپنے فاعل اور (××)

للجواب والجزاء وھو لا یتحقق الا فی الزمان المستقبل فھی لا تدخل الا علی الفعل المستقبل مثل اذن تدخل الجنة فی جواب من قال اسلمت

النوع السادس

حروف تجزم الفعل المضارع وھی خمسة احرف لم ولما ولام الامر ولا النھی

النوع السادس حروف تجزم الفعل المضارع

النوع السادس حروف تجزم الفعل المضارع

وان للشرط والجزاء فلم تجعل المضارع ماضيا منفيا مثل لم يضرب بمعنى ما ضرب ولما مثل لم لكنها مختصة بالاستغراق مثل لما يضرب زيد اى ما ضرب زيد في شيء من الازمنة الماضية

النوع السادس حروف تجزم الفعل المضارع

وَلَامُ الْاَمْرِ وَهِیَ لِطَلَبِ الْفِعْلِ اِمَّا عَنِ الْفَاعِلِ الْغَائِبِ مِثْلُ لِيَضْرِبْ اَوْ عَنِ الْفَاعِلِ الْمُتَكَلِّمِ مِثْلُ لِاَضْرِبْ وَلِنَضْرِبْ اَوْ عَنِ الْمَفْعُوْلِ الْغَائِبِ مِثْلُ لِيُضْرَبْ اَوْ عَنِ الْمَفْعُوْلِ الْمُخَاطَبِ مِثْلُ لِتُضْرَبْ اَوْ عَنِ الْمَفْعُوْلِ الْمُتَكَلِّمِ مِثْلُ لِاُضْرَبْ وَلِنُضْرَبْ

(و) حرف عطف مبنی بر فتح (النضرب) معطوف

ترکیب صفحہ ۶۴

[illegible]

عامل لفظی الکامل التشبیہ

النوع السادس حروف تجزم الفعل المضارع

ولا النهي وهي ضد لام الامر اي لطلب ترك الفعل امّا عن الفاعل الغائب او المخاطب او المتكلم مثل لا يضرب ولا تضرب ولا اضرب ولا نضرب وإنْ وهي تدخل على الجملتين والجملة الاولى تكون فعليةً والثانية قد تكون فعليةً وقد تكون اسميةً وتسمى الاولى شرطاً۔

آتی کیونکہ ان دونوں باتوں کے لئے تاخر شرط ہے ۱۲

۶ قولہ والجملۃ الاولی تکون فعلیۃ اور یہ جملہ اولی ہمیشہ فعلیہ ہوتا ہے اسی واسطے آیت کریمہ وان احد من المشرکین استجارک میں احد فعل محذوف استجارک کا فاعل ہے اور استجارک مذکور اس کی تفسیر ہے

۷ قولہ شرطا یا اس مناسبت کہ لغت میں شرط بمعنی علامت ہے چنانچہ اسی قبیل سے اشراط الساعۃ۔

النوع السادس حروف تجزم الفعل المضارع

وَالثانية جزاء فان كان الشرط والجزاء او الشرط وحده فعلاً مضارعاً فتجزمه ان على سبيل الوجوب مثل ان تضرب اضرب وان تضرب ضربت وان تضرب فزيد ضارب وان كان الجزاء وحده فعلاً مضارعاً فتجزمه على سبيل الجواز نحو ان ضربت اضرب

عـہ قابل لے تفصیل ۔ عـہ ای لفظاً ۔

النوع السابع اسماء تجزم الفعل المضارع

النوع السابع

اسماء تجزم الفعل المضارع حال كونها مشتملة على معنى إن وتدخل على الفعلين ويكون الفعل الاول سببا للفعل الثاني ويسمى الاول شرطا والثاني جزاء فان كان الفعلان مضارعين او كان الاول مضارعا دون الثاني فالجزم واجب في المضارع وهي تسعة اسماء

فرع ہونے کی حیثیت سے ان اسماء کو ذکر میں مؤخر کر دیا ۔ ۱۲

النوع السابع اسماء تجزم الفعل المضارع

من وما وأيّ ومتى وأينما وأنّى ومهما
وحيثما وإذ ما فمن وهو لا يستعمل
إلا في ذوي العقول نحو من يكرمني
أكرمه أي إن يكرمني زيد أكرمه وإن
يكرمني عمرو أكرمه وما وهو لا يستعمل
إلا في غير ذوي العقول غالبا نحو

(۸) جیسا الکلام ما تضمن کلمتین بالاسناد ۔ ۱۲ منہ واز اکرام مبنی گرامی کردن ۱۲

النوع السابع اسماء تجزم الفعل المضارع

ما تشتر اشتر ای ان تشتر الفرس اشتر الفرس وان تشتر الثوب اشتر الثوب وایٌّ وهو لا یستعمل الّا فی ذوی العقول وتلزمه الاضافة مثل ایُّهم یضربنی اضربه ای ان یضربنی زید اضربه وان یضربنی عمروٌ اضربه

النوع السابع اسماء تجزم الفعل المضارع

ومتی[1] وھو[2] للزمان مثل متی تذھب اذھب ای ان تذھب الیوم اذھب الیوم وان تذھب غدًا[3] اذھب غدًا وایْنما[4] وھو[5] للمکان مثل اَیْنما تَمْشِ اَمْشِ ای ان تَمْشِ الی المسجد امش الی المسجد وان تَمْشِ الی السوق امش الی السوق وَاَنّٰی[6] وھو[7] ایضًا للمکان

النوع السابع اسماء تجزم الفعل المضارع

مثل انّٰی تکن اکن ای ان تکن فی البلدة
اکن فی البلدة وان تکن فی البادیة
اکن فی البادیة ومهما وهو للزمان
مثل مهما تذهب اذهب ای ان تذهب
الیوم اذهب الیوم وان تذهب غدًا اذهب غدًا

النوع
السابع اسماء تجزم الفعل المضارع

وحيثما وهو للمكان مثل حيثما تقعد اقعد اى ان تقعد فى القرية اقعد فى القرية وان تقعد فى البلدة اقعد فى البلدة واذما وهو يستعمل فى غير ذوى العقول مثل اذما تفعل افعل اى ان تفعل الخياطة افعل الخياطة وان تفعل الزراعة افعل الزراعة وان كان

الفعل الثاني مضارعاً دون الاول فالوجهان في المضارع الجزم والرفع مثل ان ما كتبت اكتب

النوع الثامن

اسماء تنصب الاسماء النكرات على التمييز وهي اربعة اسماء

الاول لفظ عشر

النوع الثامن اسماء تنصب الاسماء النكرات

النوع الثامن اسماء تنصب الاسماء النكرات

او عشرون او ثلثون او اربعون او خمسون او ستون او سبعون او ثمانون او تسعون اذا ركب مع احد و اثنين او ثلث او اربع او خمس و ست او سبع او ثمان او تسع فان كان المميز مذكرا فطريق التركيب في لفظ احد

واثنان مع عشر ان تقول احد عشر رجلاً واثنا عشر رجلاً بتذكير الجزأين وان كان مؤنثا فتقول احدى عشرة امرأة واثنتا عشرة امرأة بتانيث الجزأين وطريق تركيب غيرهما الى تسع مع عشر ان تقول فى المذكر ثلثة عشر رجلاً واربعة عشر رجلاً الى تسعة عشر رجلاً

النوع الثامن اسماء تنصب الاسماء النكرات

لہ اور ایسے ہی اس کے نظائر اثنتین وثنتین - ۱۲

بتانيث الجزء الاول وتذكير الجزء الثاني و
في المؤنث ثلث عشرة امرأة واربع عشرة
امرأة الى تسع عشرة امرأة بتذكير الجزء
الاول وتانيث الجزء الثاني واما طريق
التركيب في الواحد والاثنين الى تسع مع
عشرون واخواته الى تسعين على
سبيل العطف

النوع الثامن اسماء تنصب الاسماء النكرات

لہ تاکہ جزء اول اپنی حال پر باقی رہے جیسے قبل ترکیب تھا - وہ یہ کہ بحالت عدم ترکیب مؤنث کیلئے مذکر کیساتھ لایا جاتا ہے - ۱۲

النوع الثامن اسماء تنصب الاسماء النكرات

فان كان المميز مذكرا فتقول في تركيب الواحد والاثنين لا في غيرهما احد وعشرون رجلا واثنان وعشرون رجلا بتذكير الجزء الاول وان كان المميز مؤنثا فتقول احدى وعشرون امرأة واثنتان وعشرون امرأة بتانيث الجزء الاول وفي تركيب غير الواحد والاثنين الى تسع مع عشرين تقول في المميز المذكر ثلثة وعشرون رجلا واربعة وعشرون رجلا بتانيث الجزء الاول وفي المميز المؤنث

ترکیب صفحہ ٩٠ قولہ فان کان المميز الخ (فا) حرف تفصیل مبنی بر فتح (ان) حرف شرط مبنی بر سکون (کان) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح

النوع الثامن اسماء تنصب الاسماء النكرات

ثلث وعشرون امرأةً واربع وعشرون امرأةً بتذكير الجزء الاول وعلى هذا القياس الى تسع وتسعين والثانى كم معناه عدد مبهم وهو على نوعين احدهما استفهامية ان كان متضمنًا لمعنى الاستفهام وهو ينصب التميز مثل كم رجلًا ضربته

النوع الثامن اسماء تنصب الاسماء النكرات

والثانی خبریة ان لم یکن متضمنا لمعنی الاستفهام وهو ینصب الممیز ان کان بینهما فاصلة مثل کم عندی رجلا وان لم تکن بینهما فاصلة فممیزه مجرور بالاضافة الیه مثل کم رجل ضربت وکم غلمان اشتریت والثالث کاین وهو مرکب من کاف التشبیه۔

وأيّ لكنّ المراد منه عددٌ مبهم لا المعنى التركيبيّ مثل كأيّن رجلاً لقيتُ وقد يكونُ متضمناً لمعنى الاستفهام نحو كأيّن رجلاً عندك والرابع كذا وهو مركبٌ من كاف التشبيه وذا اسم الاشارة ولكن المراد منه عددٌ مبهم ولا يكونُ متضمناً لمعنى الاستفهام مثل عندي كذا رجلاً۔

النوع الثامن اسماء تنصب الاسماء النكرات

ترکیب
صفحہ ۹۶

النوع التاسع

اسماءٌ تسمّٰى اسماء الافعال وانّما سمّيت باسماء الافعال لان معانيها افعال وهي تسعة ستّة منها موضوعة للامر الحاضر وتنصب الاسم على المفعولية احدها رويد فانه موضوع لامهل وهو يقع في اوّل الكلام مثل رويد زيدًا اي امهل زيدًا

عہ یعنی اُن میں سے چھ نصب دیتے ہیں ۱۲۔

النوع التاسع اسماء تسمّٰى اسماء الافعال

النوع التاسع اسماء تسمی اسماء الافعال

وثانيها بله فانه موضوع لدع مثل بله زيدا اى دع زيدا وثالثها دونك فانه موضوع لخذ مثل دونك زيدا اى خذ زيدا ورابعها عليك فانه موضوع لالزم مثل عليك زيدا اى الزم زيدا وخامسها حيهل فانه موضوع لائت مثل حيهل الصلوة اى ائت الصلوة وسادسها ها فانه موضوع لخذ مثل ها زيدا اى خذ زيدا

۱۰۱
ترکیب
صفحہ ۱۰۰

النوع التاسع اسماء تسمى اسماء الافعال

وقد جاء فيه ثلث لغات هَا بسكون الهمزة وهاءِ بزيادة الهمزة المكسورة و هاءَ بزيادة الهمزة المفتوحة ولابد لهذه الاسماء من فاعل وفاعلها ضمير المخاطب المستتر فيها وثلثة منها موضوعة للفعل الماضى وترفع الاسم بالفاعلية احدها هيهات فانه موضوع لبعد

ترکیب
صفحہ ۱۰۲
besturdubooks.wordpress.com

مثل هيهات زيد اي بعد زيد وثانيها سرعان فانه موضوع لسرع مثل سرعان زيد اي سرع زيد وثالثها شتان فانه موضوع لافترق مثل شتان زيد وعمرو اي افترق زيد وعمرو

النوع العاشر

الافعال الناقصة وانما سميت ناقصة

النوع العاشر الافعال الناقصة

البشیر الکامل بحل شرح مائۃ عامل

ترکیب صفحہ ۱۰۴

(۳) مضاف الیہ مجرور تقدیراً۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ...

النوع العاشر الافعال الناقصة

لانها لا تكون بمجرد الفاعل كلاما تاما فلا تخلو عن نقصان وهي تدخل على الجملة الاسمية اي المبتدا والخبر فترفع الجزء الاول منها ويسمى اسمها وتنصب الجزء الثاني منها ويسمى خبرها وهي ثلثة عشر فعلا الاول كان

عہ اصل میں کون بفتح عین بالضم عین تھا۔ واو بوجہ تحرک و انفتاح ما قبل الف ہوگیا ۱۲

النوع العاشر الافعال الناقصة

وَھِیَ قَدْ تَکُوْنُ زَائِدَۃً مِثْلُ اِنَّ مَنْ
افضلھم کَانَ زیدًا وحینئذٍ لا تعمل
وقد تکون غیر زائدۃ وھی یجیٔ علے
معنیین ناقصۃ وتامۃ فالناقصۃ
تجیٔ علی معنیین احدھما ان یثبت خبرھا
لاسمھا فی الزمان الماضی سواء کان

(۸) کا اسم کے واسطے زمانہ ماضی میں ثبوت۔

ممکن الانقطاع مثل كان زيد قائما
او ممتنع الانقطاع مثل كان الله عليما
حكيما وثانيهما ان يكون بمعنى صار مثل
كان الفقير غنيا اى صار الفقير غنيا
والتامة تتم بفاعلها فلا تحتاج الى
الخبر فلا تكون ناقصة وحينئذ تكون
بمعنى ثبت مثل كان زيد اى ثبت زيد

النوع الثاني عشر الافعال الناقصة

النوع العاشر
الافعال الناقصة

م صار من البصرة الى الكوفة يا صار من البصرة يا صار الى الكوفة - وجہ یہ کہ

والثاني صار وهي للانتقال اي انتقال الاسم من حقيقة الى حقيقة اخرى نحو صار الطين خزفا ومن صفة الى صفة اخرى مثل صار زيد غنيا وقد تكون تامة بمعنى الانتقال من مكان الى مكان آخر وحينئذ تتعدى بالى نحو صار زيد من بلد الى بلد والثالث اصبح والرابع اضحى والخامس امسى

شہ قولہ من مکان الی مکان۔ خواہ دونوں مذکور ہوں یا ایک مذکور اور دوسرا مقدر جیسے م

۹ صار زید من الشر الی الحسنی۔ اسی قبیل سے ہے۔ لصیرنا الی الحسنی ورق کلامنا شہ قولہ من مکان الی مکان۔ یا من ذات الی ذات کلام

ترکیب
صفحہ ۱۱۲

النوع العاشر الافعال الناقصة

فهذه[1] الثلثة لاقتران[2] مضمون الجملة باوقاتها[3] التي هي الصباح والضحى[4] والمساء نحو اصبح زيد غنيا معناه حصل غناه[5] في وقت الصباح ونحو اضحى زيد حاكما معناه حصل الحكومة[6] في وقت الضحى ونحو امسى زيد قاريا معناه حصل قراءته[7] في وقت المساء۔

۱؎ قولہ فهذه الثلثة الخ یہ تینوں فعل تامہ ہوتے ہیں جیسا کہ آتا ہے اور ناقصہ بمعنی ناقصہ کے دو معنی ہیں (۱) یہ کہ اصبح

یعنی کان في الصباح کذا ہو اور اضحی یعنی کان في الضحى کذا اور امسی یعنی کان في المساء کذا۔ یہی اس وقت ایسا۔

اوقات مضمون جملہ کے ساتھ مقترن ہونے کا افادہ کرتے ہیں جیسا کہ مصنف نے اپنے اس قول سے بیان فرمایا۔ (۲) یہ بمعنی صار ہوں۔ (م)

النوع العاشر الافعال الناقصة

وهذه الثلثة قد[١] تكون بمعنى صار مثل اصبح[٢] الفقير غنيا وامسى زيد كاتبا واضحى[٣] المظلم منيرا وقد[٤] تكون تامة مثل اصبح زيد بمعنى دخل زيد في الصباح وامسى عمرو اي دخل عمرو في المساء واضحى بكر اي دخل[٥] بكر في الضحى السادس ظل[٦] والسابع بات وهما لاقتران[٧] مضمون الجملة بالنهار والليل +

ترکیب صفحہ ۱۱۶

(م ر) (ھو) ضمیر پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع ...

(۴۴) صیغہ تثنیہ مذکر غائب میں (ھما) پوشیدہ جس میں (ھا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم

النوع العاشر الافعال الناقصة

نحو ظل زید کاتبا ای حصل کتابته فی النهار وبات زید نائما ای حصل نومه فی اللیل وقد تکونان بمعنی صار مثل ظل الصبی بالغا وبات الشاب شیخا والثامن مادام وهی لتوقیت شئ بمدة ثبوت خبرها لاسمها فلابد من ان یکون قبلها جملة فعلیة او اسمیة

نحو اجلس ما دام زید جالسا وزید قائم ما دام عمرو قائما والتاسع ما زال والعاشر ما برح والحادی عشر ما انفک والثانی عشر ما فتیٔ وقد یقال ما فتأ وما افتأ وکل واحد من ہذہ الافعال الاربعۃ لدوام ثبوت خبرہا لاسمہا مذ قبلہ ویلزمہا النفی مثل ما زال زید عالما وما برح زید صائما وما فتیٔ عمرو فاضلا وما انفک بکر عاقلا

النوع العاشر الافعال الناقصۃ

ہو تو اس وقت ان افعال سے صیغہ مفعول ہے ... دوام ... مفعول میں بطریق دوام ثبوت ...

النوع العاشر
الافعال الناقصة

والثالث عشر ليس وهي لنفي مضمون الجملة في زمان الحال وقال بعضهم في كل زمان مثل ليس زيد قائما واعلم ان تقديم اخبار هذه الافعال على اسمائها جائز بابقاء عملها مثل كان قائما زيد وعلى هذا القياس في البواقي وايضا تقديم اخبارها على نفسها

جائز سوى ليس والافعال التي كان في اوائلها ما وقال بعضهم تقديم الاخبار على هذه الافعال ايضا جائز سوى ما دام اما تقديمها على اسمائها فغير جائز

النوع العاشر الافعال الناقصة

واعلم ان حكم مشتقات هذه الافعال كحكم هذه الافعال في العمل

ترکیب
صفحہ ۱۲۴

مضاف الیہ مجرور

مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ

النوع الحادی عشر۔ افعال المقاربۃ

النوع الحادی عشر

افعال[١] المقاربۃ وانما سمّیت بھذا الاسم لانھا[٢] تدل علی المقاربۃ وھی اربعۃ الاول عسٰی[٣] وھو فعل[٤] لدخول تاء التانیث الساکنۃ فیہ نحو عست وغیر[٥] متصرف اذ لا[٦] یشتق منہ مضارع واسما فاعل ومفعول وامر ونھی مثلاً وعملہ علی نوعین الاول ان یرفع الاسم وھو فاعلہ ۔

النوع الحادي عشر افعال المقاربة

وينصب الخبر ويكون خبره فعلاً مضارعاً مع أنْ وحينئذٍ يكون بمعنى قارَبَ نحو عسى زيدٌ أن يخرج فزيد مرفوع بأنه اسمه وفاعله وأن يخرج في موضع النصب بأنه خبره بمعنى قارب زيدٌ الخروج ويجب أن يكون خبره ٭

۱۲۹
ترکیب
صفحہ ۱۲۸
۱۷

مطابقاً لاسمه في الافراد والتثنية والجمع والتذكير والتانيث نحو عسى زيد ان يقوم وعسى الزيدان ان يقوما وعسى الزيدون ان يقوموا وعست هند ان تقوم وعست الهندان ان تقوما وعست الهندات ان يقمن وهذا اى كون الخبر مطابقاً للفاعل اذا كان الفاعل اسماً ظاهراً اما اذا كان مضمراً

النوع الحادى عشر
افعال المقاربة

النوع الحادي عشر افعال المقاربة

فليست المطابقة بينهما شرطاً النوع الثاني
من النوعين المذكورين ان يرفع الاسم
وحده وذلك اذا كان اسمه فعلاً مضارعاً
مع ان فيكون الفعل المضارع مع ان
في محل الرفع بانه اسمه ويكون عسى حينئذٍ

بمعنی قرب مثل عسی ان یخرج زید ای قرب خروجه فلا یحتاج فی هذا الوجه الی الخبر بخلاف الوجه الاول لانه لا یتم المقصود فیه بدون الخبر فیکون الاول ناقصا والثانی تاما والثانی کاد وهو یرفع الاسم وینصب الخبر و خبره فعل مضارع

النوع الحادی عشر افعال المقاربة

النوع الحادی عشر افعال المقاربة

بغیر ان وقد یکون مع ان تشبیها له بعسی مثل
کاد زید یجیء فزید مرفوع بانه اسم کاد
ویجیء فی محل النصب بانه خبره معناه
قرب مجیء زید وحکم باقی المشتقات من مصدره
کحکم کاد مثل لم یکد زید یجیء ولا یکاد زید
یجیء وان دخل علی کاد حرف النفی ففیه خلاف
قال بعضهم ان حرف النفی فیه

(۴۳۹) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون بعض مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل - (انّ) حرف مشبہ بالفعل مبنی

النوع الحادی عشر افعال المقاربة

وفی المستقبل یفیدہ والثالث کرب وھو یرفع الاسم وینصب الخبر وخبرہ یجیٔ فعلاً مضارعاً دائماً بغیر ان نحو کرب زید یخرج والرابع اوشك وھو یرفع الاسم وینصب الخبر وخبرہ فعل مضارع مع ان

او بغیران مثل اوشك زید ان یجئ او یجئ وقال بعضهم ان افعال المقاربة سبعة هذه الاربعة المذكورة وجعل وطفق واخذ وهذه الثلثة مرادفة لكرب وموافقة له في الاستعمال

النوع الثاني عشر

افعال المدح والذم

افعال المدح والذم۔ یعنی وہ افعال جو انشائے مدح وذم کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔ جیسے نعم الرجل زید کہ تو اس کلام سے زید کی مدح کا انشا کیا۔

النوع الثاني عشر افعال المدح والذم

وَهِيَ اربعةٌ الاول نِعْمَ اصله نَعِمَ بفتح الفاء وكسر العين فكسرت الفاءُ اتباعًا للعين ثم اسكنت العين للتخفيف فصار نِعْمَ وَهُوَ فعلُ مدحٍ وفاعله قد يكونُ اسمَ جنسٍ معرّفًا باللام مثل نعم الرجل زيد

ترکیب
صفحہ ۱۴۴

فالرجل مرفوع بانه فاعل نعم وزيد
مخصوص بالمدح مرفوع بانه مبتدأ
ونعم الرجل خبره مقدم عليه ومرفوع
بانه خبر مبتدأ محذوف وهو الضمير
تقديره نعم الرجل هو زيد فيكون على
التقدير الاول جملة واحدة وعلى التقدير
الثاني جملتين وقد يكون فاعله اسما مضافا

النوع الثاني عشر افعال المدح والذم

النوع الثانی عشر افعال المدح والذم

الی المعرف باللام نحو نعم صاحب الرجل زید وقد یکون ضمیراً مستتراً ممیزاً بنکرةٍ منصوبةٍ مثل نعم رجلاً زید والضمیر المستتر عائدٌ الی معهودٍ ذهنی وقد یحذف المخصوص اذا دلّ علیه قرینة مثل نعم العبد ای نعم العبد ایوب والقرینة

ترکیب
صفحہ ۱۴۸

النوع الثانی عشر افعال المدح والذم

سیاق الآیة وشرط المخصوص ان یکون مطابقا للفاعل فی الافراد والتثنیة والجمع والتذکیر والتانیث مثل نعم الرجل زید ونعم الرجلان الزیدان ونعم الرجال الزیدون ونعمت المرأة هند ونعمت المرأتان الهندان ونعمت النساء الهندات

النوع الثانی عشر افعال المدح والذم

والثانی بئس وهو فعل ذم اصله بَئِسَ من باب علم فکسرت الفاء لتبعیة العین ثم اسکنت العین تخفیفا فصار بِئْس وفاعله ایضا احد الامور الثلثة المذکورة فی نعم وحکم المخصوص بالذم کحکم المخصوص بالمدح فی جمیع الاحکام المذکورة مثل بئس الرجل زید وبئس صاحب الرجل زید وبئس رجلا زید وبئس الرجلان الزیدان وبئس الرجال الزیدون وبئست المرأة هند

۱۵۳
ترکیب
صفحہ ۱۵۲
۲۰

هند وبئست المرأتان الهندان وبئست النساء الهندات والثالث ساء وهو مرادف لبئس موافق له في جميع وجوه الاستعمال والرابع حبّ بفتح الفاء او ضمها اصله حبب بضم العين فاسكنت الباء الاولى وادغمت في الثانية على اللغة الاولى او نقلت ضمتها الى الحاء وادغمت الباء في الباء على اللغة الثانية

النوع الثاني عشر افعال المدح والذم

النوع الثانی عشر افعال المدح والذم

وحبّ لا یتفصل عن ذا فی الاستعمال و
لهذا یقال فی تقریر الافعال حبّذا وهو مرادف
لنعم و فاعله ذا والمخصوص بالمدح مذکور بعده
واعرابه کاعراب مخصوص نعم فی الوجهین
المذکورین لکنّه لا یطابق فاعله فی الوجوه
المذکورة مثل حبّذا زیدٌ

ترکیب صفحہ ۱۵۶

عامل مائۃ متن جمل الکامل الشیخ

النوع الثاني عشر
افعال المدح والذم

وحبذا الزيدان وحبذا الزيدون وحبذا هند وحبذا الهندان وحبذا الهندات و يجوز ان يكون قبله او بعده اسم موافق له منصوبا على التمييز او على الحال مثل حبذا رجلا زيد وحبذا راكبا زيد وحبذا زيد رجلا وحبذا زيد راكبا

واعلم انه لا يجوز التصرف في هذه الافعال غير الحاق التاء فيها ولهذا سميت هذه الافعال غير متصرفة

النوع الثالث عشر

افعال القلوب وانما سميت بها لان صدورها من القلب ولا دخل فيه للجوارح وتسمى افعال الشك واليقين

النوع الثالث عشر
افعال القلوب

النوع الثالث عشر
افعال القلوب

أيضًا لأنّ بعضها للشكّ وبعضها لليقين وهي تدخل على المبتدأ والخبر وتنصبهما معًا بأن يكونا مفعولين لها وهي سبعة ثلثة منها للشكّ وثلثة منها لليقين وواحد منها مشترك بينهما

فائدہ — دل میں ہیں کیونکہ ان کا صدور قلب سے ہوتا ہے اور ان میں جوارح کو دخل نہیں ہے جواب ضمیر (هي) کا مرجع وہ افعال ہیں جن کا نام نحویوں کے یہاں افعال قلوب ہے۔ اور وہ یقینًا سات میں منحصر ہیں مطلقًا افعال قلوب مرجع نہیں حتی کہ اعتراض وارد ہو اور بعض سات پر اضافہ کرتے ہیں جیسا کہ مطولات میں ہے۔

(عَنَّ) بمعنی ظن جیسے فلا تحسب المولی شریکک فی الغنی + ولکنما المولی شریکک فی العدم۔ اس میں (شریکک فی الغنی) مفعول ثانی ہے اور (المولی) مفعول اول ہے۔ اور (حجا) بمعنی ظن جیسے قد کنت احجو أبا عمرو أخا ثقة + حتی ألمت بنا یومًا ملمات۔ اور (درٰی) بمعنی علم جیسے دُرِیتَ الوفیَّ العهدَ یا عروُ فاغتبط + فان اغتباطًا بالوفاء حمید۔ اس میں (تا) نائب فاعل مفعول اول ہے اور (الوفی العهد) مفعول ثانی۔

له قوله تدخل علی المبتدأ والخبر — یعنی جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں۔ اور فعل و فاعل یعنی جملہ فعلیہ پر داخل نہیں ہوتے۔ جملہ فعلیہ پر داخل نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر جملہ فعلیہ پر داخل ہوں تو ان کا مسند الیہ کیا ہوگا ...

... چونکہ مسند الیہ واجب ہے جملہ فعلیہ کا فعل ہوگا یا فاعل۔ اول باطل ہے کیونکہ اس تقدیر پر لازم آتا ہے کہ فعل کا رافع لفظی ہو جائے حالانکہ فعل کا رافع معنوی ہوتا ہے۔ اور دوم بھی باطل ورنہ دو مستقل مؤثر سے ایک اثر کا صدور لازم آئے گا۔ ایک مؤثر یہ افعال قلوب اور دوسرا مؤثر جملہ فعلیہ کا فعل۔ اور وہ ...

ایک اثر رفع ہے۔ اور دو مستقل مؤثر سے ایک اثر کا صدور باطل ہے ورنہ وہ معلول ...

النوع الثالث عشر
افعال القلوب

اما الثلثة الاول فحسبت وظننت و خلت مثل حسبت زيدًا فاضلًا وظننت بكرًا نائمًا وخلت خالدًا قائمًا وظننت اذا كان من الظِنة بمعنى التهمة لم يقتض المفعول الثاني مثل ظننت زيدًا اى اتهمته واما الثلثة الثانية فعلمت ورأيت ووجدت مثل علمت زيدًا امينًا ورأيت عمرًا فاضلًا ووجدت البيت رهينًا

۱۶۵
ترکیب
صفحہ ۱۶۴

النوع الثالث عشر افعال القلوب

وعلمت قد یجی بمعنی عرفت نحو علمت زیداً ای عرفته ورأیت قد یکون بمعنی ابصرت کقوله تعالیٰ فانظر ماذا ترىٰ ووجدت قد یکون بمعنی اصبت مثل وجدت الضالة ای اصبتها

۱؎ قولہ وعلمت قد یجی یہاں سے مذکورہ افعال قلوب کے بعض دیگر معانی بیان کرتے ہیں جن کے اعتبار سے متعدی بدو مفعول نہیں ہوتے بلکہ صرف ایک مفعول کی جانب متعدی ہوتے ہیں۔ اور بعض معانی ایسے بھی ہیں جن کے اعتبار سے متعدی یک مفعول بھی نہیں ہوتے۔

(وفی کون قولہ تعالیٰ فانظر من ھذا القبیل نظر فانہ لیس من رویۃ البصر لانہ لم یرَ رویۃ شی ولا من رویۃ القلب لانہ یطلب مفعولین علی قراءۃ الفتح ...)

النوع الثالث عشر افعال القلوب

فانّ کلّ واحدٍ من هذه المعانی لا یقتضی الّا متعلّقًا واحدًا فلا یتعدّی الّا الی مفعولٍ واحدٍ والواحد المشترك بینهما هو زعمت مثل زعمت اللّٰه غفورًا فهو للیقین و زعمت الشیطان شکورًا فهو للشك

۱۶۹
ترکیب
صفحہ ۱۶۸

النوع الثالث عشر
افعال القلوب

وفی هٰذه الافعال لا یجوز الاقتصار علی احد المفعولین لانهما کاسمٍ واحدٍ لان مضمونهما معًا مفعولٌ به فی الحقیقة وهو مصدر المفعول الثانی المضاف الی المفعول الاول اذ معنی علمت زیدًا فاضلًا علمت فضل زیدٍ فلو حذف احدهما کان

النوع الثالث عشر افعال القلوب

تحذف[١] بعض اجزاء الكلمة الواحدة وإذا توسّطت[٢] هذه الافعال بين مفعوليها او تأخّرت عنهما جاز[٣] ابطال عملها مثل زيد ظننت قائم وزيد اظننت قائماً وزيد قائم ظننت وزيداً قائماً ظننت فاعمالها وابطالها حينئذ[٤] متساويان[٥] وقال بعضهم ان اعمالها اولى على تقدير[٦] التوسط وابطالها اولى على تقدير التأخر

۱۷۳
ترکیب
صفحہ ۱۷۲

النوع الثالث عشر افعال القلوب

وَاِذَا زِيْدَتِ الْهَمْزَةُ فِيْ اَوَّلِ عَلِمْتُ وَرَاَيْتُ صَارَا مُتَعَدِّيَيْنِ اِلٰى ثَلٰثَةِ مَفَاعِيْلَ نَحْوُ اَعْلَمْتُ زَيْدًا عَمْرًا فَاضِلًا وَاَرَيْتُ عَمْرًا خَالِدًا عَالِمًا فَزِيْدَ فِيْهِمَا بِسَبَبِ الْهَمْزَةِ مَفْعُوْلٌ آخَرُ لِاَنَّ الْهَمْزَةَ لِلتَّصْيِيْرِ فَمَعْنَى الْمِثَالِ الْاَوَّلِ حَمَلْتُ زَيْدًا عَلٰى اَنْ يَعْلَمَ عَمْرًا فَاضِلًا وَمَعْنَى الْمِثَالِ الثَّانِيْ حَمَلْتُ عَمْرًا عَلٰى اَنْ يَعْلَمَ خَالِدًا عَالِمًا وَذٰلِكَ مَخْصُوْصٌ بِهٰذَيْنِ الْفِعْلَيْنِ دُوْنَ اَخَوَاتِهِمَا وَهٰذَا مَسْمُوْعٌ مِنَ الْعَرَبِ خِلَافًا لِلْاَخْفَشِ

للعه ای دخول الهمزة فی الفعلین یعنی دونوں فعل میں ہمزہ کا دخول عرب سے مسموع ہے

النوع الثالث عشر
افعال القلوب

فانه اجاز زيادة الهمزة في جميع هذه الافعال قياسا على علمت ورأيت نحو اظننت واحسبت واخلت واوجدت وازعمت زيدا عمرا فاضلا وانبأ ونبّأ واخبر وخبّر ايضا تتعدى الى ثلثة مفاعيل اعلم انه لا يجوز حذف المفعول الاول من المفاعيل الثلثة

لكن يجوز حذف المفعولين الاخيرين معاً ولا يجوز حذف احدهما بدون الاخر كما مرّ

اما القياسية فسبعة عوامل

الاول من العوامل القياسية الفعل

الاول منها الفعل مطلقاً سواء كان لازماً او متعدياً ماضياً كان او مضارعاً امراً كان او نهياً كل فعل

قوله لكن يجوز کیونکہ یہ دونوں مفعول علمت کے مفعولین کی طرح ہیں اور علمت کے مفعولین کا حذف معاً جائز ہے کما مرّ تو ان کا حذف بغیر دیگر بھی جائز۔ اور ایک کا حذف جائز نہیں جیسے علمت کے مفعولین

قوله اما القياسية مصنف عوامل سماعیہ کے بیان سے فارغ ہو کر یہاں سے عوامل قیاسیہ کا بیان شروع کرتے ہیں

الاول من العوامل القياسية الفعل

يرفع الفاعل نحو قام زيد وضرب زيد واما اذا كان متعديًا فينصب المفعول ايضًا مثل ضرب زيد عمرًا ولا يجوز تقديم الفاعل على الفعل بخلاف المفعول فانّ تقديمه عليه جائز ولا يجوز حذف الفاعل بخلاف المفعول فانّ حذفه جائز نحو ضرب زيد والثاني المصدر

الثانی
من العوامل القیاسیة
المصدر

وهو اسم حدث[1] اشتق[2] منه الفعل وانما سمّي مصدرًا لصدور الفعل عنه فيكون محلا له قال البصريون[3] ان المصدر اصل والفعل فرع لاستقلاله[4] بنفسه وعدم[5] احتياجه الى الفعل بخلاف الفعل فانه غير مستقل بنفسه ومحتاج[6] الى الاسم وقال الكوفيون[7] ان الفعل اصل والمصدر فرع لاعلال المصدر

[1] قولہ اسم حدث۔ حدث سے مراد وہ معنی جو بطور غیر کے ساتھ قائم ہوں خواہ موجود ہیں جیسے ضرب و ...

[2] قولہ اشتق منہ الفعل۔ اشتقاق لغت میں بعض کو بعض سے نکالنا ہے۔ اور اصطلاح میں ...

[3] ... دو لفظوں کا ... حروف اصلیہ میں ... ہونا ...

[5] اور جب مصدر محل فعل ہوا تو دیگر مشتقات کا بھی محل بدرجہ اولیٰ ہوگا۔ ۱۲

باعلاله وصحته بصحته نحو قام قياما و
قاوم قواما اعل قياما بقلب الواو فيه ياء
بقلب الواو الفا في قام وصح قواما لصحة قاوم
ولا شك ان دليل البصريين يدل على اصالة
المصدر مطلقا ودليل الكوفيين يدل على
اصالة الفعل في الاعلال فلا تلزم منه اصالة
مطلقا ولو كان هذا القدر يقتضي الاصالة

الثاني
من العوامل القياسية
المصدر

(۳x۵) مرفوع تقدیراً صیغہ واحد مذکر اسمیں (ھُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم کان (الاصالۃ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً

يلزم ان يكون يعد بالياء واُكرم متكلما بالهمزة اصلاً وباقي الامثلة فرعًا ولا قائل به احد[۱] اعلم ان[۲] المصدر يعمل[۳] عمل فعله فان كان فعله لازمًا فيرفع الفاعل فقط مثل اعجبني قيام زيد

الثاني من العوامل القياسية المصدر

۱؎ قوله ولا قائل به احد یعنی علمائے صرف میں سے کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں کہ (یعد) اور (اکرم) اعلال میں اصل ہیں اور ان دونوں کے نظائر فرع۔ اور یہ واو (یعد) کے نظائر سے اور ہمزہ (اکرم) کے نظائر سے ساقط ہوئے ہیں کہ دونوں کے

نظائر کے معنی صورت پر دلالت کرنے میں دونوں کیا خوب مشاکلت حاصل ہے۔ اس لئے کہ علت اعلال نظائر میں پائی جاتی ہے۔ کیونکہ علت اعلال (یعد) میں واو کا یاء مفتوحہ اور کسرہ لازم کے درمیان واقع ہونا ہے اور (اکرم) میں دو ہمزہ کا اجتماع ہے جو نظائر میں مفقود۔ پس فعل میں اعلال ہوا۔

مصدر کا وقت تصحیح مشاکلت پر اعلال و ... علت پر دلالت کرنے ... دونوں میں مشاکلت ... ماضی اور ... مصدر ... اعلال ... (۴)

الثانی من العوامل القیاسیة المصدر

وان كان متعدياً فيرفع الفاعل وينصب المفعول نحو اعجبني ضرب زيدٍ عمراً فزيدٍ في المثالين مجرور لفظاً لاضافة المصدر اليه ومرفوع معنًى لانه فاعل وهو على خمسة انواع

احدها[۱] ان یکون مضافاً الی الفاعل ویذکر المفعول منصوباً کالمثال المذکور وثانیها ان یکون مضافاً الی الفاعل ولم یذکر المفعول نحو عجبت من ضرب زید وثالثها ان یکون مضافاً الی المفعول حال کونه مبنیاً للمفعول القائم مقام الفاعل نحو عجبت من ضرب زید ای[۲] من ان یضرب زید و رابعها ان یکون مضافاً[۳] الی المفعول ویذکر الفاعل مرفوعاً نحو عجبت من ضرب اللص الجلاد

الثانی من العوامل القیاسیة المصدر

الثانی من العوامل القیاسیة المصدر

وخامسها ان یکون مضافاً[1] الی المفعول و یحذف[2] الفاعل نحو قوله تعالیٰ لا یسأم[3] الانسان من دعاء الخیر ای من دعائه الخیر اعلم ان هٰذه الصور جاریة[4] فی مصدر الفعل المتعدی واما فی مصدر الفعل اللازم فصورة واحدة وهی[4] ان یضاف الی الفاعل نحو اعجبنی قعود زید وفاعل[5] المصدر لا یکون مستتراً

ترکیب صفحہ ۱۹۲

صفحہ ۱۹۲

(۲۴۳) مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع ہے اسم یکون - اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر

الثالث من العوامل القياسية اسم الفاعل

ولا يتقدم معموله عليه والثالث اسم فاعل وهو كل اسم اشتق من فعل لذات من قام به الفعل وهو يعمل عمل فعله كالمصدر فان كان مشتقا من الفعل اللازم فيرفع الفاعل فقط مثل زيد قائم ابوه وان كان مشتقا من الفعل المتعدي

الثالث من العوامل القياسية اسم الفاعل

فيرفع الفاعل وينصب المفعول به ايضًا مثل زيد ضارب غلامه عمرا وشرط عمله ان يكون بمعنى الحال او الاستقبال و انما اشترط باحدهما ليكمل مشابهته بالفعل المضارع لانه لما كان مشابهًا بالفعل المضارع بحسب اللفظ

عہ بفتحتین بمعنے ازانہ اور بسکون سین بھی جائز ہے ۔ ۱۲

الثالث من العوامل القياسية اسم الفاعل

فی عدد الحروف والحرکات والسکنات فکان حینئذٍ مشابهًا بحسب المعنی ایضًا ویشترط ایضًا اعتماده علی المبتدأ فیکون خبرًا عنه مثل المثال المذکور او علی الموصول فیکون صلةً له نحو الضارب عمرًا فی الدار ای الذی هو ضارب عمرًا فی الدار او علی الموصوف فیکون صفةً له

الثالث
من العوامل القياسية
اسم الفاعل

مثل مررت برجل ضارب ابنه جاريةً
او على ذى الحال فيكون حالاً عنه مثل
مررت بزيد راكباً ابوه او على حرف النفى او
الاستفهام بان يكون قبله حرف النفى او
الاستفهام مثل ما قائم ابوه واقائم ابوه
وان فقد فى اسم الفاعل احد الشرطين
المذكورين فلا يعمل اصلا

ع۵ یعنی کنیز جمع جواری ۱۲

ترکیب صفحہ ۲۰۰

(مثل) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف

ترکیب صفحہ ۲۰۰

الثالث من العوامل القياسية اسم الفاعل

بل يكون حينئذٍ مضافاً الى مابعده مثل مررت بزيدٍ ضارب عمروٍ امس وان كان اسم الفاعل معرفاً باللام يعمل فى مابعده فى كل حال سواء كان بمعنى الماضى والحال والاستقبال وسواء كان معتمداً على احد الامور المذكورة او غير معتمدٍ

ع۷ اس لام سے مراد اسمی ہے جو بمعنی اسم موصول ہوتا ہے ۱۲

ترکیب
صفحہ ۲۰۲

الثالث
من العوامل القياسية
اسم الفاعل

مثل الضارب عمرا الآن او امس او غدا أهو زيد اعلم ان اسم الفاعل الموضوع للمبالغة كضراب وضروب ومضراب بمعنى كثير الضرب وعلامة وعليم بمعنى كثير العلم وحذر بمعنى كثير الحذر مثل اسم الفاعل الذي ليس للمبالغة

في العمل وان زالت المشابهة اللفظية بالفعل لكنهم جعلوا ما فيها من زيادة المعنى قائما مقام ما زال من المشابهة اللفظية ورابعها اسم المفعول وهو كل اسم اشتق

الرابع من العوامل القياسية اسم المفعول

الرابع من العوامل القياسية اسم المفعول

لذات من وقع عليه الفعل وهو يعمل
عمل فعله المجهول فيرفع اسماً واحداً
بانه قائم مقام فاعله وشرط عمله كونه
بمعنى الحال والاستقبال واعتماده على
المبتدأ كما في اسم الفاعل مثل زيدٌ
مضروبٌ غلامه الآن او غداً او الموصول
نحو المضروب غلامه زيدٌ

والموصوف مثل جاءني رجل مضروب
غلامه او ذي الحال مثل جاءني
زيد مضروبا غلامه او حرف النفي
او الاستفهام مثل ما مضروب غلامه
واذا انتفى فيه احد الشرطين
المذكورين ينتفي عمله وحينئذ
يلزمه اضافته الى مابعده واذا دخل
عليه الالف واللام يكون مستغنيا
عن الشروط في العمل مثل جاءني المضروب غلامه

الرابع من العوامل القياسية للمفعول

ترکیب صفحہ ۲۱۰

(۴۴) اسم موصول اپنے صلہ سے ملکر فاعل۔ جاءَ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الخامس
من العوامل القياسية
الصفة المشبهة

وخامسها الصفة المشبّهة وهي مشابهة باسم الفاعل في التصريف وفي كون كلّ منهما صفة مثل حَسَن حسنان حسنون حسنة حسنتان حسنات على قياس ضَارِب ضاربان ضاربون ضاربة ضاربتان ضاربات وهي مشتقة من الفعل اللازم دالة على ثبوت مصدرها لفاعلها

الخامس من العوامل القیاسیة الصفة المشبهة

عَلٰی سبیل الاستمرار والدوام بحسب الوضع وتعمل عمل فعلها من غیر اشتراط زمان لکونها بمعنی الثبوت واما اشتراط الاعتماد فمعتبر فیها الا ان الاعتماد علی الموصول لا یاتی فیها لان اللام الداخلة علیها لیست بموصول بالاتفاق وقد یکون معمولها منصوبا علی التشبیه بالمفعول فی المعرفة

السادس
من العوامل القياسية
المضاف

وعلى التمييز في النكرة ومجرورًا على الاضافة
وتكون صيغة اسم الفاعل قياسية
وصيغها سماعية مثل حسنٌ وصعبٌ
وشديدٌ وسادسها المضافُ كلُّ اسمٍ
اضيف الى اسمٍ اٰخر فيجر الاولُ الثانيَ
مجردًا عن اللام والتنوين وما يقوم مقامه
من نوني التثنية والجمع

ترکیب
صفحہ ۲۱۶

(ص ص) منصوب لفظاً۔ اسم ذاعل صیغہ واحد مذکر صحیح (ھو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع

السادس من العوامل القياسية المضاف

لاجل الاضافة والاضافة امّا بمعنى اللام المقدرة ان لم يكن المضاف اليه من جنس المضاف ولا يكون ظرفا له مثل غلام زيد وامّا بمعنى من ان كان من جنسه مثل خاتم فضة وامّا بمعنى في ان كان ظرفا له نحو ضرب اليوم

جیسے غلام زید یا اخص مطلق جیسے یوم الاحد اور علم النحو ۱۲

لہ قولہ لاجل الاضافۃ۔ لام بفتح ہمزہ لاجل اور اجل برائے تعلیل ...

السابع
من العوامل القياسية
الاسم التام

وسابعها الاسم التام كل اسم تم فاستغنى
عن الاضافة بأن يكون في آخره تنوين
او ما يقوم مقامه من نوني التثنية
والجمع او يكون في آخره مضاف اليه و
هو ينصب النكرة على انها تمييز له فيرفع
منه الابهام مثل عندي رطل زيتا
ومنوان سمنا وعشرون درهما ولي ملؤه عسلا

۲۳۱
ترکیب
صفحہ ۲۰

وامّا المعنوية فمنها عددان

المراد من العامل المعنوی ما يعرف بالقلب وليس للسان حظ فيه احدهما العامل في المبتدأ والخبر وهو الابتداء اى خلو الاسم عن العوامل اللفظية نحو زيد منطلق وثانيهما العامل في الفعل المضارع وهو صحة وقوع الفعل المضارع موقع الاسم مثل زيد يعلم فيعلم مرفوع

وامّا المعنوية فمنها عددان

دِیباچہ

البشیر الکامل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمدًا لمن اسمه اعرف المعارف ۔ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلامُ عَلٰى نبيّه مصدر العلوم والعواطف ۔ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصحبِهِ الَّذِيْنَ هُمْ نجاة لهداية النحو بالطرائف۔ مَا دَامَ كُتُبُ النحو تقرء وَيكتب الصَّحائف

اَمَّا بعد۔ فقیر سید غلام جیلانی ابن المولوی سید غلام فخر الدین ابن امام علمائے نحویین واقف اسرار قاب قوسین مولانا المولوی حکیم سید سخاوت حسین قدس اللہ تعالیٰ روحہما وافاض عَلَیْنَا مِنْ برکاتہما فی الدارین ۔ اصحاب علم کی خدمات میں گذارش کرتا ہے کہ گذشتہ سال ۱۳۸۲ھ میں کتاب مستطاب (شرح **مائۃ عامل**) پڑھانے کا اتفاق ہوا جس میں یہ طلبہ شریک تھے۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب اشرفی (بہاری)، مولوی عبد المعیز صاحب اشرفی (بہاری) مولوی صوفی نذیر احمد صاحب نیازی (مراد آبادی) مولوی حافظ غیاث الدین صاحب اشرفی (مراد آبادی) مولوی امداد علی صاحب (اڑیسوی)، مولوی قاری **فرہاد عالم** صاحب (بہاری)، مولوی صوفی **مصیر الدین** صاحب (بہاری)! ادھر ان طلبہ نے پُرزور تحریک کی کہ اس کتاب کی ترکیب نحوی اُردو زبان میں تحریر کردی جائے۔ اُدھر محترم ومعظم حامی سُنّت ماحی بدعت حضرت مولانا **رفاقت حسین** صاحب بہاری مدظلہ العالی مفتی اعظم کانپور کا زمانہ دراز سے اصرار تھا کہ اُردو زبان میں نحو کی ایک کتاب ایسی تالیف کردی جائے جو محقق مسائل اور کثیر جزئیات پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ اسقدر آسان اور سلیس زبان میں ہو کہ مبتدی طلبہ اس سے بآسانی استفادہ حاصل کرسکیں لیکن کثرت کار اور ہجوم افکار کے باعث تعمیل ارشاد سے قاصر رہا۔ فقیر نے دیکھا کہ اس کتاب کی ابتک جسقدر تراکیب اُردو زبان میں شائع ہوئیں سب کی سب علم نحو کے معیار سے گری ہوئی ہیں اور مقصود ترکیب کسی سے پورا نہیں ہوتا۔ کیونکہ مقصود ترکیب یہ ہے کہ نحو میر میں پڑھے ہوئے مسائل کا اجرا کریا جائے۔ اور کلمات کے اعرابی وبنائی حالات بتائے جائیں۔ تاکہ پڑھے ہوئے مسائل زبان پر بار بار جاری ہونے سے مبتدی کو محفوظ ہوسکیں اور عربی عبارت پڑھنے میں خطا سرزد نہ ہو۔ نظر برآں فقیر نے موقع کو غنیمت سمجھا۔ اور روزانہ سبق کی ترکیب لکھ کر دیتا رہا۔ یہانتک کہ پوری کتاب کی ترکیب بفضلہ تعالیٰ مکمل ہوگئی۔ مبتدی کی حالت کو

پیش نظر رکھتے ہوئے ترکیب میں الف لام تعریف کے اقسام بیان نہیں کئے۔ نیز نوع اول کی ترکیب میں اجمال رکھا اور نوع ثانی سے قدرے قدرے تفصیل شروع کی۔ تاکہ مبتدی پر دفعتاً زیادہ بار نہ پڑجائے۔ پھر رئیس الاتقیا حضرت مولنا الحاج مولوی حافظ قاری شاہ محمد مبین الدین صاحب صدر مدرس دار العلوم مظہر اسلام بریلی مدظلہ العالی۔ اور استاذ المدرسین حضرت مولنا مولوی الحاج محمد یونس صاحب مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد ادام اللہ تعالیٰ فیوضہ الی یوم التناد کے مشورہ مبارکہ سے بجائے تحشیۂ جدید استاد الاساتذہ حضرت مولنا مولوی الٰہی بخش صاحب قدس سرہٗ کے حاشیۂ فارسی کو اُردو میں کرنا شروع کیا۔ لیکن کہیں کہیں اُسکے بعض مضامین بضرورت حذف کئے اور کثیر مضامین اضافہ کر دئے گئے۔ تاکہ مفتی اعظم کانپور کے ارشاد کی من وجہٍ تعمیل ہو جائے۔ یہ بھی بکرمہ تعالیٰ پایۂ تکمیل کو پہونچا۔ اور دونوں کو (البشیر الکامل بحل شرح مائۃ عامل) کے ساتھ موسوم کرتا ہوں۔

فیارب محمد اجعله بين الشروح الاعرابية + كالقرآن بين الكتب السماوية بحرمة حبيبك المصطفىٰ وآلهٖ وصحبه المجتبىٰ عليه وعليهم التحية والثنا۔ لاسيما بحرمة سيدى الكريم۔ الحافظ السيد محمد ابراهيم ادام الله تعالىٰ ظله علينا بلطفه العميم۔ ارباب علم کی خدمات میں با ادب درخواست ہے کہ اضافہ کردہ مضامین اور ترکیب نحوی میں جو غلطیاں پائیں فقیر کو مطلع کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ فقیر شکریہ کے ساتھ قبول کر کے طبع ثانی میں اُنکی اصلاح کر دے گا۔

اس سے پیشتر شرح مائۃ کی اُردو تراکیب بہت سی شائع ہوئیں۔ سب کی سب نحوی معیار سے گری ہوئی ہیں اور کسی سے مقصود ترکیب حاصل نہیں ہوتا۔ بالخصوص ایضاح العوامل وہ تو اغلاط کی پوٹ اور طلبہ کو گمراہ کرنے والی ہے۔ ٹائیٹل پیج پر اُسکی خصوصیات میں پہلی خصوصیت یہ بیان کی گئی ہے کہ دار العلوم دیوبند جیسی عظیم المرتبت درسگاہ میں درجۂ علیا کے مدرس مولنا ظہور احمد صاحب کی تصنیف ہے۔ کتاب کے مطالعہ کرنیسے ظاہر ہوتا ہے کہ درجۂ علیا کے اِن مدرس صاحب کو صرف میر اور ہدایۃ النحو کے مسائل بھی مستحضر نہیں۔ اور شانِ الوہیت و شانِ رسالت میں سوء ادبی تو آپکو دیوبندی اکابر کے ترکہ میں پہونچی ہے۔ بسم اللہ کی ترکیب میں تحریر کرتے ہیں (اللہ موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مضاف الیہ ہوا (اسم مضاف کا) اسلاف کرام کی با ادب تعبیر یہ ہے۔ اسم جلالت اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مضاف الیہ ہوا۔ اور (آلہ) کی ترکیب میں لکھتے ہیں۔ (آل) مضاف (ہ) ضمیر واحد غائب جو کہ راجع ہے محمد صلعم کی طرف) یہاں پر بھی با ادب تعبیر یہ ہے کہ (راجع ہوئے اسم رسالت) نیز اسم رسالت کے ساتھ (صلعم) لکھنا حرماں نصیبی ہے۔ فتاوی حدیثیہ صفحہ ۱۶۴ میں ہے ولا يقتصر كتابتها بنحو صلعم فانه عادة المحرومين یعنی صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ بنظر اقتصار لفظ (صلعم) نہ لکھے کہ یہ حرماں نصیب اشخاص کی عادت ہے۔ امام سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ پہلا شخص جس نے درود شریف کا ایسا اقتصار کیا (سیاستہً) اُس کا ہاتھ کاٹا گیا تھا (السنیۃ الانیقہ فی فتاویٰ افریقہ) اب میں طلبہ کو گمراہی سے بچانے کے پیش نظر اس کتاب کی موٹی موٹی ترکیبی خامیاں بطور نمونہ صفحہ وار بیان کرتا ہوں جس سے میرے دعویٰ مذکورہ کی تصدیق بھی ہو جائے گی۔

دیوبندی ترکیب کی خامیاں

(۱) صفحہ ۶ پر بسم اللہ کی ترکیب میں فرماتے ہیں (الرحمٰن پہلی صفت الرحیم اسکی دوسری صفت) اقول یہ دونوں صیغۂ صفت ہیں جن کو ترکیب میں فاعل کیساتھ ملائے بغیر صفت قرار دینا خطائے فاحش ہے۔ الفوائد الشافیہ معروف بہ زینی زادہ ۱۶ میں سید شریف قدس سرہٗ کی شرح مفتاح سے نقل کرکے فرمایا (لان اسم المفعول وسائر الصفات المشتقة مع مرفوعاتها معمولة) اسی طرح (للہ) کے متعلق ثابت اور الشاملة۔ الکاملة المصطفی المجتبی سب کو بدون ضم مرفوع خبر اور صفت قرار دیدیا ہے۔ اسی طرح (افضل علماء الانام) میں افضل اسم تفضیل کو۔ ھدایۃ النحو میں اسم تفضیل کا استعمال بوجوہ ثلثہ بیان کرنیکے بعد ص ۵۶ پر فرمایا۔ (وعلی الاوجه الثلثة یضمر فیه الفاعل وهو یعمل فی ذالك المضمر) اسی لئے کہا تھا کہ ان درجہ علیا کے مدرس صاحب کو ھدایۃ النحو کے مسائل بھی محفوظ نہیں چہ جائیکہ فوقانی کتابیں۔ بفحوائے بغلط بر ہدف زند تیرے۔ کہیں کہیں صحیح ترکیب کر گئے ہیں۔ ورنہ پوری کتاب میں صیغہائے صفات کی ترکیب بغیر ضم مرفوعات فرمائی ہے۔

(۲) صفحہ ۷ پر (وجعل الجنة مثواہ) کی ترکیب میں فرماتے ہیں (جعل فعل افعال قلوب میں سے) اقول استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔ کبرت کلمة تخرج من افواههم۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے ہی اشخاص کے حق میں فرمایا تھا۔ (ان العبد لیتکلم بالکلمة من سخط اللہ لا یلقی لها بالا یهوی بها فی نار جهنم) ترجمہ بیشک بندے کی زبان سے کبھی بے خیالی میں ایسا کلمہ نکل جاتا ہے جس کے سبب وہ نار دوزخ میں پڑ جائے۔ (بخاری) اس (جعل) کو افعال قلوب سے قرار دینا اسی قبیل سے ہے۔ کیونکہ اسمیں مستتر ضمیر فاعل کا مرجع اسم جلالت ہے اور جس (جعل) کو افعال قلوب سے شمار کرتے ہیں وہ بمعنی اعتقاد غیر مطابق آتا ہے چنانچہ رضی شرح کافیہ میں ہے ویستعمل عد وجعل لاعتقاد کون الشیء علی صفة اعتقادا غیر مطابق فاذا ولیتهما الاسمیة نصبا جزئیها نحو کنت اعدہ فقیرا فبان غنیا وقال تعالیٰ وجعلوا الملائکة الذین هم عباد الرحمٰن اناثا ای اعتقدوا فیهم الانوثة اھ اور اعتقاد غیر مطابق صفت نقص ہے۔ اسی کو جہل مرکب کہتے ہیں اور (جعل الجنة مثواہ) جملہ دعائیہ۔ تو ان چاروں باتوں کے بپیش نظر اسکا مفہوم جناب باری عز اسمہٗ کے حق میں صفت نقص کے حصول کی دعا ہوا جو شان الوہیت میں کھلی ہوئی بے ادبی ہے۔ اسیواسطے ہمنے کہا تھا کہ سوء ادبی آپ کو کابراً عن کابر ترکہ میں پہونچی ہے۔ بلکہ یہ (جعل) افعال تصییر سے ہے جو متعدی بدو مفعول ہوتے ہیں۔ کما فی همع الهوامع شرح جمع الجوامع للسیوطی علیہ الرحمة۔

اسی صفحہ پر (فاللفظیة منها علی ضربین) کی ترکیب میں فرماتے ہیں (اللفظیة ذوالحال یا موصوف من حرف جار تھا ضمیر مجرور جار مجرور ملکر متعلق کائنة کے ہوکر حال ہوا ذوالحال کا یا صفت ہوئی موصوف کی) اقول سبحان اللہ کائنة صفت نکرہ اور اللفظیة موصوف معرفہ۔ یہ ہیں دارالعلوم دیوبند شریف میں درجۂ علیا کے مدرس نحو دان جنکی اس ترکیب پر تفضیل پر قربان جائیں وہاں کے جملہ مبتدیان نحو میر خواں۔ ناظرین۔ ہم نے تو یہی کہا تھا کہ ان مدرس صاحب کو ھدایۃ النحو کے مسائل محفوظ نہیں۔ لیکن اب ترکیب مذکور سے ظاہر ہوا کہ ذات شریف کو نحو میر بھی یاد نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں بھی اس بات کی تصریح کردی گئی ہے کہ موصوف

اگر معرفہ ہو تو صفت کا معرفہ ہونا شرط ہے اور یہ ذات شریف (کائنۃ) نکرہ کو (اللفظیۃ) معرفہ کی صفت قرار دے رہے ہیں۔

(۳) صفحہ ۸ پر (فقط) کی شرط مقدر (اذا جرت بھا الاسد) بیان کر کے اسکی ترکیب میں فرماتے ہیں۔ (اذا حرف شرط) **اقولُ** حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ العظیم۔ یہ ہیں العلوم دیوبند جیسی عظیم المرتبت درسگاہ میں درجۂ علیا کے مدرس جو ہم کو تحریر بتا رہے ہیں گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا کارِ طفلاں تمام خواہد شد۔ اس سے بھی مذکورہ بالا قول کی تائید ہوتی ہے کہ ذات شریف کو نحو میر تک یاد نہیں۔ کیونکہ اسمیں (اذا) کے اسماء ظروف سے ہونے کی تصریح ہے۔

(۴) صفحہ ۹ پر (نحو بہ داءٌ) کی ترکیب میں (بہ داءٌ) کو جملہ قرار دیکر نحو کا مضاف الیہ قرار دیا ہے۔ **اقولُ** یہ صحیح نہیں کیونکہ (بہ داءٌ) اس مقام پر مراد اللفظ ہے تو ترکیب یوں کیجائیگی کہ نحو مضاف اور لفظ بہ داءٌ مضاف الیہ۔ پھر بر تقدیر ارادہ معنی ترکیب معروف کر کے جملہ قرار دیا جائیگا۔ چنانچہ صاحب الفوائد الشافیہ علیہ الرحمۃ نے کافیہ میں ایسے مقامات پر یوہیں ترکیب فرمائی ہے۔ وجہ یہ کہ بہ داءٌ کو جملہ قرار دیکر مضاف الیہ قرار دیں تو لازم آئیگا کہ لفظ نحو جملہ کی طرف مضاف ہو۔ حالانکہ یہ ان الفاظ سے نہیں جو جملہ کی طرف مضاف ہوتے ہیں۔ جملہ کی طرف مضاف ہونیوالے الفاظ حسب بیان مغنی اللبیب صرف آٹھ ہیں۔ (۱) اسمائے زمان (۲) حیث۔ (۳) لفظ آیۃ بمعنی علامت (۴) ذُو (۵) لدن (۶) ریث (۷) قول (۸) قائل۔ ساری کتاب میں ان بزرگ نے ایسے مقامات پر یہی تفصیل فرمائی ہے۔ اگر الفوائد الشافیہ پیشِ نظر ہوتی تو شاید تفصیل مذکور میں مبتلا نہ ہوتے۔ لیکن جنہیں نحو میر تک یاد نہیں انکی نظر میں الفوائد الشافیہ ہونا چہ معنی دارد۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم بھی ایسے ہی ترکیب فرما گئے ہیں جسکی تقلید نہ کی جائیگی

نحوی ترکیب میں ایک نئے سُر کی ایجاد

ان ذات شریف نے اسی صفحہ پر (نحو قول۔ تعالیٰ) کی ترکیب میں ایک نئے سُر کی ایجاد فرمائی ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں تعالیٰ فعل اپنے فاعل سے ملکر حال ہوا ذوالحال حال ملکر مضاف الیہ ہوا قول مصدر مضاف کا۔ مضاف مضاف الیہ ملکر قول ہوا) یہی نیا سُر ہے جسکو ٹائیٹل پیج پر خصوصیات میں شمار کرنا بھول گئے ہیں جیسے یہ بھول گئے کہ نحوی ترکیب میں مضاف مضاف الیہ ملکر مرفوعات میں سے کوئی مرفوع ہوتا ہے یا منصوبات میں سے کوئی منصوب یا مجرورات میں سے کوئی مجرور

(۵) صفحہ ۱۰ پر (اشتریت الفرس بسرجہ) کو ترکیب میں جملہ انشائیہ قرار دیا ہے۔ **اقولُ** فراموش کردہ نحو میر یہاں پر یاد آگئی اور ذات شریف یہ سمجھ گئے کہ (اشتریت الفرس بسرجہ) میں وہی (اشتریت) ہے جسکو نحو میر میں جملہ انشائیہ کی قسم عقود کی مثال میں (بعت) کیساتھ ذکر کیا ہے۔ حالانکہ یہ اشتریت وہ نہیں کیونکہ اشتریت کا استعمال انشا میں مجاز ہے جسکے لئے قرینہ ضروری۔ اور وہ یہاں مفقود۔ اسیواسطے یہ جملہ خبریہ ہے۔

(۶) اسی صفحہ پر (وَاللّٰہِ لَاَفْعَلَنَّ کَذَا) کی ترکیب میں (کَذَا) کو جار مجرور قرار دیکر لَاَفْعَلَنَّ کا متعلق (ظرف لغو) قرار دیا ہے **اقولُ** یہ غلط ہے کیونکہ (کذا) اس مقام پر اسم کنایہ ہے جو لَاَفْعَلَنَّ فعل متعدی کا مفعول بہ واقع ہے۔ علاوہ ازیں کاف حرف تشبیہ ظرف لغو نہیں ہوتا۔ وہ ہمیشہ ظرف مستقر ہوا کرتا ہے۔ الفوائد الشافیہ میں صفحہ ۳۰ فرمایا (لِاَنَّ الکاف مع مجرورہٖ یکون ظرفًا مستقرًا لا لغوًا کما فی حاشیۃ انوار التنزیل للمولی الشہاب)

(۷) صفحہ ۱۱ پر (وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ) کی ترکیب میں جو بائے زائدہ کی مثال ہے (بِاَیْدِیْکُمْ) جار مجرور کو

لَا تَلْقُوْا فعل سے متعلق قرار دیا ہے اَقُوْلُ یہ غلط اور بنائے زائدہ کے معنی نہ سمجھنے پر مبنی ہے۔ وجہ یہ کہ حرف جر زائد فعل یا شبہ فعل سے متعلق نہیں ہوا کرتا اس لئے کہ فعل یا شبہ فعل سے تعلق بایں وجہ ہوتا ہے کہ یہ اُسکے معنی اپنے مدخول تک پہونچاتا ہے۔ اور حرف جار زائد پہونچاتا نہیں تو متعلق بھی نہ ہوگا۔ نحوی مسائل سمجھنے کیلئے شئی لطیف کی ضرورت ہے۔ اسی واسطے کسی نے کہا تھا۔ نحویاں را مغز باید چوں شہاں۔ تسکین خاطر کے لئے امام سیوطی علیہ الرحمۃ کا ارشاد سن لیجئے۔ جس میں تعلق کو غلط قرار دے رہے ہیں۔ ھمع الھوامع شرح جمع الجوامع صفحہ ۱۰۸ ج دوم میں فرمایا۔

(ولا یتعلق) مِنْ حروف الجر (زائد) کالباء ومِنْ فِیْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا وھل من خالق غیر اللہ وذلک لان معنی التعلق الارتباط المعنوی والاصل ان افعالاً قصرت عن الوصول الی الاسماء فاعینت علی ذلک بحروف الجر والزائد انما دخل فی الکلام تقویۃ وتوکیداً ولم یدخل للربط (الا اللام المقویۃ) فانھا تتعلق بالعامل المقوی نحو مصدق لما معھم وفعال لما یرید وان کنتم للرویا تعبرون لان التحقیق انھا لیست زائدۃ محضۃ لما تخیل فی العامل من الضعف الذی نزل منزلۃ القاصر ولا معدیۃ محضۃ لاطراد صحۃ اسقاطھا فلھا منزلۃ بین منزلتین (وقول الحوفی) فی اعرابہ (ان الباء فی) اَلَیْسَ اللّٰہُ (باحکم الحاکمین متعلق وھم) ای غلط نشاء عن ذھول اھ ذات شریف نے یہی تفضیل اسی صفحہ پر (ردف لکم) کی ترکیب میں فرمائی ہے جو لام زائدہ کی مثال ہے۔ اور مزید برآں یہ کہ (ردف) کا فاعل (ھو) ضمیر مستتر بیان فرمایا ہے حالانکہ وہ لفظ (بعض) ہے جو قرآن کریم میں مذکور ہے۔ سورہ نمل شریف میں پوری آیت یوں ہے۔ قُلْ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ رَدِفَ لَکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ تَسْتَعْجِلُوْنَ۔ ان دونوں آیات کی ترکیب میں مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم نے بھی ہر دو حرف جار زائد کو ظرف لغو قرار دیا ہے جو قابل تقلید نہیں۔

نحوی ترکیب میں دیوبندی بدعت

(۸) صفحہ ۱۲ پر (مِنْ وَھِیَ لِلابتداء والغایۃ) کی ترکیب میں (مِنْ) کو معطوف علیہ اور (و) کو حرف عطف اور (ھی) کو معطوف قرار دیا ہے۔ اَقُوْلُ اس واو کو حرف عطف قرار دینا دیوبندی بدعت ہے جو شریعت نحو میں سیئہ ہے۔ کیونکہ صحت عطف کے لئے واجب ہے کہ معطوف کی اقامت معطوف علیہ کی جگہ صحیح ہو اور یہاں پر (ھی) کو (مِنْ) کی جگہ رکھنا صحیح نہیں ورنہ اضمار قبل الذکر لازم آئے گا جو باطل ہے۔ قول کافیہ والمعطوف فی حکم المعطوف علیہ الخ کی شرح کرتے ہوئے شارح رضی نے فرمایا۔ فالمقصود ان المعطوف یجب ان یکون بحیث لو حذف المعطوف علیہ جاز قیامہ مقامہ اھ (ترتیب ابو سعیدی) بلکہ (مِنْ) مبتدائے اول ہے اور (ھی) مبتدائے ثانی جو اپنی خبر للابتداء والغایۃ سے مل کر مبتدائے اول کی خبر ہے اور یہ (و) زائدہ ہے عاطفہ نہیں جیسے کہ ان ذات شریف نے لکھ مارا۔ چنانچہ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم نے بھی (مِنْ) کو مبتدائے اول قرار دینے کی صورت میں اسکو زائدہ تحریر فرمایا ہے۔

(۹) اسی صفحہ پر اخذت مِنَ الدَّراھم ای بعض الدَّراھم کی ترکیب میں (اخذت مِنَ الدراھم) جملہ کو مُفَسَّر اور (بعض الدّراھم) مفرد کو مُفَسِّر قرار دیا ہے۔ اَقُوْلُ یہ دیوبندی بدعت بھی سیئہ ہے کیونکہ (ای) حرف تفسیر جملہ کی جملہ کیساتھ اور مفرد کی مفرد کے ساتھ تفسیر کے لئے آتا ہے۔ نہ مفرد کیساتھ جملہ کی تفسیر کیلئے۔ بلکہ یہ بھی درست نہیں کہ (مِنَ الدّراھم) کو مفسَّر اور (بعض الدّراھم) کو مفسِّر قرار دیا جائے جیسا کہ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم نے اختیار فرمایا ہے کیونکہ بتقدیر تفسیر المفرد بالمفرد (ای) کے ماقبل کے لئے اُس کا مابعد عطف بیان یا بدل ہوتا ہے۔ چنانچہ ھمع الھوامع جلد ثانی صفحہ ۱۷ میں ہے (ای) بالفتح والسکون حرف (للتفسیر بمفرد) نحو عندی

عسجد ای ذھب وغضنفر ای اسد (فتأملھا) عطف بیان علیٰ مَا قبلھا (او بدل) منہ اھ اور عطف بیان وبدل کا اپنے معطوف علیہ اور مبدل منہ کیساتھ اعراب میں اتحاد ضروری ہے۔ خواہ لفظی اعراب میں یا تقدیری میں یا محلی میں۔ دونوں کا اعراب ایک ہی قسم کا ہو یا مختلف۔ یہاں پر اگر صرف جار کو مفسَّر قرار دیا جائے تو اس کے لئے سرے سے اعراب ہی نہیں ہوتا پھر اعراب میں اتحاد کیسے ہوگا۔ اور جار مجرور کے مجموعہ کے لئے اعراب ہوتا ہے مگر مسامحۃً اور وہ بھی جبکہ عامل محذوف کے قائم مقام ہوں اور یہاں پر (اخذت) عامل مذکور ہے تو (من الدراھم) مجموعہ کیلئے بھی اعراب نہ ہوا۔ پس (مِنَ الدَّرَاھِم) مجموعہ کو بھی مفسِّر قرار دینا درست نہیں غرضکہ کسی طرح جو ٹھیک نہیں بیٹھتی۔ بفضلہ تعالیٰ صحیح ترکیب وہی ہے جسکو ہمنے بیان کیا ہے۔ اس کے پیش نظر (ای) یہاں پر تفسیر الجملہ بالجملہ کے لئے ہے۔ حاشیۃ الصبان علی الاشمونی جلد ثانی صفحہ ۷۸ میں ہے وَالتحقیق ان ذٰلک المتعلق انما یعمل فی المجرور وانہ الّذِی فی محل نصب بالمتعلق بمعنی انہ تقیضی نصبہ لو کان متعدیًا الیہ بنفسہ فتعلق المجرور بہ تعلق عمل واما الجار فلا عمل للمتعلق فیہ ونسبۃ التعلق الیہ مسامحۃ اومرادھم تعلق الایصال لان الحرف یوصل معانی الافعال الی الاسماء فعلم ان المحل للمجرور فقط۔ ھٰذا اذا لم یقعا عوضًا عن العامل المحذوف والاحکم علی مجموعھما باعراب العامل رفعًا نحو زید فی الدار ونصبًا نحو خرج زید بثیابہ اوجرًّا نحو مررت برجل من الکرام افادہ الدمامینی وغیرہ۔ اور مجموعہ جار مجرور کیلئے بیان کردہ اعراب کا حکم مسامحۃً ہوتا ہے جسکو اسی جلد کے صفحہ ۱۷۳ میں بایں الفاظ بیان فرماتے ہیں۔ وَقَدْ علم مِنْ ھٰذا التحقیق ان جعلھم مذو منذ خبرین علی التسامح الشائع فی اعراب نحو زید فی الدار بقولھم زید مبتدأ وفی الدار خبر۔ وان الخبر فی الحقیقۃ متعلق مذ ومنذ علی الراجح اھ

(۱۰) صفحہ ۱۳ پر نحو قولہ تعالیٰ۔ فاجتنبوا الرجس مِنَ الاوثان ای الرجس الّذِی ھُوَ الاوثان اور نحو قولہ تعالیٰ یغفر لکم مِنْ ذنوبکم اور نحو قولہ تعالیٰ وَلَا تاکلوا اموالھم الیٰ اموالکم ای مع اموالکم۔ کی ترکیب میں وہی دیوبندی نیا سُر الاپا ہے۔ کہ مضاف مضاف الیہ ملکر قول ہوا۔ بلکہ آخر کتاب تک اسی سُر میں بولے ہیں۔ اور فاجتنبوا الرجس مِنَ الاوثان کو جملہ قرار دیکر مُفسَّر اور الرجس الّذِی ھُوَ الاوثان کو مُفسِّر۔ اسی طرح لَا تاکلوا اموالھم الیٰ اموالکم میں الیٰ اموالکم کو مُفسَّر اور مع اموالکم کو مُفسِّر قرار دیا ہے۔ اور یغفر لکم مِنْ ذنوبکم میں (مِنْ) زائدہ کو متعلق۔ اور نحو سرت مِنَ البصرۃ الی الکوفۃ کی ترکیب میں سرت من البصرۃ الی الکوفۃ کو جملہ قرار دیکر مضاف الیہ۔ اور الیٰ لانتھاء الغایۃ فی المکان) کی دو ترکیبیں کی ہیں۔ دوسری میں انتھاء الغایۃ کو موصوف اور فی المکان کو (کائنۃ) نکرہ کے متعلق قرار دیکر اس نکرہ کو انتھایۃ الغایۃ معرفہ کی صفت قرار دیا ہے۔ جس سے نحو میر یاد نہونے کی تائید ہوتی جارہی ہے۔ ان سب صورتوں میں صحیح ترکیب ہماری بیان کردہ ہے۔

(۱۱) صفحہ ۱۴ پر قد یکون مَا بعدھا داخلا فی مَا قبلھا میں (داخلاً) کی ترکیب کرتے ہوئے فرماتے ہیں (داخلاً صیغہ اسم فاعل اسمیں ضمیر ھُوَ مستتر جو کہ راجع ہے۔ مَا موصول کی طرف اسکا نائب فاعل) **اقول** سُبحان اللہ یہ دیوبندی نحو دانی ہے کہ اسم فاعل کیلئے نائب فاعل بتدی بھی جانتے ہیں کہ اسم فاعل کے لئے فاعل ہوتا ہے۔ نائب فاعل نہیں ہوتا پھر اسی صفحہ پر (اذا قمتم الی الصّلوٰۃ) کی ترکیب میں فرماتے ہیں (اذا حرف شرط) جس سے ناظرین کو باور کرایا جارہا ہے کہ دار العلوم دیوبند جیسی عظیم المرتبت درسگاہ میں درجۂ علیا کے مدرس صاحب کو نحو میر تک یاد نہیں۔ اسی صفحہ پر ایک اور دیوبندی بدعت کا اظہار فرمایا ہے وہ یہ کہ قد یکون مَا بعدھا داخلاً فی مَا قبلھا۔ کو جزائے مقدم اور ان کان مَا بعدھا مِن جنس مَا قبلھا کو شرط مؤخر قرار دیکر فرماتے ہیں۔ (جزائے مقدم اور شرط مؤخر ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا) **اقول** ان ذات شریف سے کوئی پوچھے کہ نحویوں نے تو جملہ کی کسی قسم کو (جملہ شرطیہ جزائیہ) کیساتھ موسوم کیا نہیں تو ایجاد بندہ ہے یا بندی

(۱۲) صفحہ ۱۵ پر (سوت البلد حتی السوق) کی ترکیب میں (البلد) کو مفعول بہ قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے۔ کیونکہ (سوت) فعل متعدی نہیں حتی کہ مفعول بہ کا مقتضی ہو بلکہ مفعول فیہ ہے اور (قرأت ودعوت حتی الدعاء) اسم اللہ کی ترکیب میں وہی یوں ہے رت اختیار فرمائی ہے کہ حتی اللہ مفعول ہے اور اسم اللہ علیہ ...

(۱۳) صفحہ ۱۶ پر (فلا یقال حتاہ) کی ترکیب میں فرماتے ہیں (حتی) جار (ہ) مجرور۔ جار مجرور ملکر بحکم لفظ وانہ نائب فاعل ہوا۔ **اقول** یہ غلط ہے۔ کیونکہ جب یہ استعمال صحیح نہیں تو۔ جار مجرور ملکر نائب فاعل نہ کہا جائے گا جار کو مجرور کیساتھ بروقت صحت استعمال ملایا جاتا ہے۔ بلکہ یوں کہیں گے کہ لفظ (حتاہ) نائب فاعل۔ چنانچہ مولوی الٰہی بخش صاحب نے بھی اسی طرح فرمایا ہے۔

(۱۴) صفحہ ۱۷ پر (نحو مررت علیہ بمعنی مررت بہ) کی ترکیب میں (مررت علیہ) کو جملہ قرار دیکر ذوالحال بنایا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے کیونکہ ذوالحال ہونا اسم کے خواص سے ہے۔ اور جملہ اسم نہیں ہوتا پھر ذوالحال کیسے ہوگا جس کو نحو میر تک یاد نہ ہو اسکی رسائی یہاں تک کیسے ہو سکتی ہے۔ ہم سے سُنئے اور یاد رکھئے۔ حاشیۂ ملا عبد الحکیم سیالکوٹی برحاشیہ ملا عبد الغفور قدس سرہما زیر بحث خواص اسم صفحہ ۸۰ میں ہے (ومن جملتها تاء التانيث المتحركة وياء النسبة وكونه فاعلا ومفعولا وموصوفا وذا حال وتمييزا ومثنى ومجموعا ومنادى ومصغرا ومكبرا) اھ صحیح ترکیب ہماری بیان کردہ ہے۔

(۱۵) اسی صفحہ پر (ان کنتم علی سفر) کی ترکیب میں (علی سفر) کو (کائنۃ) کے متعلق قرار دیکر (کائنۃ) کو (کنتم) کی خبر بنایا ہے۔ **اقول** یہ بھی غلط ہے کہ فعل ناقص کی خبر اُسکے اسم کیساتھ تذکیر اور جمع میں مطابق نہیں جو ضروری ہے۔ بلکہ اس کا متعلق (کائنین) بصیغۂ جمع مذکر مقدر نکالا جائے گا۔

(۱۶) صفحہ ۱۸ پر (لیس کمثلہ شیٔ) کی ترکیب میں (کاف) زائدہ کو (کائنا) مقدر کے متعلق قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے کہ حرف جار زائد متعلق نہیں ہوا کرتا کما مر مفصلاً۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم بھی اسکو ظرف مستقر قرار دے گئے ہیں جو قابل اتباع نہیں۔ صحیح ترکیب ہماری بیان کردہ ہے۔

(۱۷) صفحہ ۱۹ پر (نحو ما رأیتہ مذ یوم الجمعۃ او منذ یوم الجمعۃ) کی ترکیب میں (مذ یوم الجمعۃ) کو معطوف علیہ اور (منذ یوم الجمعۃ) کو معطوف قرار دیکر (ما رأیتہ) کے متعلق قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے۔ کیونکہ من حیث اللفظ (مذ) اور (منذ) کی دو مثالیں مقصود ہیں نہ من حیث المعنی کہ لفظ نحو ان الفاظ میں نہیں جو جملہ من حیث المعنی کی طرف مضاف ہوتے ہیں۔ کما مر تفصیلہ۔ اور جار کا تعلق بروقت ارادہ معنی ہوتا ہے۔ منذ یوم الجمعۃ سے پیشتر (ما رأیتہ) بقرینۂ سابق اختصاراً محذوف کر دیا ہے تو اصل میں (ما رأیتہ مذ یوم الجمعۃ) من حیث اللفظ معطوف ہے اور (ما رأیتہ منذ یوم الجمعۃ) من حیث اللفظ معطوف علیہ ہے اور (او) بمعنی (و) ہے جیسے اس حدیث میں (فانما علیک نبی او صدیق او شہید) جب شے پر مصاحب کا عطف بواسطہ (او) کیا جائے۔ یا مؤکد پر مؤکد کا جیسے ومن یکسب خطیئۃ او اثما۔ میں ایک قول پر یا مقام اباحت میں واقع ہو جیسے جالس الحسن او ابن سیرین۔ میں تو (او) بمعنی (و) ہوتا ہے (کذا فی الاشمونی۔ عبارت کتاب اور حدیث شریف از قبیل عطف مصاحب ہے۔ فتشکر۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم بھی معطوف معطوف علیہ قرار دیکر متعلق قرار دے گئے ہیں جو قابل اتباع نہیں۔

(۱۸) اسی صفحہ پر (وقد تکونان بمعنی جمیع المدۃ) کی ترکیب میں فرماتے ہیں (تکونان فعل مضارع تثنیہ مونث غائب فعل ناقص اسمیں ضمیر ہما مستتر جو کہ راجع ہے مذ و منذ کی طرف وہ اس کا اسم) **اقول** یہ غلط ہے اسیواسطے ہمنے کہا تھا کہ ذات شریف کو صرف میر بھی یاد نہیں ان ذات شریف کے متعلق ہمنے جو کچھ کہا یا کہیں گے خدا نخواستہ وہ کسی پرخاش پر مبنی نہیں بلکہ اظہار حقیقت ہے۔ مضارع کے صیغۂ تثنیہ میں ضمیر فاعل (ہما) مستتر نہیں ہوتی۔ بلکہ الف ضمیر بارز فاعل ہے چنانچہ صرف میر صفحہ ۱۱ میں ہے۔ (وتا دو تنصر و تنصران علامت غیبت و

حرف استقبال ست والف علامت تثنیہ مونث وضمیر فاعل ست)۔

(۱۹) اسی صفحہ پر (نحو مَا أَتيته مذ يومين او منذ يومين) کی ترکیب میں بھی وہی سابق تضلیل فرمائی ہے جسکی تفصیل ہم ابھی بیان کر چکے ہیں

نحوی ترکیب میں دوسرا نیا شُر

(۲۰) صفحہ ۲۰ (الا نکرة موصوفة) اور (الا فعلا ماضيا) اور (الا على الاسم الظاهر) کی ترکیب میں فرماتے ہیں (الا) حرف استثنا لغو۔ **اقول** یہ ذات شریف نے نحوی ترکیب میں دوسرا نیا سُر اختیار کیا ہے اور آخر کتاب تک اسی سُر میں بولے ہیں۔ اس لفظ (لغو) کا تعلق (استثنا) کیساتھ قرار دیں یا (حرف) کیساتھ دونوں صورتیں لغو ہیں۔ نحویوں کی زبان میں نہ الا (حرف لغو) کہلاتا ہے نہ استثنا (استثنائے لغو) یہ خاص دار العلوم شریف کی بولی ہے جسکی لغویت کا ثبوت خود ذات شریف اسی صفحہ پر بایں الفاظ پیش فرماتے ہیں رد واو قسم کیلئے تین شرطیں ہیں ۱ ایک حذف فعل۔ دوسرا ۲ یہ کہ قسم امد سوال مستعمل نہیں ہوتا الخ تیسرا ۳ یہ کہ ضمیر پر نہیں آتا الخ) ناظرین آپنے دیکھا لفظ (دوسرا) اور لفظ (تیسرا) شرط کے لئے استعمال فرما رہے ہیں جو اُردو زبان میں مؤنث مستعمل ہے۔

(۲۱) صفحہ ۲۱ پر (وَقَد تكون بمعنى رب) کی ترکیب میں (بمعنی رب) کو (مستعملا) مقدر کے متعلق کر کے اُسکو (تکون) کی خبر قرار دیا ہے
اقول یہ غلط ہے کیونکہ بر تقدیر اشتقاق خبر (تکون) کے اسم کیساتھ خبر کی تانیث میں مطابقت واجب ہے۔ اور (مستعملا) مؤنث نہیں۔

(۲۲) اسی صفحہ پر (نحو وعالم يعمل بعلمه) کی ترکیب میں (يعمل بعلمه) کو (عالم) کی صفت کہکے (وعالم) جار مجرور کو فعل مقدر سے متعلق کرنے کے بجائے۔ جار مجرور کو (نحو) کا مضاف الیہ قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے کہ جار مجرور مضاف الیہ نہیں ہوا کرتے۔ کیونکہ مضاف الیہ اسم ہوا کرتا ہے یا جملہ۔ اور جار مجرور نہ اسم ہیں نہ جملہ۔

(۲۳) صفحہ ۲۲ پر (والله لا زيد في الدار ولا عمرو) کی ترکیب میں دونوں (لا) کو نفی جنس کا فرما کر (زید) اور (عمرو) کو ان کا اسم قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے۔ اور یہ اسی بات کی تائید کرتا ہے کہ ذات شریف کو نحو میر تک یاد نہیں۔ کیونکہ لائے نفی جنس کے بعد اگر معرفہ واقع ہو تو وہ عمل نہیں کرتا پھر اس کیلئے اسم کیسے ہوگا۔ اگر باور نہ ہو تو سنئے۔ نحو میر صفحہ ۱۸ میں ہے (واگر بعد او معرفہ باشد تکرار لا با معرفہ دیگر لازم باشد و لا ملغی باشد یعنی عمل نکند و آن معرفہ مرفوع باشد بابتدا چوں لا زيد عندی ولا عمرو

(۲۴) اسی صفحہ پر (فان كان جوابه جملة اسمية فان كانت مثبتة وجب ان تكون مصدرة بان اولام الابتداء) کی ترکیب میں (اسمية) اسم منسوب کو بغیر ضمیر مرفوع (جملة) کی صفت قرار دیا ہے **اقول** یہ غلط ہے کیونکہ جس اسم کے آخر یائے نسبت ہو وہ بھی عمل کرتا ہے بعض نحویوں کے نزدیک بتاویل (منتسب) ہوکر اسم فاعل کی طرح اور بعض کے نزدیک بتاویل (منسوب) ہوکر اسم مفعول کی طرح۔ اسکے مرفوع کو بر تقدیر اول فاعل اور بر تقدیر دوم نائب فاعل کہتے ہیں۔ تو جس طرح اسم فاعل اور اسم مفعول کیساتھ ترکیب میں ان کے مرفوع کو نہ ملانا خطائے فاحش ہے۔ اسی طرح اسم منسوب کے ساتھ ترکیب میں اُسکے مرفوع کو نہ ملانا خطائے فاحش یقین نہ ہو تو سنئے۔ الفوائد الشافیہ میں زیر ترکیب (فالعدل خروجه عن صيغته الاصلية) صفحہ ۲۳ پر فرمایا (وما اشتهر بين المعربين من ان الاصلية صفة لصيغة بلا ضمير نائب الفاعل فمسامحة او غلط فاحش بيقين كما مر التفصيل نقلا عن شرح المفتاح للسيد الشريف فاحفظه فانه ينفعك في مواضع شتى) انکے نزدیک (اسم بیائے نسبت) بتاویل (منسوب) ہے نظر بر آں اُس کیلئے نائب فاعل بیان فرمایا۔ اور همع الهوامع جلد دوم صفحہ ۱۹۲ میں اسم منسوب الیہ کے تغیرات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا (اذ يلحقه ثلث تغيرات لفظي ۱ وهو

کسر ما قبل الیاء وانتقال الاعراب الیہا۔ ومعنوی[2] وھو صیرورتہ اسماً لما لم یکن لہ وحکمی[3] وھو رفعہ لما بعدہ علی الفاعلیۃ کالصفۃ المشبہۃ نحو مررت برجل قرشی ابوہ کانک قلت منتسب الی قریش ابوہ ویطرد ذلک فیہ وان لم یکن مشتقاً وان لم یرفع الظاہر رفع الضمیر المستکن فیہ کما یرفعہ اسم الفاعل المشتق) ان کے نزدیک بتاویل (مُنْتَسِب) ہے لہذا اُس کیلئے فاعل بیان فرمایا۔ اور (فان کانت مثبتۃ) کی (فا) کو حرف تفصیل لکھا ہے۔ **اقولُ** یہ غلط ہے کیونکہ یہ (فا) نحات کی اصطلاح میں حرف تفصیل نہیں کہلاتی بلکہ اسکو نحوی فائے جزائیہ کہتے ہیں کیونکہ اس کا مابعد شرط ماقبل کیلئے جزا ہوتا ہے۔

(۲۶) صفحہ ۲۳ پر بھی (وان کان جوابہ جملۃ فعلیۃ فان کانت مثبتۃ) کی ترکیب میں (فعلیۃ) اسم منسوب کو بدون ضم مرفوع صفت قرار دیا ہے اور (فان کانت) کی (فا) کو حرف تفصیل۔ اسکے علاوہ

تیسرا نیا سُر

یہ اختیار فرمایا کہ (ان کان جوابہ الخ) کو جملہ شرطیہ جزائیہ تحریر کیا ہے۔ **اقولُ** یہ غلط ہے۔ کیونکہ یہ جملہ شرطیہ معطوفہ ہے۔ اسکو جزائیہ کہنے کی کوئی تُک نہیں۔ نیز اسی صفحہ پر (واللہُ لا فعلن کذا) کی ترکیب میں (کذا) کو جار مجرور کہکر لا فعلن سے متعلق قرار دیا ہے۔ یہ سابق کی طرح تفضیل ہے۔ کیونکہ (کذا) جار مجرور نہیں۔ اسم کنایہ ہے۔

(۲۷) اسی طرح صفحہ ۲۴ پر (وان کانت منفیۃ فان کانت فعلاً ماضیاً الخ) کی ترکیب میں (ان کانت منفیۃ الخ) کو جملہ شرطیہ جزائیہ۔ اور (فان کانت) کی (فا) کو حرف تفصیل اور (واللہ ما افعلن کذا) اور (واللہِ لا افعلن کذا) اور (واللہ لن افعلن کذا) کی ترکیب میں (کذا) کو جار مجرور قرار دیا ہے۔

(۲۸) صفحہ ۲۵ پر (ان کان قبل القسم جملۃ کالجملۃ التی وقعت جوابہ) کی ترکیب میں (وقعت) کی ضمیر مستتر کا مرجع جملۃ قرار دیا ہے۔ **اقولُ** یہ غلط ہے ورنہ جملہ صلہ کا عائد موصول سے خلو لازم آئے گا بلکہ اس کا مرجع (الّتی) ہے۔

(۲۹) اور (جوابہ) کو (وقعت) کا مفعول بہ قرار دیا ہے۔ **اقولُ** یہ بھی غلط کہ (وقعت) فعل متعدی نہیں بلکہ (وقعت) معنیٰ (صارت) کو متضمن ہے۔ ضمیر مستتر اسم اور (جوابہ) خبر کما فی الفوائد الشافیہ ص۴۱۔

(۳۰) صفحہ ۲۶ پر (والفاعل فیہا ضمیر مستتر) کی ترکیب میں (مستتر) کو اسم فاعل تحریر کرکے اسمیں ضمیر پوشیدہ کو نائب فاعل قرار دیا ہے **اقولُ** یہ غلط ہے کہ اسم فاعل کے لئے نائب فاعل نہیں ہوتا۔ فاعل ہوتا ہے۔

(۳۱) اسی صفحہ پر (تعیّنتا للفعلیۃ) کی ترکیب میں (ھیَ) ضمیر مستتر کو اُسکا فاعل قرار دیا ہے **اقولُ** یہ غلط ہے بدو وجہ اول اسلئے کہ صیغہ تثنیہ میں ضمیر واحد مستتر ہونیکے کیا معنی۔ دوم اسلئے کہ ماضی کے صیغہ تثنیہ میں ضمیر مستتر ہی نہیں ہوتی بلکہ الف ضمیر بارز فاعل ہے۔ یہ وہی بات ہے کہ ذات شریف کو صرف میر تک یاد نہیں۔ اگر باور نہو تو سُنئے۔ صرف میر صنا میں ہے (والف در نصرتا علامت تثنیہ مؤنث وضمیر فاعل ست)۔

النوع الثّانی

(۳۲) صفحہ ۲۷ پر (وھیَ تدخل علی المبتدأ والخبر) کی ترکیب میں (ھیَ) کو مبتدا بناکر (تدخل) کی ضمیر مستتر فاعل کا مرجع (حروف) قرار دیا ہے۔ **اقولُ** یہ غلط ہے ورنہ جملہ خبر کا عائد مبتدا سے خلو لازم آئیگا بلکہ (ھی) مستتر کا مرجع (ھیَ) بارزہ ہے۔

(۳۳) صفحہ ۲۸ پر (وھیَ للتشبیہ) کی ترکیب میں (للتشبیہ) جار مجرور کا متعلق محذوف (مستعمل) بصیغۂ مذکر نکال کر اُسکو (ھیَ) مبتدا کی خبر قرار دیا ہے۔ اسی طرح (ھیَ للاستدراک) اور (ھیَ للتمنی) کی ترکیب میں۔ **اقولُ**۔ یہ غلط ہے کیونکہ خبر کی (ھیَ) مبتدا کے ساتھ تانیث میں مطابقت نہیں رہتی۔ جو واجب ہے۔ بلکہ اس کا متعلق صیغۂ مؤنث نکالا جائے گا۔

(۳۴) اسی صفحہ پر (تکونان متغایرتین) کی ترکیب میں (متغایرتین) کو اسم فاعل تحریر کرنیکے باوجود اُس میں ضمیر مستتر کو اُس کا نائب فاعل قرار دیا ہے **اقولُ**۔ یہ غلط ہے کما مرّ۔ بلکہ ضمیر مستتر فاعل ہے۔

(۳۵) صفحہ ۲۹ پر بھی (ھیَ للترجی) کی ترکیب میں (ھیَ) کو مبتدا قرار دیکر (للترجی) کو (مستعمل) کے متعلق قرار دیکر اسکو خبر (ھیَ) قرار دیا ہے۔
اقولُ یہ غلط ہے۔ کما مرّ۔

(۳۶) اسی صفحہ پر (یستعمل فی الممکنات کما مرّ) کی ترکیب میں (کما مرّ) کو (یستعمل) مذکور کے متعلق قرار دیا ہے **اقولُ** یہ غلط ہے کہ کاف حرف تشبیہ ہمیشہ ظرف مستقر ہوتا ہے۔ کما مرّ

(۳۷) اسی صفحہ پر (فلا یقال لعلّ الشّباب یعود) کی ترکیب میں (لعلّ الشّباب یعود) کو بایں طور جملہ انشائیہ بنا کر کہ (الشّباب) اسم (لعل) اور (یعود) خبر (لا یقال) کا نائب فاعل قرار دیا ہے **اقولُ**۔ یہ بدو وجہ غلط ہے۔ اولاً اسلئے کہ جملہ نائب فاعل نہیں ہوتا۔ کیونکہ نائب فاعل ہونا اسم کے خواص سے ہے۔ ثانیاً اسلئے کہ جب یہ استعمال درست نہیں تو نہ اسکے معنی مراد ہو سکتے ہیں نہ اسکے اجزا کو اسم و خبر قرار دیا جائے گا۔ پھر ترکیب کیسی صرف یہ کہیں گے کہ لفظ (لعل الشّباب یعود) نائب فاعل۔ اگر یقین نہ ہو تو ہم سے سُنئے الفوائد الشافیہ صفحہ ۱۴ میں کافیہ کے قول زیر بحث مرفوعات (وامتنع ضرب غلامہ زیدا) کی ترکیب کرتے ہوئے فرمایا (وعاطفۃ۔ امتنع ماض۔ ضرب غلامہ زیدا۔ مراد اللفظ مرفوع تقدیراً فاعل امتنع وھو معہ جملۃ فعلیۃ لا محل لھا عطف علی جملۃ جاء۔ ولما کان ھذا اللفظ ممنوع القول لا یراد معناہ و لا یعرب اجزائہ کما توھمہ بعض الطلبۃ)

النوع الثّالث

(۳۸) صفحہ ۳۰ پر (ترفعان الاسم) کی ترکیب میں اور (تنصبان الخبر) کی ترکیب میں دونوں فعلوں کے اندر ضمیر فاعل (ھما) بیان کی ہے۔ **اقولُ**۔ یہ غلط ہے کما مرّ۔ مزید برآں یہ کہ جملہ اولیٰ کو معطوف علیہ اور جملہ ثانیہ کو معطوف قرار دیکر بایں شرح بولتے ہیں (معطوف علیہ معطوف سے ملکر جملہ فعلیہ معطوفہ ہوا) جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذات شریف کو نحوی ترکیب سے اصلا مس نہیں۔ کیونکہ معطوف علیہ اور معطوف کو ایسے مقامات پر ملاتے ہیں۔ جن میں ان کا ماقبل سے کسی قسم کا تعلق ہو۔

النوع الرّابع

(۳۹) صفحہ ۳۱ پر (وھیَ بمعنی مع) اور (ھیَ للاستثناء) کی ترکیب میں (ھیَ) کو مبتدا بنا کر دونوں جگہ جار مجرور کا متعلق مقدر (مستعمل) بصیغۂ مذکر قرار دیا ہے۔ **اقولُ**۔ یہ غلط ہے کما سبق۔

(۴۰) اسی صفحہ پر (ھٰذہ الحروف الخمسۃ تنصب الاسم اذا کان مضافاً الی اسم آخر) کی ترکیب میں (ھٰذہ الحروف الخمسۃ) کو مبتدا۔ اور (تنصب الاسم) کو جزائے مقدم اور (اذا کان مضافاً الی اسم آخر) کو شرط موخر بنا کر جملہ شرطیہ کو خبر مبتدا قرار دیا ہے۔

اقول - یہ غلط ہے۔ کیونکہ یہاں پر (اذا) معنی شرط کو متضمن نہیں بلکہ محض ظرفیت کے لئے ہے۔ اور مابعد کی طرف مضاف۔ اور (تنصب) خبر مبتدا کا مفعول فیہ۔ (اذا) کو شرطیہ قرار دینے سے جزا کا تقدم لازم آئیگا جو خلاف اصل ہے جسکا ارتکاب بلاضرورت نہیں کیا جاتا اور یہاں ضرورت متحقق نہیں۔

(۱۴) صفحہ ۳۲ پر (ھٰذا شریف القوم) اور (ای افضل القوم) کی ترکیب میں (شریف) اور (افضل) دونوں صفت کے صیغوں کو بغیر ضمیر فاعل لکھا ہے۔ **اقول** - یہ غلط ہے کما مضیٰ۔ ان دونوں کی صحیح ترکیب البشیر الکامل میں دیکھی جائے۔

النوع الخامس

(۱۲) صفحہ ۳۳ پر (اسلمت اَنْ ادخل الجنّة) اور (اسلمت اَنْ دخلت الجنّة) کی ترکیب میں (اَنْ اَدخُل الجنّة) اور (اَنْ دخلت الجنّة) کو (اسلمت) کا مفعول بہ قرار دیا ہے۔ **اقول** - یہ غلط ہے کیونکہ (اسلام) بمعنی (داخل شدن در دین محمدی) متعدی نہیں۔ اور یہ (اسلمت) بایں معنی (اسلام) سے مشتق ہے۔ اور صحیح بات یہ کہ اس (اَنْ) سے پیشتر (لام) حرف جر برائے تعلیل محذوف ہے جس کے حذف کو (اَنْ) اور (اَنَّ) سے پیشتر نحوی قیاسی کہتے ہیں۔

(۱۳) اسی صفحہ پر (اصلھا الا اَنْ عند الخلیل) کی ترکیب میں (الا اَنْ) کو ذوالحال اور (عند الخلیل) کو حال قرار دیا ہے۔ **اقول** - یہ غلط ہے ورنہ (اصلھا) مبتدا پر (الا اَنْ) خبر مقید کا حمل درست نہ رہے گا۔ اور صحیح ترکیب یہ کہ (عند الخلیل) مبتدائے محذوف (ھو) کی خبر ہے۔ اور یہ ترکیب بھی کر سکتے ہیں کہ (عند الخلیل) کو نسبت کا ظرف قرار دیں جو مبتدا اور خبر کے درمیان ہے۔ کما فی الفوائد الشافیہ صفحہ ١١٠۔

(۱۴) اسی صفحہ پر (ای یکون ماقبلھا سببًا لما بعدھا) کی ترکیب میں (قبلھا) اور (بعدھا) کی ضمیر مضاف الیہ کا مرجع (ما) کو قرار دیا ہے **اقول** - یہ غلط ہے بلکہ (کے) اس کا مرجع ہے۔

(۱۵) صفحہ ۳۴ پر (اسلمت کَیْ ادخل الجنّة) کی ترکیب میں (ادخل الجنّة) کو جملہ فعلیہ خبریہ بناکر (اسلمت) کا مفعول لہٗ قرار دیا ہے **اقول** - یہ غلط ہے۔ کیونکہ جملہ مفعول لہٗ نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ مفعول لہٗ ہونا اسم کا خاصہ ہے۔ اور صحیح یہ کہ یہ دو جملے ہیں۔ ایک (اسلمت) اور دوسرا (کَیْ اَدْخُلَ الجنّة) اور یہ جملہ معللہ ہے۔ کما فی الفوائد الشافیہ صفحہ ٢٩٩۔

(۱۶) اسی صفحہ پر (فانّ الاسلام سبب لدخول الجنّة) کی ترکیب میں (سبب) کو مصدر قرار دیکر (لدخول الجنة) کو اس سے متعلق کیا ہے **اقول** - یہ غلط ہے اسلئے کہ (سبب) مصدر نہیں۔ ورنہ (الاسلام) پر حمل درست نہ ہوگا۔ کہ دو متغایر مصادر میں حمل نہیں ہوتا بلکہ (سبب) بمعنی مایتوصل بہ الی غیرہ ہے یعنی (ذریعہ) اور (لدخول الجنة) ظرف مستقر ہو کر اُسکی صفت ہے۔

النوع السادس

(۱۷) صفحہ ۳۵ پر (مثل لم یضرب بمعنی ماضرب) کی ترکیب میں فرماتے ہیں (مثل مضاف لم یضرب) مراد لفظ متعلق کائنٌ کے ہو کر مبتدا **اقول** - یہ غلط بلکہ مجنونانہ بڑ ہے۔

(۱۸) صفحہ ۳۶ پر (ھی ضد کلام الامر ای تطلب تترك الفعل) کی ترکیب میں (ضد کلام الامر) کو مفسّر اور (تطلب ترك الفعل) کو (ثابتة) مقدرہ سے متعلق کر کے (ثابتة) کو مفسِّر قرار دیا ہے **اقول** - یہ غلط ہے کیونکہ جب (ای) تفسیر المفرد بالمفرد کے لئے لایا جائے تو ماقبل معطوف علیہ یا مبدل منہ ہوتا ہے اور مابعد عطف بیان یا بدل کما مرّ عن الہمع۔ اور عطف بیان میں واجب ہے کہ معطوف علیہ کیطرح تعریف و

تنکیر اور تذکیر و تانیث میں مطابق ہو۔ یہاں پر مطابقت نہیں کہ (ثابتۃ) نکرہ اور مؤنث ہے۔ اور (ضد کلام لامیں) معرفہ اور مذکر اشمونی شرح الفیہ کے قول (لا جماعھم) پر حاشیۃ الصبان جلد سوم صفحہ ۹۴ میں فرمایا۔ (ای علی وجوب مطابقۃ البیان والمبین تعریفاً او تنکیراً او افراداً وغیرہ۔ وتذکیراً وغیرہ اھ) تو (ثابتۃ) کا عطف بیان ہونا باطل ہوا۔ (اور بدل کیلئے اگرچہ تعریف و تنکیر میں مطابقت واجب نہیں مگر تذکیر و تانیث میں واجب ہے چنانچہ اشمونی جلد سوم صفحہ ۹۸ میں ہے۔ (واما الافراد والتذکیر واضدادھما فان کان بدل کل وافق متبوعہ فیہا مالم یمنع مانع من التثنیۃ والجمع اھ) یہاں پر (ثابتۃ) مؤنث ہے اور (ضد) مذکر تو اُس کا بدل ہونا بھی باطل ٹھہرا۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم بھی اس مقام پر ترکیب مذکور کہہ گئے ہیں جو قابل اتباع نہیں۔ اور صحیح یہ ہے کہ (ای) یہاں پر تفسیر الجملۃ بالجملۃ کے لئے ہے اور (الطلب ترک الفعل) ظرف مستقر ہو کر (ھی) محذوف مبتدا کی خبر ہے۔ اور یہ جملہ مفسرہ۔

(۴۹) صفحہ ۳۷ پر (وتسمی الاولی شرطاً والثانیۃ جزاءً) کی ترکیب میں (الثانیۃ) کو فعل مقدر تسمی کا نائب فاعل اور (جزاءً) کو اُسکا مفعول بہ قرار دیا ہے۔ **اقول** ۔ یہ غلط ہے۔ کیونکہ تقدیر تسمی کی طرف ضرورت داعی نہیں اور تقدیر بدون ضرورت خطا ہے۔ صحیح یہ کہ (الثانیۃ) کا عطف (الاولی) پر ہے اور (جزاءً) کا (شرطاً) پر۔ الفوائد الشافیہ صفحہ ۲۸ میں ہے (وفیہ تقدیر شئی بلا اقتضاء وھو مدخول کما فی مغنی اللبیب۔

النوع السّابع

(۵۰) صفحہ ۳۸ پر (حال کونہا مشتملۃ) کی ترکیب میں (مشتملۃ) کو اسم فاعل کہنے کے باوجود اسمیں ضمیر مستتر کو نائب فاعل قرار دیا ہے۔ **اقول** ۔ یہ غلط ہے جو مبتدی طلبہ پر بھی مخفی نہیں۔

(۵۱) صفحہ ۳۹ پر (ویکون الفعل الاول سبباً للفعل الثانی) کی ترکیب میں (سبباً) کو سابق کی طرح مصدر قرار دیا ہے۔ اور (وتسمی الاول شرطاً والثانی جزاءً) کی ترکیب میں سابق کی طرح (الثانی) اور (جزاءً) کو تسمی محذوف کا نائب فاعل اور مفعول بہ قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے۔ کما مرّ آنفاً۔

(۵۲) اسی صفحہ پر (فالجزم واجب فی المضارع) کی ترکیب میں (واجب) کو اسم فاعل تسلیم کرنے کے باوجود اسمیں ضمیر مستتر کو اُس کا نائب فاعل قرار دیا ہے۔ **اقول** ۔ یہ غلط ہے۔ کما سبق آنفاً۔

(۵۳) اسی صفحہ پر (وھو لا یستعمل الا فی ذوی العقول) کی ترکیب میں بیان کیا کہ (لا یستعمل) میں ضمیر (ھی) مستتر ہے **اقول** یہ غلط ہے کہ (لا یستعمل) صیغۂ مذکر ہے اور (ھی) ضمیر مؤنث اور صیغۂ مذکر میں ضمیر مؤنث پوشیدہ نہیں ہوتی۔ بلکہ اُسمیں ضمیر مستتر (ھو) ہے۔

(۵۴) صفحہ ۴۰ پر (نحو من یکرمنی اکرمہ) کی ترکیب میں (من) کو اسم موصول قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے۔ یہ نہیں سوچا کہ اسمائے جازمہ کی بحث ہو رہی ہے اور یہ مثال (من) جازمہ کی ہے۔ ہر ہر صفحہ اسی قسم کی خرافات سے لبریز ہے۔ ہر صفحہ کی خرافات کو بالاستیعاب بیان نہیں کر رہا ہوں۔ ورنہ اس کے لئے دفتر درکار ہے نہ اتنی فرصت۔ ابتک جو خرافات ظاہر کی گئیں اور آئندہ جو ظاہر کی جائینگی بطور نمونہ ہیں۔ تاکہ ناظرین کو دار العلوم دیوبند میں درجۂ علیا کے مدرس مولوی ظہور احمد صاحب کی نحو دانی معلوم ہو جائے۔

(۵۵) اسی صفحہ پر (ما تشتر اشتر) کی ترکیب میں (ما) کو شرطیہ قرار دیکر چھوڑ دیا ہے اُس کیلئے محل اعراب بیان نہیں کیا۔ **اقول** ۔ یہ غلط ہے کہ (ما) یہاں پر مبتدا مرفوع محلاً۔ اور (تشتر اشتر) شرط و جزا ملکر اُس کی خبر ہے۔

(۵۶) اسی صفحہ پر بشیر (وھو لا یستعمل الا فی غیر ذوی العقول) کی ترکیب میں فرمایا۔ (غیر) مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر متعلق ہوا

(لا یستعل فعل کے) **اقولُ**۔ یہ غلط ہے مبتدی بھی سُنکر فلک شگاف قہقہہ لگائیں گے کہ اُس سے پیشتر (فی) حرف جار موجود اور یہ مجرور واقع ہوا ہے علاوہ ازیں ترکیب میں حرف جار کو متعلق کہا کرتے ہیں نہ اسم کو۔

(۵۷) صفحہ ۴۱ پر (متیٰ تذھب اذھب) کی ترکیب میں (متیٰ) کو حرف شرط فرمایا ہے۔ **اقولُ**۔ یہ غلط ہے۔ اتنا نہ سوجھا کہ (متیٰ) کو اسمائے جازمہ میں شمار کیا ہے۔ پھر حرف کیسے ہوگا۔

(۵۸) اسی صفحہ پر (اینما تمش امش) کی ترکیب میں (اینما) کو حرف شرط فرمایا۔ **اقول** یہ بھی غلط کہ اسمائے جازمہ بیان ہو رہے ہیں اُنہیں میں سے یہ بھی ہے اگر ضعف بصر کی شکایت تھی تو چشمہ لگانا چاہیئے تھا۔ مگر یہ چشمہ کام نہ دے گا چشمۂ ادب کی ضرورت ہے۔

(۵۹) صفحہ ۴۲ پر (مھما تذھب اذھب) اور حیثما تقعد اقعد) کی ترکیب میں (مھما) اور (حیثما) کو اسم جازم کہکر چھوڑ دیا۔ اور دونوں کا محل اعراب بیان نہیں کیا۔ **اقولُ**۔ یہ غلط ہے۔ دونوں مفعول فیہ مقدم ہیں۔ اسی طرح صفحہ ۴۱ پر (آنیٰ تکن اکن) کی ترکیب میں (آنیٰ) کو اسم جازم کہکر چھوڑ آئے ہیں۔ محل اعراب بیان نہیں کیا۔ وہ بھی مفعول فیہ مقدم ہے۔

(۶۰) صفحہ ۴۳ پر (اذ ما تفعل افعل) کی ترکیب میں (اذ ما) کو اسم جازم کہکر چھوڑ دیا ہے محل اعراب بیان نہیں کیا۔ **اقولُ**۔ یہ غلط ہے۔ بر قول شارح علیہ الرحمۃ (ما) کی طرح مفعول بہ مقدم منصوب محلاً ہے اور بر قول تحقیق مفعول فیہ مقدم منصوب محلاً۔

النوع الثامن

(۶۱) صفحہ ۴۴ پر (اذا رکب مع احد او اثنین او ثلث او اربع الخ) کی ترکیب میں (اذا) کو ابتداءً فرمایا (اذا) اسم ظرف متضمن معنی شرط) پھر ذات شریف نے اسکی شرط و جزا بیان نہیں کی۔ **اقولُ**۔ یہ غلط ہے کہ یہاں پر (اذا) معنی شرط کو متضمن نہیں۔ بلکہ ظرفیت محضہ کیلئے ہے۔

(۶۲) اسی صفحہ پر (اذا کان مونثا فتقول احدی عشرۃ امراۃ) کی ترکیب میں فرماتے ہیں (شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ ہوا۔ **اقولُ**۔ یہ غلط ہے کیونکہ زمخشری اور اُن کے متبعین کے نزدیک شرط و جزا کا مجموعہ جملہ شرطیہ کہلاتا ہے اور باقی نحات کے نزدیک جملہ فعلیہ کما فی الھمع صفحہ ۱۳ جلد اول۔ اور خود ان ذات شریف نے اسی کتاب ایضاح العوامل کے مقدمہ میں صفحہ ۲ پر باقی نحات کے قول کو بطور سرقہ اپنی تحقیق قرار دیکر فرمایا۔ (اور اگر تدقیق نظر کی جائے تو قول تحقیقی یہی ہوگا۔ کہ اصل الاصول صرف دو قسمیں ہیں۔ ایک اسمیہ دوسرا فعلیہ۔ اس لئے کہ ظرفیہ درحقیقت یا تو فعلیہ ہوتا ہے یا اسمیہ جیسا کہ بصری اور کوفی نحویوں کا قول ہے۔ اسی طرح شرطیہ اصل میں جملہ فعلیہ ہے۔ حرف شرط داخل ہو جانے سے اخفش نے اسکو ایک مستقل قسم شرطیہ بنا دیا) اے سبحان اللہ۔ آپ اور تدقیق نظر۔ اور وہ بھی باوجود ضعف بصر۔ ماشاءَ اللہ۔ جسکو نحو میر اور صرف میر تک محفوظ نہوں وہ تدقیق نظر کرے۔ استغفر اللہ۔ ایں خیال ست و محال ست و جنوں۔ اگر باور نہو تو سُنئے آپ فرماتے ہیں۔ کہ (ظرفیہ درحقیقت یا تو فعلیہ ہوتا ہے یا اسمیہ جیسا کہ بصری اور کوفی نحویوں کا قول ہے) اولاً اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ بصری اور کوفی نحویوں کا یہ قول ہے تو ذات شریف کی تدقیق نظر نے کیا تیر مارا۔ اُس سے کیا نئی بات پیدا ہوئی۔ یہ تو پہلے سے اُن کا قول تھا ہی۔ صدہا سال پیشتر جو بات کہی گئی تھی اُسکو اپنی تحقیق قرار دے رہے ہو ہماسی کا نام تدقیق نظر ہے لَا حَولَ وَلَا قوۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ العلیّ العظیم۔ مگر ہمیں اس پر بھی تعجب نہیں کہ دار العلوم دیوبند میں پہلے سے یہی ہوتا چلا آرہا ہے۔ کہ سابقہ حواشی و شروح کو طبع کرا کر اپنی جانب منسوب کرتے رہے ہیں۔ تاکہ ناواقف سمجھیں کہ دار العلوم میں درسی کتب کی خدمات انجام دی جا رہی ہیں۔ چنانچہ اسی دار العلوم دیوبند کے شیخ الادب مولوی اعزاز علی صاحب نے کتب ادب پر جو حواشی چڑھائے ہیں سب کے سب میں بلفظہ سابقہ حواشی موجود ہیں مگر آخر میں تحریر کر دیا۔ اعزاز علی غفرلہ۔ جس سے مفہوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت کی ذہنی کاوش کا نتیجہ ہے

حالانکہ گرہ کا کچھ بھی نہیں۔ ثانیاً اگر بصری اور کوفی نحویوں نے کہا تھا کہ ظرفیہ اصل میں فعلیہ یا اسمیہ ہے تو انہوں نے جملہ کی فعلیہ۔ اسمیہ۔ ظرفیہ۔ تین قسمیں کیوں قرار دیں دو پر اقتصار کیوں نہیں کیا۔ کیا آپ کی طرح اُن کے سر میں بھی پھوڑا نکلا تھا کہ قسیم شے کو اصل میں شئی قرار دیگئے۔ استغفراللہ۔ حقیقت یہ ہے کہ ذات شریف جملہ ظرفیہ کے معنی ہی نہیں سمجھے۔ اب ہم سے سُنئے۔ مغنی اللبیب جلد دوم صفحہ ۴۰ میں ہے (والظرفیۃ المصدرۃ بظرف او مجرور نحو اعندک زید وفی الدار زید اذا قدرت زیداً فاعلاً بالظرف والجار والمجرور لا بالاستقرار المحذوف ولا مبتدأ مخبراً عنہ بھما) یعنی ظرفیہ وہ جملہ ہے جس کے شروع میں ظرف ہو یا جار مجرور جیسے اعندک زید اور افی الدار زید جبکہ ان مثالوں میں زید کا رافع ظرف اور جار مجرور کو قرار دیں نہ استقرار محذوف کو (ورنہ فعلیہ ہو جائے گا اگر استقر فعل مقدر مانا اور اب اصل عبارت یوں ہوگی أ استقر عندک زید۔ اس صورت میں زید کا رافع فعل استقر ہے یا اسمیہ ہو جائیگا اگر مستقر اسم فاعل مقدر مانا۔ اور اب اصل عبارت یوں ہوگی۔ أمستقر عندک زید۔ اس صورت میں زید کا رافع مستقر اسم فاعل ہے اور یہ جملہ اسمیہ اسلئے ہوا کہ مثال مذکور میں (مستقر) مبتدا کی قسم ثانی ہے۔ اور (زید) فاعل قائم مقام خبر) اور نہ زید کو مبتدا مؤخر اور ظرف یا جار مجرور کو خبر مقدم قرار دیں ورنہ جملہ اسمیہ ہوگا نہ ظرفیہ) چونکہ بصریہ کے نزدیک ظرف اور جار مجرور کا عمل اعتماد کیساتھ مشروط ہے۔ کہ اُن سے پیشتر استفہام ہو یا نفی یا موصوف یا موصول یا مسند الیہ یا ذو الحال۔ نہ کوفیہ کے نزدیک اور نہ اخفش کے نزدیک جو نحات بصریہ سے ہیں۔ نظر برآں دونوں مثالوں میں ہمزۂ استفہام ذکر فرمایا تاکہ مثالیں اتفاقی ہو جائیں۔ اب تو ایمان لے آیئے کہ ظرفیہ اصل میں نہ فعلیہ نہ اسمیہ بلکہ قسم مستقل ہے۔ ثالثاً جملہ شرطیہ کے اضافہ کی نسبت اخفش کی جانب غلط۔ اس کے موجد آپکے دینی مورث اعلیٰ یا یوں معنی کہا کہ دیوبندیت کا جنم بطن اعتزال سے ہوا ہے۔ خیر یہ اخفش۔ زمخشری سے کیئ سو سال مقدم ہیں۔ انکی وفات ۲۱۵ھ میں ہوئی اور زمخشری کی ۵۳۸ھ میں۔ اور امام سیوطی علیہ الرحمۃ ہمع الھوامع ج ۱ صفحہ ۱۲ میں فرماتے ہیں (وزاد الزمخشری وغیرہ فی الجمل الشرطیۃ) اور زمخشری وغیرہ نے جملوں میں شرطیہ کا اضافہ کیا۔ اگر اضافہ کرنیوالے یہ اخفش تھے تو زمخشری کی جانب نسبت امام ہرگز نہ فرماتے۔ جس کا زمانہ کئی صدی متأخر ہے کیونکہ ایسے مقام علماء متقدم کی طرف نسبت فرمایا کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں اتنا نہیں سوچا کہ یہ اخفش نحات بصریین سے تھے۔ جن کے نزدیک جملہ کی صرف تین قسمیں ہیں۔ اسمیہ۔ فعلیہ۔ ظرفیہ۔ جسکو زمخشری نے شرطیہ کیساتھ موسوم کیا۔ وہ ان کے نزدیک فعلیہ کہلاتا ہے۔ اور یہ تسمیہ اُن کی اصطلاح کے بعد حادث ہوا۔ اسی واسطے امام سیوطی علیہ الرحمہ نے ہمع الھوامع میں بعد عبارت مذکورہ فرمایا۔ والصواب انھا فعلیۃ۔ تاکہ اقسام جملہ میں بے ضرورت اضافہ نہو۔ ورنہ لا مشاحۃ فی الاصطلاح کے پیش نظر زمخشری کا تخطئہ درست نہ ہوگا تخطئہ کے باوجود ترکیب میں یہی اصطلاح حادث رائج ہوگئی چنانچہ الفوائد الشافیہ میں اسی پر عمل فرمایا اور انکی اتباع میں ہمنے بھی اُسی کو اختیار کیا ہے۔ الغرض جب یہ تسمیہ بصریین کی اصطلاح کے بعد حادث ہوا تو نام نہاد مدقق میں یہ کہنا کس طرح درست ہوگا کہ (حرف شرط داخل ہو جانے سے اخفش نے اسکو ایک مستقل قسم شرطیہ بنا دیا) لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۶۳) صفحہ ۴۵ پر (وطریق ترکیب غیرھا الی تسع مع عشر) کی ترکیب میں فرماتے ہیں (الی حرف جر۔ تسع مجرور۔ جار مجرور سے ملکر متعلق ہوا مصدر کے) **اقول**۔ یہ غلط ہے بلکہ ظرف مستقر ہو کر (غیرھا) سے حال ہے۔ فہم شریف کی اس عبارت کے معنی تک رسائی نہیں ہوئی۔ ورنہ (لاضلنھم) کا مصداق نہ بنتے

(۶۴) اسی صفحہ پر (ان تقول فی المذکر ثلثۃ عشر رجلاً واربعۃ عشر رجلاً الی تسعۃ عشر رجلاً) کی ترکیب میں (الی تسعۃ عشر رجلاً) کو (تقول) مذکور سے متعلق قرار دیا ہے **اقول**۔ یہ غلط ہے۔ بلکہ یہ بھی ظرف مستقر ہو کر (وما زاد علیھما) حرف عطف اور معطوف عہ

(۶۵) اسی صفحہ پر (بتانیث الجزء الاول) کو بھی (تقول) مذکور سے متعلق قرار دیا ہے۔ **اقول**۔ یہ غلط ہے بلکہ یہ بھی ظرف مستقر ہو کر (ثلثۃ عشر رجلاً)

عہ مقدر عند التحقیق کے فعل (زاد) کی ضمیر فاعل سے حال ہے کیونکہ (الی) کے ما قبل کا ممتد ہونا ضروری ہے۔ اور یہ دونوں

سے حال ہے۔

(۶۶) اسی صفحہ پر (وفی المؤنث ثلث عشرۃ امراءۃ واربع عشرۃ امرأۃ الی تسع عشرۃ امرأۃ بتذکیر الجزء الاوّل) کی ترکیب میں (الی تسع عشرۃ امرأۃ) کو اور (بتذکیر الجزء الاول) کو باعتبار عطف (مسی رتقول) سے متعلق قرار دیا ہے۔ اقول۔ یہ غلط ہے بلکہ یہ دونوں بھی سابق کی طرح ظرف مستقر ہوکر حال ہیں۔ مگر بطریق سابق کہ اول حال اور دوم حال بعد حال۔ اور اسکو ہماری ترکیب سے سمجھئے۔

(۶۷) صفحہ ۷۴ پر (واما طریق الترکیب فی الواحد والاثنین الی تسع مع عشرون واخواتہ الی تسعین) کی ترکیب میں (الی تسع) کو اور (الی تسعین) کو (الترکیب) سے متعلق قرار دیا ہے۔ اقول۔ یہ غلط ہے کیونکہ ایک معنی کے دو حرف جار بدون عطف ایک شے سے متعلق نہیں ہوتے۔ اگر یاد نہو تو سُنئے۔ الفوائد الشافیہ صفحہ ۳۴ میں ہے: وعدم تعلق الجارین لمعنی واحد بفعل واحد مشروط بعدم التبعیۃ واما علی طریق التبعیۃ فلامانع من ذلک التعلق کما فی مررت بزید وبعمرو کما فی الاظہار

(۶۸) اسی صفحہ پر (فان کان الممیز مذکرا فتقول (الی) بتذکیر الجزء الاول) کی ترکیب میں (بتذکیر) کو (فتقول) سے متعلق قرار دیا ہے۔ اقول۔ یہ غلط ہے بلکہ یہ بھی ظرف مستقر ہوکر حال ہے۔

(۶۹) اسی صفحہ پر (وان کان الممیز مونثا فتقول (الی) بتانیث الجزء الاول) کی ترکیب میں (بتانیث) کو (فتقول) سے متعلق قرار دیا ہے۔ اقول۔ یہ بھی غلط ہے اور یہ بھی ظرف مستقر ہوکر حال ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ (فان کان الممیز مذکرا الخ) کی ترکیب میں فرماتے ہیں (شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ فعلیہ شرطیہ جزائیہ ہوا) اور (وان کان الممیز مونثا الخ) کی ترکیب میں فرماتے ہیں (شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا) اول ترکیب میں اصطلاح قدیم اور حادث دونوں مخلوط ہیں۔ اور ترکیب اول و دوم میں اسی دیوبندی نئے سُر (جزائیہ) کا اختلاط جسکو پہلے بیان کیا جاچکا ہے۔

(۷۰) صفحہ ۷۴ پر (تقول فی الممیز المذکر (الی) بتانیث الجزء الاول) کی ترکیب میں (بتانیث) کو (تقول) سے متعلق قرار دیا ہے۔ اقول یہ بھی غلط ہے اور یہ بھی سابق کی طرح ظرف مستقر ہوکر حال ہے۔

(۷۱) اسی صفحہ پر (وفی الممیز المؤنث تقول (الی) بتذکیر الجزء الاول) کی ترکیب میں (بتذکیر) کو (تقول) سے متعلق قرار دیا ہے۔ اقول۔ یہ بھی غلط۔ اور یہ بھی ظرف مستقر ہوکر حال ہے۔ ان تمام مذکورہ بالا مقامات کی صحیح ترکیب البشیر الکامل میں ملاحظہ فرمائیے۔ اور لوح دل پر نقش کرلیجئے تاکہ پھر تضلیل میں گرفتار نہوں۔

(۷۲) اسی صفحہ پر (ثلثۃ وعشرون رجلا) کی ترکیب میں (ثلثۃ وعشرون) کو معطوف علیہ معطوف قرار دیکر بغیر ممیز بنایا ہے۔ اسی طرح (اربعۃ و عشرون رجلا) کی ترکیب میں اور اسی طرح (ثلث وعشرون امرأۃ) کی ترکیب میں اور اسی طرح (اربع وعشرون امرأۃ) کی ترکیب میں۔ اقول۔ یہ بھی غلط صحیح یہ کہ معطوف علیہ معطوف بناکر ممیز قرار دیا جائے گا۔

(۷۳) اسی صفحہ پر (وعلی ھذا القیاس) کی ترکیب دوم میں (القیاس) پر الف لام عوض تنوین بتایا ہے۔ اقول۔ یہ بھی غلط کیونکہ الف لام تعریف کے لئے ہوتا ہے اور تنوین تنکیر کیلئے اور دونوں میں منافات پھر ایک دوسرے کا عوض کیونکر ہوجائے گا۔ البتہ الف لام کبھی اسم ظاہر مضاف الیہ کا عوض ہوتا ہے جیسے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّھَا میں (الاسماء) پر الف لام (المسمیات) مضاف الیہ کے عوض ہے اور کبھی ضمیر مضاف الیہ کے عوض جیسے واشتعل الراس شیبا میں (الراس) پر الف لام یا ضمیر مضاف الیہ کے عوض ہے بیضاوی شریف صفحہ ۶۱ میں فرمایا۔ (ای التقدیر اسماء المسمیات فحذف المضاف الیہ لدلالۃ المضاف علیہ وعوض عنہ اللام کقولہ تعالیٰ واشتعل الراس شیبا) اور کبھی زائد جیسے اسمائے موصولہ پر اور کبھی استفہام کے لئے جیسے قطرب نے حکایت کیا۔ (ال فعلت) بمعنی ھل فعلت۔

(۷۴) صفحہ ۴۸ پر (ان کان متضمناً لمعنی الاستفہام) کی ترکیب میں فرمایا (متضمناً اسم فاعل شبہ فعل ضمیر ھو مستتر اس کا نائب فاعل
اقول - یہ غلط ہے۔ کیونکہ اسم فاعل کے لئے نائب فاعل نہیں ہوتا۔ کما مرّ۔

(۷۵) اسی صفحہ پر (کم رجلاً ضربتہ) کی ترکیب میں (کم رجلاً) کو (ضربت) فعل محذوف کا مفعول بہ قرار دیا ہے۔ اور (ضربتہ) کو اُس محذوف کی تفسیر۔ **اقول** - یہ غلط ہے۔ اور ذات شریف بالکل چوپٹ۔ ابتدائی کتابیں تک محفوظ نہیں۔ اور شارح بننے کا شوق دامنگیر۔ یہاں پر (کم رجلاً) مبتدا ہے اور (ضربتہ) خبر۔ باور نہو تو ھدایۃ النحو کا مطالعہ کیجئے۔

(۷۶) اسی صفحہ پر (ان کان بینہما فاصلۃ) کی ترکیب میں (بینہما) کو (ثابتاً) محذوف کا ظرف بنا کر (ثابتاً) کو خبر مقدم اور (فاصلۃ) کو (کان) کا اسم موخر قرار دیا ہے۔ **اقول** - یہ غلط ہے۔ بلکہ (ثابتۃً) بصیغہ مؤنث مقدر مانا جائیگا۔ ورنہ خبر کی اسم فعل ناقص کیساتھ تانیث میں مطابقت نہ رہے گی جو بر تقدیر اشتقاق خبر واجب ہے۔

(۷۷) صفحہ ۴۹ پر (کم رجلٍ ضربتُ) کی ترکیب میں فرماتے ہیں (ضربت فعل ضمیر واحد متکلم انا اُس کا فاعل۔ **اقول** - یہ غلط ہے ضربتُ میں (تا) ضمیر بارز فاعل ہے۔ (انا) فاعل نہیں ذات شریف کی یہ تفصیل اسپر مبنی ہے کہ دارالعلوم دیوبند جیسی عظیم المرتبت درسگاہ میں درجہ علیا کے مدرس صاحب کو صرف میر یاد نہیں۔ سُنئے صرف میر صفحہ ۱ میں ہے۔ (وتائے مضموم در نصرتُ ضمیر واحد متکلم ست خواہ مذکر خواہ مؤنث و فاعل فعل ست)

(۷۸) صفحہ ۵۰ پر (ولا یکون متضمناً لمعنی الاستفہام) کی ترکیب میں (متضمناً) کو اسم فاعل بتا کر اُسمیں مستتر ضمیر کو نائب فاعل قرار دیا ہے۔
اقول - یہ غلط ہے۔ کما مرّ مراراً۔

النوع التاسع

(۷۹) اسی صفحہ پر (وانما سمیت باسماء الافعال) کی ترکیب میں (باسماء) کو (سمیت) سے متعلق قرار دیا ہے۔ **اقول** - یہ غلط ہے۔ کیونکہ (سمیت) متعدی بدو مفعول ہے۔ مفعول ثانی پر (بائے) زائدہ آتی ہے اور حرف جر زائد متعلق نہیں ہوا کرتا۔ کما سبق۔

(۸۰) صفحہ ۵۱ پر مثل رُوید زیداً ای امھل زیداً) کی ترکیب میں رُوید زیداً) کو جملہ فعلیہ انشائیہ قرار دیا ہے۔ **اقول** - یہ غلط ہے کیونکہ اسمائے افعال بر مذہب صحیح جملہ اسمیہ ہوتے ہیں ھمع الھوامع جلد اول صفحہ ۱۲ میں ہے۔ (فالاسمیۃ التی صدرھا اسم کزید قائم وھیھات العقیق)

(۸۱) اسی صفحہ پر (دونک زیداً) کی ترکیب میں (دونک زیداً) کو جملہ فعلیہ قرار دیا ہے۔ **اقول** - یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ یہ بھی اسمائے افعال سے ہے۔ اور اسمائے افعال جملہ اسمیہ ہوتے ہیں۔

(۸۲) صفحہ ۵۲ پر (علیک زیداً) اور (حیھل الصلوۃ) اور (ھا زیداً) کی ترکیب میں سب کو جملہ فعلیہ قرار دیا ہے۔ **اقول** - یہ غلط ہے کما سبق آنفاً۔

(۸۳) صفحہ ۵۳ پر (وفاعلھا ضمیر المخاطب المستتر فیھا) کی ترکیب میں (المستتر) کو اسم فاعل بیان کر کے ضمیر مستتر کو اُس کا نائب فاعل قرار دیا ہے۔ اور (ھیھات زید) کو جملہ فعلیہ۔ **اقول** - یہ سب غلط ہے۔ کما سبق۔

النوع العاشر

(۸۴) صفحہ ۵۴ پر (لانھا لا تکون بمجرد الفاعل کلاماً تاماً فلا تخلو عن نقصان) کی ترکیب میں (لا تکون بمجرد الفاعل کلاماً تاماً) کو جملہ فعلیہ بنا کر قائم مقام شرط قرار دیا ہے۔ اور (فلا تخلو عن نقصان) کو جزا۔ **اقول** - یہ غلط ہے جسکا صدور مبتدی سے بھی متصور نہیں

(۸۵) اسی صفحہ پر (علی الجملۃ الاسمیۃ ای المبتدأ والخبر) کی ترکیب میں (الجملۃ الاسمیۃ) کو مفسر اور (المبتدأ والخبر)

کو مفسِّی قرار دیا ہے **اقول** - یہ بولی غلط ہے جس میں ذات شریف کے ساتھ ہندوستانی مدارس کے عام معلمین بھی شریک ہیں۔ جب کہ (ای) حرف تفسیر کا ماقبل اور مابعد مفرد ہوں تو نحوی ماقبل کو معطوف علیہ یا مبدل منہ کہتے ہیں۔ اور مابعد کو عطف بیان یا بدل۔ اسی واسطے دونوں کی اعراب میں موافقت واجب ہے۔ ورنہ کتب نحو میں کوئی باب ایسا نہیں جس میں مفسَّر اور مفسِّر کے احکام بیان کئے گئے ہوں ھمع الھوامع کی عبارت گذر چکی ہے۔ اور مغنی اللبیب جلد اول صفحہ ٦٦ میں زیر بحث (ای) فرمایا (وحرف تفسیر تقول عندی عسجد ای ذھب وغضنفر ای اسد ومابعدھا عطف بیان علی ماقبلھا او بدل اھ)

(٨٦) صفحہ ٥٥ پر (وھی قد تکون زائدۃ) کی ترکیب میں (قد تکون زائدۃ) کو جملہ اسمیہ خبریہ قرار دیا ہے - **اقول** - یہ غلط ہے بلکہ افعال ناقصہ اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوتے ہیں۔ اگر یقین نہ ہو تو سُنئے۔ مغنی اللبیب جلد دوم صفحہ ٤٠ میں ہے (والفعلیۃ ھی التی صدرھا فعل کقام زید وضُرِب اللص وکان زیدٌ قائمًا وظننتہ قائمًا ویقوم زید وقُم)

(٨٧) صفحہ ٥٦ پر (ھو للانتقال ای لانتقال الاسم الخ) کی ترکیب میں (للانتقال) کو مفسَّر اور (لانتقال الاسم الخ) کو مفسِّر قرار دیا ہے - **اقول** - یہ غلط ہے یہاں پر (ای) تفسیر المفرد بالمفرد کیلئے نہیں۔ ورنہ واجب ہوگا۔ کہ مابعد عطف بیان ہو یا بدل۔ اور (لانتقال الاسم الخ) نہ عطف بیان ہو سکتا ہے نہ بدل۔ کیونکہ یہ دونوں اسم ہوتے ہیں یا جملہ۔ اور جار مجرور دونوں میں سے کچھ نہیں۔ بلکہ یہاں پر (ای) تفسیر الجملۃ بالجملۃ کیلئے ہے - اور (لانتقال الاسم الخ) ظرف مستقر ہو کر (ھو) مبتدا محذوف کی خبر - اور مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ مفسِّرہ۔

(٨٨) پھر ان مفسَّر اور مفسِّر کو (مستعملۃ) مقدر سے متعلق کر کے (مستعملۃ) کو (ھو) مبتدا کی خبر قرار دیا ہے **اقول** - یہ غلط ہے ورنہ خبر تذکیر میں مبتدا کیساتھ مطابق نہ رہے گی - حالانکہ بر تقدیر اشتقاق خبر مطابقت واجب ہے -

(٨٩) صفحہ ٥٧ پر (وقد تکون تامۃ بمعنی الانتقال الخ) کی ترکیب میں (تامۃ) کو موصوف و (بمعنی الانتقال الخ) کو کائنًا مقدر سے متعلق کر کے (کائنًا) کو صفت قرار دیا ہے **اقول** - یہ غلط ہے - کیونکہ صفت تانیث میں موصوف کیساتھ مطابق نہیں - حالانکہ مطابقت واجب ہے -

(٩٠) اسی صفحہ پر (فھٰذہ الثلٰثۃ) کی ترکیب میں (ھٰذہ) کو اسم اشارہ اور (الثلٰثۃ) کو مشار الیہ فرمایا ہے - **اقول** - یہ بولی بھی غلط ہے۔ بلکہ اسم اشارہ کے مابعد کو نحوی ترکیب میں صفت یا عطف بیان یا بدل کہتے ہیں -

(٩١) اسی صفحہ پر (باوقاتھا التی ھی الصَّباح الخ) کی ترکیب میں ایک نیا ستم ڈھایا - وہ یہ کہ (ھا) ضمیر مضاف الیہ کو موصوف اور (اَلّتِی ھِیَ الصَّباح الخ) کو صفت قرار دیا ہے۔ **اقول** - یہ غلط ہے کیونکہ بر مسلک جمہور ضمیر نہ موصوف ہوتی ہے نہ صفت - ھدایۃ النحو صفحہ ٣٤ میں ہے۔ والمضمر لا یوصف وَلَا یوصف بہ - اور اگر مسلک کسائی اختیار کیا جائے۔ کہ اُنکے نزدیک ضمیر کا موصوف ہونا درست ہے۔ تو معنوی حیثیت سے غلط کہ ضمیر موصوف کا مرجع افعال مذکورہ ہیں۔ اُن پر ان اوقات کا حمل درست نہیں اور صفت کا موصوف پر حمل ہوتا ہے غرضکہ کسی طرح چول ٹھیک نہیں بیٹھتی -

(٩٢) اسی صفحہ پر (مَعْنَاہ حصل غناہ فی وقتِ الصَّباح) کی ترکیب میں (معناہ) کو مبتدا اور (حصل غناہ فی وقت الصّباح) کو جملہ فعلیہ کر کے خبر قرار دیا ہے۔ **اقول** - یہ غلط ہے ورنہ جملہ خبر کا عائد سے خلو لازم آئے گا جو شریعتِ نحو میں حرام ہے۔ بلکہ یہ مِنْ حیث اللفظ خبر ہے - مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم نے بھی جملہ کر کے خبر قرار دیا ہے جو قابلِ اتباع نہیں -

(٩٣) صفحہ ٥٨ پر (معناہُ حَصَل حکومتہٗ فی وقت الضُّحیٰ) اور (معناہُ حصل قراءتہٗ فی وقتِ المسَاء) کی ترکیب میں بھی طریقہ بالا اختیار کیا ہے **اقول** - یہ بھی غلط ہے - وجہ وہی جو اوپر ذکر کی گئی -

(٩٤) اسی صفحہ پر (قَدْ تکون بمعنی صَار) کی ترکیب میں (بمعنی) کو (ثابتًا) مقدر سے متعلق کر کے (ثابتًا) کو خبر (تکون) قرار دیا ہے **اقول** - یہ

غلط ہے۔ کیونکہ خبر (تکون) کے اسم کیساتھ تانیث میں مطابق نہیں۔ حالانکہ بر تقدیر اشتقاق خبر مطابقت واجب ہے۔ کما مرّ۔

(۹۵) اسی صفحہ پر مثل اصبح زید بمعنی دخل زید فی الصباح) کی ترکیب میں (اصبح زید) کو جملہ کرکے مفسَّر اور (بمعنی الخ) کو (ثابتًا) سے متعلق کرکے (ثابتًا) کو مفسِّر قرار دیا ہے۔ اقولُ یہ غلط ہے۔ اوّلاً اسلئے کہ بغیر حرف تفسیر مفسَّر اور مفسِّر کیسا۔ ثانیًا۔ اسلئے کہ دونوں اعراب میں متحد نہیں کیونکہ (ثابتًا) منصوب ہے، اور (اصبح زید) محل جر میں۔ ناظرین۔ دیکھا آپنے دار العلوم دیوبند میں درجۂ علیا کے مدرس ایسے قابل ہوتے ہیں۔ تو درجۂ سفلی کے مدرسین کے حق میں کیا رائے قائم کی جائے۔ اس کا فیصلہ ہم آپ ہی پر چھوڑتے ہیں۔ ساری کتاب اسی قسم کی خرافات سے بھری ہے۔ اسی واسطے شروع میں ہم نے اسکو اغلاط کی پوٹ کہا تھا۔

(۹۶) صفحہ ۵۹ پر شرح مأتہ عامل کی عبارت ذات شریف کی شرح میں بایں طور ہے۔ (ھما لاقتران مضمون الجملۃ بوقتیھما ھی النھار واللیل) پھر اس عبارت کی ترکیب میں (وقتیھما) کو موصوف اور جملہ (ھی النھار واللیل) کو صفت قرار دیا ہے۔ اقولُ۔ دونوں غلط ہیں۔ عبارت تو اسلئے کہ (ھی) اپنے مرجع کیساتھ مطابق نہیں۔ اگر مرجع (وقتیھما) کا مضاف ہے تو مطابقت اسلئے نہیں کہ وہ تثنیہ اور (ھی) واحد۔ اور اگر مرجع اسکا مفرد (وقت) ہے تو بھی مطابقت نہیں کہ وہ مذکر اور (ھی) مؤنث۔ صحیح عبارت یوں ہے (ھما لاقتران مضمون الجملۃ بالنھار واللیل) اور ترکیب اسلئے غلط کہ (وقتیھما) میں (وقتی) موصوف بوجہ اضافت معرفہ ہے اور (ھی النھار واللیل) جملہ خبریہ جو معرفہ کی صفت واقع نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے۔ اگر اس میں کچھ شک ہو تو ہم سے سُنئے۔ کافیہ اور اُسکی شرح الفوائد الضیائیہ یعنی شرح جامی صفحہ ۲۱ میں ہے۔ (وتوصف النکرۃ لا المعرفۃ بالجملۃ الخبریۃ التی ھی فی حکم النکرۃ)

(۹۷) اسی صفحہ پر (وقد تکونان بمعنی صار) کی ترکیب میں (تکونان) کے اندر ضمیر (ھما) مستتر کو اسم قرار دیا ہے اور (بمعنی صار) کو (ثابتتان) مقدر سے متعلق کرکے اُسکو خبر قرار دیا ہے۔ اقولُ۔ دونوں غلط۔ اول اسلئے کہ مضارع کے صیغۂ تثنیہ میں ضمیر مستتر نہیں ہوتی۔ بلکہ الف ضمیر بارز اسم فعل ناقص ہے اور دوم اسلئے کہ افعال ناقصہ کی خبر منصوب ہوتی ہے نہ مرفوع تو (ثابتتین) مقدر ہے نہ (ثابتتان)

(۹۸) صفحہ ۶۰ پر (وھی لتوقیت شی بمدۃ ثبوت خبرھا لاسمھا فلا بدّ من ان یکون قبلھا جملۃ فعلیۃ اواسمیۃ) کی ترکیب میں (لتوقیت شی الخ) کو (ثابت) مقدر سے متعلق کرکے اُسکو (ھی) مبتدا کی خبر قرار دیا ہے۔ اور (ھی لتوقیت شی الخ) کو جملہ اسمیہ بناکر قائم مقام شرط قرار دیا ہے اور (فلا بدّ من ان یکون) کو جزا۔ اقولُ۔ دونوں غلط ہیں۔ اوّل اسلئے کہ (ثابت) خبر مشتق ہونیکے باوجود (ھی) مبتدا کیساتھ تانیث میں مطابق نہیں اور دوم اسلئے کہ یہاں پر کوئی کلمہ شرط نہیں پھر شرط یا قائم مقام شرط کے کیا معنی۔ علاوہ ازیں جملہ اسمیہ قائم مقام شرط نہیں ہوا کرتا۔ یہ دار العلوم دیوبند میں جدید مسائل نحو گڑھے جارہے ہیں۔

(۹۹) اسی صفحہ پر (اجلس ما دام زید جالسًا) کی ترکیب میں (ما دام زید جالسًا) کو جملہ فعلیہ خبریہ قرار دیکر (اجلس) کا مفعول فیہ بنایا ہے۔ اقولُ۔ یہ غلط ہے کیونکہ مفعول فیہ اسم ہوتا ہے نہ جملہ۔ مصیبت تو یہ ہے کہ ذات شریف کو نحو میر بھی یاد نہیں۔ اگر یاد نہو تو ہم سے سُنئے۔ نحو میر صفحہ ۲۱ میں مفعول فیہ کی تعریف بایں الفاظ مذکور ہے (مفعول فیہ اسمیست کہ فعل مذکور درو واقع شود)

(۱۰۰) اسی صفحہ پر (زید قائم) کی ترکیب میں (قائم) کو اسم فاعل بیان کرکے اُسمیں ضمیر مستتر (ھو) کو اُس کا نائب فاعل قرار دیا ہے۔ اقولُ یہ غلط ہے کیونکہ اسم فاعل کیلئے نائب فاعل نہیں ہوتا۔ فاعل ہوتا ہے۔

(۱۰۱) صفحہ ۶۱ پر (وکل واحد من ھذہ الافعال الاربعۃ) کی ترکیب میں (واحد) کو اسم فاعل شبہ فعل قرار دیکر (من ھذہ الخ) کو اُس سے متعلق کیا ہے۔ اقولُ۔ یہ غلط ہے کیونکہ (واحد) اسم فاعل شبہ فعل نہیں۔ بلکہ اسم عدد ہے جو اسم فاعل کی طرح شبہ فعل نہیں حتی کہ اُس سے حرف جار

متعلق ہو جائے۔ اگر یقین نہ ہو تو ہم سے سُنئے جمع الجوامع اور اُس کی شرح ہمع الھوامع جلد دوم صفحہ ۱۵۱ میں ہے (یصاغ من اثنین) فما فوقھما (الی عشرۃ وزن فاعل) بغیر تاء من المذکر و فاعلۃ (بالتاء من المونث بمعنی بعض ما صیغ منہ) ولا یتصور ذلک فی معنی الواحد لان الواحد نفسہ ھو اسم العدد فلا اصل لہ یکون مصاغا منہ اھ) بلکہ (من ھذہ الخ) ظرف مستقر ہو کر (واحد) کی صفت ہے۔

(۱۰۲) اسی صفحہ پر (وقال بعضھم فی کل زمان) کی ترکیب میں (فی کل زمان) کو (قال) سے متعلق قرار دیا ہے۔ **اقولُ**۔ یہ غلط ہے اور سوءِ فہم پر مبنی۔ بلکہ یہ ظرف مستقر ہے جس کا متعلق بقرینہ سابق محذوف۔ اصل عبارت یوں ہے (وقال بعضھم لیس لنفی مضمون الجملۃ فی کل زمان) تو اس کا متعلق (نفی) ہے۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم بھی بے خیالی میں (قال) سے متعلق کر گئے ہیں جو قابلِ اتباع نہیں۔

(۱۰۳) اسی صفحہ پر قبل ازیں (وھی لنفی مضمون الجملۃ فی زمان الحال) کی ترکیب میں (ھی) کو مبتدا قرار دیکر (لنفی) کو (مستعمل) مقدر سے متعلق کر کے اُسکی خبر قرار دیا ہے۔ **اقولُ**۔ یہ غلط ہے کیونکہ (مستعمل) خبر مشتق (ھی) مبتدا کیساتھ تانیث میں مطابق نہیں۔ حالانکہ مطابقت واجب ہے۔ کما لا یخفی علی المبتدئین فضلا عن المعلمین۔

(۱۰۴) صفحہ ۶۲ پر (واعلم ان تقدیم اخبار ھذہ الافعال علی اسمائھا جائز) کی ترکیب میں (جائز) کی ضمیر مستتر کو اُس کا نائب فاعل قرار دیا ہے۔ **اقولُ**۔ یہ غلط ہے کیونکہ (جائز) اسم فاعل ہے جس کے لئے فاعل ہوتا ہے۔ نائب فاعل نہیں ہوتا۔

(۱۰۵) صفحہ ۶۳ پر (واعلم ان حکم مشتقات ھذہ الافعال کحکم ھذہ الافعال فی العمل) کی ترکیب میں (کحکم) کے (حکم) کو مصدر قرار دے کر (فی العمل) کو اُس سے متعلق قرار دیا ہے۔ **اقولُ**۔ یہ دونوں باتیں غلط۔ حکم اس مقام پر بمعنی مصدر نہیں۔ بلکہ اُسی معنی میں ہے جو شرح جامی میں پڑھے تھے مگر یاد نہیں رہے۔ اور جب نحو میر ہی یاد نہیں رہی تو یہ کیا یاد رہتے۔ خیر۔ اب ہم سے سُنئے۔ اور یاد رکھئے گا۔ حکم الشیٔ ھو الاثر الثابت لذلک الشیٔ یہاں پر یہی معنی ہے اور یہ معنی مصدری نہیں پھر (فی العمل) اس سے کیونکر متعلق ہوگا۔ نیز پیشتر بحوالہ الفوائد الشافیہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ کاف تشبیہ ہمیشہ ظرف مستقر ہوتا ہے۔ بلکہ (فی العمل) کا متعلق وہی ہے جو (کحکم) کا ہے یعنی (ثابت) مقدر۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم سے بھی اس مقام میں مسامحہ ہوا ہے جو قابلِ تقلید نہیں۔

النوع الحادی عشر

(۱۰۶) صفحہ ۶۴ پر (لدخول تاء التانیث الساکنۃ) کی ترکیب (التانیث) کو موصوف اور (الساکنۃ) کو صفت قرار دیا ہے۔ **اقولُ**۔ یہ غلط ہے۔ اتنا نہیں سوجھا کہ ساکن (تا) ہوتی ہے یا تانیث بلکہ (تاء التانیث) کی صفت ہے۔

(۱۰۷) صفحہ ۶۵ پر بمعنی (قارب زید الخروج) کی ترکیب میں (قارب زید الخروج) کو جملہ قطعیہ کر کے مضاف الیہ قرار دیا ہے۔ **اقولُ**۔ یہ غلط ہے کیونکہ لفظ معنی اُن الفاظ میں نہیں جو جملہ کی طرف مضاف ہوتے ہیں۔ جملہ کی طرف مضاف ہونے والے الفاظ پیشتر بیان کر دیئے گئے۔

(۱۰۸) صفحہ ۶۶ پر (یجب ان یکون خبرہ مطابقا لاسمہ) کی ترکیب میں (مطابقا) کو اسم فاعل تحریر کر کے اسمیں ضمیر مستتر (ھو) کو اُس کا نائب فاعل قرار دیا ہے۔ **اقولُ**۔ یہ غلط ہے۔ کیونکہ اسم فاعل کے لئے نائب فاعل نہیں ہوتا۔

(۱۰۹) اسی صفحہ پر (ھذا ای کون الخبر مطابقا للفاعل اذا کان الفاعل اسما ظاھرا) کی ترکیب میں (ھذا) مفسّر اور (کون الخبر الخ) کو مفسِّر قرار دیا ہے۔ مفسّر اور تفسیر کو ملا کر جزائے مقدم۔ اور (اذا کان الفاعل اسما ظاھرا) کو شرط مؤخر۔ **اقولُ**۔ دونوں غلط۔ اوّل اس لئے کہ یہ بولی نحویوں کی نہیں سکا مرّ۔ دوم اسلئے کہ جزا جملہ ہوتی ہے۔ اور مفسّر اور تفسیر کا مجموعہ جملہ نہیں۔ صحیح ترکیب البشیر الکامل میں دیکھی جائے۔

(۱۱۰) اسی صفحہ پر (اما اذا کان مضمرا فلیست المطابقۃ شرطا) کی ترکیب میں (اما) کو حرف استدراک اور (اذا کان مضمرا الخ) کو جملہ شرطیہ

قرار دیا ہے **اقول** یہ غلط کہ (اَمَّا) استدراک کیلئے نہیں آتا بلکہ یہ (اَمَّا) شرطیہ ہے جسکی شرط وجوبًا محذوف ہوتی ہے۔ اور (اذا) برائے ظرفیت مضہ اپنے مابعد کی طرف مضاف اور (لیست) کا مفعول فیہ مقدم اور (فلیست المطابقة شرطًا) شرط محذوف کی جزا ہے۔ مولوی الٰہی بخش صاحب کی ترکیب بھی اس مقام پر قابلِ اتباع نہیں کہ انہوں نے اس عبارت کو جملہ شرطیہ قرار نہیں دیا۔ حالانکہ جملہ شرطیہ ہے۔

(۱۱۱) صفحہ ۶۷ پر (فیکون الفعل المضارع مع اَنْ فی محلِّ الرفع بانّہٗ اسمہ) کی ترکیب میں (مَعَ اَنْ) کو (یکون) کا ظرف اور (بانّہٗ) کو اُس سے متعلق کیا ہے۔ **اقول** یہ دونوں غلط اور قصور فہم پر مبنی ہیں۔ (مع اَنْ) ظرف مستقر ہوکر (الفعل المضارع) سے حال ہے اور (بانّہٗ) بھی اُسی (ثابتًا) مقدر سے متعلق ہے۔ جس سے (فی محل الرفع) متعلق تھا۔

(۱۱۲) اسی صفحہ میں واقع (بخلاف الوجہ الاول) کو (فلا یحتاج) سے متعلق قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے اور سوء تفہم پر مبنی۔ بلکہ یہ ظرف مستقر ہوکر (ھٰذا الوجہ) سے حال ہے۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم نے اسکو (فَلَا یحتاج) کی ضمیر فاعل سے حال قرار دیا ہے۔ یہ بھی قابلِ اتباع نہیں۔

(۱۱۳) صفحہ ۶۸ پر (فیکون الاول ناقصًا والثانی تامًّا) کی ترکیب میں (الثانی) اور (تامًّا) کو (یکون) محذوف کا اسم وخبر قرار دیا ہے **اقول** یہ غلط ہے کہ تقدیر بلاضرورت جائز نہیں کما مَرّ بلکہ (الثانی) کا عطف (الاول) پر ہے اور (تامًّا) کا (ناقصًا) پر۔

(۱۱۴) اسی صفحہ پر (کادَ زیدٌ یجیٔ) کو ترکیب میں جملہ فعلیہ انشائیہ قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے اور اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ افعال مقاربہ کی بحث تک کافیہ اور شرح جامی میں نہیں پڑھی اور اگر دونوں کو پڑھا تو یاد نہیں جیسے نحو میر اور صرف میر یاد نہیں رہیں عسیٰ میں چونکہ معنی (رجا) ہیں اسلئے وہ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوتا ہے۔ اور (کاد) برائے رجا موضوع نہیں۔ پھر وہ کیوں جملہ انشائیہ ہوگا۔ اگر یاد نہ ہو تو سُنئے کافیہ اور شرح جامی صفحہ ۳۵۷ میں ہے (والثانی) ای مَا وضع لدنو الخبر دُنُوّ حصولٍ (کاد) تقول کادَ زیدٌ یجیٔ) فتخبر عن دنو الخبر نعلمک باشرافہ علی الحصول للفاعل فی الحال) دیکھیے (فتخبر) بآواز بلند پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ (کادَ زیدٌ یجیٔ) جملہ خبریہ ہے۔ انشائیہ نہیں۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم بھی اسکو جملہ انشائیہ قرار دے گئے ہیں جو قابلِ اتباع نہیں۔ اور اگر اس غلط فہمی کا سبب۔ مختصر المعانی صفحہ ۲۱۹ کی یہ عبارت ہے (فالانشاء ان لم یکن طلبًا کافعال المقاربة)۔ تو اسکو یوں زائل فرما لیجیے کہ عبارت تقدیر مضاف پر محمول ہے۔ اور مراد بعض افعال مقاربہ ہیں۔ چنانچہ علامہ دسوقی علیہ الرحمۃ کے حاشیہ جلد اول صفحہ ۶۳۹ میں ہے (ای کبعض افعال المقاربة اذ الانشاء انما یظہر فی افعال الرجاء وھی عسیٰ وحری واخلولق ولا یظہر فی غیرھا من افعال الشروع والمقاربة)

(۱۱۵) صفحہ ۶۹ پر (قال بعضھم ان حرف النفی فیہ مطلقًا یفید معنی النفی) کی ترکیب میں (فیہ) کو ظرف مستقر کرکے (حرف النفی) سے حال قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے اور معنی عبارت نہ سمجھنے پر مبنی بلکہ یہ (یفید) کا ظرف لغو مقدم ہے۔

(۱۱۶) اسی صفحہ پر (بل لاثبات باقٍ علیٰ حالہ) کی ترکیب میں (باق) کو اسم فاعل تسلیم کر لینے کے باوجود اُسمیں ضمیر مستتر (ھُوَ) کو اُس کا نائب فاعل قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے۔ کما مَرّ غیر مرة۔

(۱۱۷) صفحہ ۷۰ پر (وَخبرہ یجیٔ فعلًا مضارعًا دائمًا بغیر اَنْ) کی ترکیب میں (بغیر اَنْ) کو (یجیٔ) سے متعلق قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے اور کوتاہی فہم پر مبنی۔ بلکہ یہ ظرف مستقر ہوکر (فعلًا مضارعًا) کی صفت ہے۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم بھی (یجیٔ) سے متعلق کر گئے ہیں جو قابلِ اتباع نہیں

(۱۱۸) اسی صفحہ پر (کرب زید یخرج) کو جملہ فعلیہ انشائیہ قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے۔ جملہ انشائیہ صرف وہ افعال مقاربہ ہوتے ہیں جنکی وضع رجاء کے لئے ہے اور وہ صرف وہی تین ہیں جو حاشیہ دسوقی علیہ الرحمۃ میں مذکور ہوئے۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم نے بھی اسکو جملہ انشائیہ قرار دیا ہے جو قابلِ اتباع نہیں۔

(۱۱۹) اسی صفحہ پر (مثل اوشلث زید ان یجیٔ او یجیٔ) کی ترکیب میں (یجیٔ) کو (ان یجیٔ) پر معطوف قرار دیا ہے۔ اور (اوشلث زید ان یجیٔ) کو جملہ انشائیہ۔ **اقولُ**۔ یہ دونوں غلط ہیں۔ بلکہ (یجیٔ) سے (اوشلث زید) بقرینہ سابق محذوف ہے۔ اور کل کا (اوشلث زید ان یجیٔ) پر عطف ہے۔ اور جملہ خبریہ۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم نے بجز (ان یجیٔ) پر معطوف قرار دیا ہے۔ اور جملہ کو انشائیہ۔ جو قابل اتباع نہیں۔

(۱۲۰) صفحہ ۷۱ پر (وھٰذہٖ الثلٰثۃ مرادفۃ لکرب) کی ترکیب میں (مرادفۃ) کو اسم فاعل تسلیم کر لینے کے باوجود اسمیں ضمیر مستتر (ھی) کو نائب فاعل قرار دیا ہے۔ **اقولُ**۔ یہ غلط ہے۔ کیونکہ اسم فاعل کے لئے نائب فاعل نہیں ہوتا۔ فاعل ہوتا ہے۔ کما بیّنّاہ غیر مرۃ۔

النوع الثانی عشر

(۱۲۱) صفحہ ۷۲ پر (نعم الرجل زیدٌ) کی ترکیب بایں طور کی ہے۔ (نعم فعل مدح الرجل فاعل زید مخصوص بالمدح۔ فعل مدح اپنے فاعل اور مخصوص بالمدح سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ)۔ **اقولُ**۔ یہ بولی غلط ہے۔ کوئی نحوی اس کا قائل نہیں نیز قول معتمد پر مجموعہ ایک جملہ اسمیہ ہے یا دو جملے۔ اوّل فعلیہ اور دوم اسمیہ جیسے کتاب میں مذکور ہے۔ اور ایک ترکیب یہ کہ (الرجل) مبدل منہ اور (زید) بدل۔ **اقولُ**۔ یہ بھی غلط۔ کیونکہ واجب ہے کہ بدل کی اقامت مبدل منہ کی جگہ صحیح ہو۔ اور یہاں پر نعم زید۔ کہنا درست نہیں کیونکہ نعم کا فاعل معرّف باللام ہوتا ہے۔ یا مضاف یا ضمیر مبہم ممیز بنکرہ۔ زید ان تینوں میں سے کوئی نہیں۔

(۱۲۲) اسی صفحہ پر (نعم الرجل زید) کی ایک ترکیب یہ کی ہے کہ نعم الرجل جملہ فعلیہ انشائیہ خبر مقدم اور زید مبتدائے مؤخر۔ مبتدا خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ **اقولُ**۔ یہ غلط ہے بلکہ مبتدا خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہے۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم بھی جملہ اسمیہ انشائیہ فرما گئے ہیں جو قابل اتباع نہیں۔ اگر باور نہ ہو تو ہم سے سُنئے۔ محرم آفندی جلد دوم صفحہ ۴۱۹ میں ہے۔ (فعلی الوجہ الاول نعم الرجل زید جملۃ واحدۃ) ای اسمیۃ خبریۃ مرکبۃ من المبتدا و الجملۃ الفعلیۃ الانشائیۃ۔

(۱۲۳) اسی صفحہ پر (نعم الرجل خبرہ مقدم علیہ) کی ترکیب میں (خبرہ) کو موصوف اور (مقدم علیہ) کو صفت قرار دیا ہے۔ **اقولُ**۔ یہ غلط ہے کیونکہ صفت تعریف میں موصوف کیساتھ مطابق نہیں۔ موصوف بوجہ اضافت معرفہ ہے اور صفت نکرہ۔

(۱۲۴) اسی صفحہ پر (او مرفوع بانّہٗ خبر مبتداء محذوف) کی ترکیب میں (مرفوع) کو مبتدائے محذوف زید کی خبر قرار دیا ہے۔ **اقولُ**۔ یہ غلط۔ بلکہ (مرفوع) سابق پر معطوف ہے۔

(۱۲۵) اسی صفحہ پر (نعم الرجل ھو زیدٌ) کی ترکیب میں (الرجل) کو مبدل منہ اور (ھو زیدٌ) جملہ کو بدل قرار دیا ہے۔ **اقولُ**۔ یہ غلط ہے۔ ورنہ (نعم) کی اسناد (ھو زید) جملہ کی طرف لازم آئے گی۔ کیونکہ جو فعل مبدل منہ کی طرف مسند ہوتا ہے۔ وہی بدل کی طرف۔ اور جملہ کی طرف اسناد بر قول صحیح باطل اسلئے کہ مسند الیہ ہونا اسم کا خاصہ ہے۔

(۱۲۶) اسی صفحہ پر (فیکون علی التقدیر الاوّل جملۃ واحدۃ وعلی التقدیر الثانی جملتین) کی ترکیب میں (علی التقدیر الثانی) کو (یکون) محذوف سے متعلق قرار دیا اور (جملتین) کو اس محذوف کی خبر۔ **اقولُ**۔ یہ غلط ہے کہ تقدیر بدون مقتضی جائز نہیں۔ بلکہ (علی التقدیر الثانی) کا عطف (علی التقدیر الاوّل) پر ہے۔ اور (جملتین) کا (جملۃ واحدۃ) پر۔

(۱۲۷) صفحہ ۷۳ پر (وقد یحذف المخصوص اذا دل علیہ قرینۃ) کی ترکیب میں (قد یحذف المخصوص) کو جزائے مقدم اور (اذا دل علیہ قرینۃ) کو شرط مؤخر قرار دیا ہے۔ **اقولُ**۔ یہ غلط ہے۔ یہاں پر (اذا) متضمن معنی شرط نہیں۔ بلکہ برائے ظرفیت محضہ۔ مابعد کی طرف مضاف ہے اور (یحذف) کا مفعول فیہ

(۱۲۸) صفحہ ۴۷ پر (نعم الرجل زید) اور دیگر امثلہ کی ترکیب میں (الرجل) اور (الرجلان) وغیرہ کو فاعل اور (زید) اور (الزیدان) وغیرہ کو مخصوص بالمدح قرار دے کر فرمایا کہ فعل مدح اپنے فاعل و مخصوص بالمدح سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ **اقولُ** یہ بولی غلط ہے کما مر۔ مخصوص بالمدح فعل کے معمولات یا متعلقات سے نہیں۔ حتیٰ کہ اُس کیساتھ ترکیب میں ملانا درست ہو۔ مرفوعات منصوبات مجرورات معمول ہیں۔ اُن میں سے کسی کا نام نحویوں کے یہاں مخصوص بالمدح نہیں۔ پھر مخصوص بالمدح کہنے سے اعراب کیسے ظاہر ہوگا۔

(۱۲۹) صفحہ ۷۵ پر (وحکم المخصوص بالذم کحکم المخصوص بالمدح فی جمیع الاحکام المذکورۃ) کی ترکیب میں (حکم) ثانی کو مصدر قرار دے کر (فی) کو اُس سے متعلق کیا ہے۔ **اقولُ** یہ غلط ہے کیونکہ یہاں پر (حکم) مصدری معنیٰ میں نہیں ہے اور نہ (فی) اُس سے متعلق۔ بلکہ (الحکم) کے متعلق مقدر (ثابت) سے (فی) متعلق ہے۔

(۱۳۰) اسی صفحہ پر (بئس الرجل زید) اور بعض دیگر امثلہ کو جملہ اسمیہ انشائیہ قرار دیا ہے۔ **اقولُ** یہ غلط ہے بلکہ ایک جملہ ہونے کی تقدیر پر سب کے سب جملہ اسمیہ خبریہ ہیں۔ کما مرّ۔

(۱۳۱) صفحہ ۷۶ پر (اصلہ حبب) کی ترکیب میں لفظ (اصل) کو مصدر قرار دیا ہے۔ **اقولُ** یہ غلط۔ ورنہ لازم آئے گا کہ (حبب) کا حمل درست نہو۔ کیونکہ مصدر پر بجز مرادف یا حصہ کسی دوسری چیز کا حمل صحیح نہیں۔ بلکہ یہ (اصل) بمعنی مایقابل الفرع ہے۔

(۱۳۲) صفحہ ۷۷ پر (امرابۃ کا عراب مخصوص نعم فی الوجھین المذکورین) کی ترکیب میں (اعراب) دوم کو مصدر قرار دیا ہے **اقولُ** یہ غلط ہے۔ بلکہ یہ اُسی معنیٰ میں ہے۔ جسکو علامہ ابن حاجب قدس سرہٗ کافیہ شریف میں بایں الفاظ بیان فرما گئے ہیں۔ الاعراب ما اختلف آخرہ بہ۔ یہ اصطلاحی معنی ہیں۔ اور لغت میں حسب بیان امام سیوطی علیہ الرحمۃ دس معانی میں مستعمل ہوتا ہے (۱) الابانۃ جیسے اعرب الرجل حاجتہ او عن حاجتہ۔ حدیث میں ہے والثیب تعرب عن نفسھا۔ (۲) الاجالۃ جیسے اعرب الدابۃ صاحبھا ای اجالھا۔ (۳) التحسین جیسے اعربت الشئ ای حسنتہ۔ (۴) التغییر جیسے اعرب اللہ المعدۃ ای غیّرھا۔ (۵) ازالۃ الفساد جیسے اعربت الشئ ای ازلت عربہ ای فسادہ۔ (۶) تکلم بالعربیۃ جیسے اعرب زید ای تکلم بالعربیۃ (۷) صیرورۃ الخیل لعراب لاحد جیسے اعرب زید ای صارت لہ خیل عراب (۸) تکلّم بالفحش جیسے اعرب زید ای تکلم بالفحش۔ (۹) تولد ولد عربی اللون لاحد جیسے اعرب زید ای تولد لہ ولد عربی اللون (۱۰) اعطاء العربون جیسے اعرب المشتری ای اعطی بعض الثمن۔ از (۶) تا (۱۰) معانی میں لازم ہے۔ اور بروقت عدم قرینہ صارفہ کتب علوم میں الفاظ اصطلاحی معانی پر محمول ہوتے ہیں۔ فتامل۔

(۱۳۳) صفحہ ۷۸ پر (حبذا رجلاً زید) اور (حبذا راکباً زید) اور (حبذا زید رجلاً) اور (حبذا زیدٌ راکباً) کی ترکیب میں (زید) کو ممیز اور (رجلاً) کو تمیز اور (زید) کو ذوالحال اور (راکباً) کو حال قرار دیا ہے۔ **اقولُ** یہ غلط ہے اور شی لطیف کے فقدان پر دلیل روشن۔ ان تمام مثالوں میں (ذا) ممیز اور ذوالحال ہے۔ اگر یقین نہو تو ہم سے سُنئے۔ شرح جامی صفحہ ۳۶۵ میں ہے (وذوالحال ھو ذا لا زید لان زیداً المخصوص والمخصوص لا یجئ الّا بعد تمام المدح والرکوب من تمامہ فالراکب حال من الفاعل لا عن المخصوص) ممیز کا ذکر نہیں فرمایا اسلئے ملا عبدالحکیم سیالکوٹی قدس سرہٗ تکملہ میں صفحہ ۵۲۹ پر فرماتے ہیں (لم یتعرض لبیان الممیز لظھورہ اذ لا ابھام فی المخصوص)۔

النوع الثالث عشر

(۱۳۴) صفحہ ۷۹ پر (وانما سمیت بھا) کی ترکیب میں (بھا) کو (سمیت) سے متعلق قرار دیا ہے۔ **اقولُ** یہ غلط ہے کیونکہ یہ (ما) زائدہ ہے جو فعل سے

متعلق نہیں ہوتی۔ کما مر

(۱۳۵) اسی صفحہ پر (ولا دخل فیہ للجوارح) کی ترکیب میں (و) کو عاطفہ قرار دیا ہے **اقول** یہ غلط ہے۔ بلکہ (و) حالیہ ہے۔ مولوی الٰہی بخش صاحب نے بھی (و) کو عاطفہ فرمایا ہے اور (فیہ) کو (لا) ئے نفی جنس کی خبر اول اور (للجوارح) کو خبر ثانی۔ یہ بھی قابل اتباع نہیں بلکہ (فیہ) برائے (دخل) ظرف لغو ہے۔ وجہ ہماری ترکیب میں دیکھی جائے۔

(۱۳۶) صفحہ ۸۰ پر (لان بعضہا للشك وبعضہا لليقين) کی ترکیب میں (بعضہا) ثانی کو (انّ) محذوف کا اسم اور (لليقين) کو اس محذوف کی خبر قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے کہ تقدیر بلا مقتضی درست نہیں۔ بلکہ (بعضہا) ثانی کا عطف (بعضہا) اول پر ہے اور (لليقين) کا عطف (للشك) پر۔

(۱۳۷) اسی صفحہ پر (وھی تدخل علی المبتداء والخبر) کی ترکیب میں فرماتے ہیں (ھی) مبتدا۔ تدخل فعل مضارع معروف ھی ضمیر مستتر راجع ہے افعال قلوب کی طرف اس کا فاعل) **اقول** یہ غلط ہے بلکہ اس کا مرجع مبتدا ہے ورنہ جملہ خبر کا عائد مبتدا سے خلو لازم آئے گا جو باطل ہے۔

(۱۳۸) اسی صفحہ پر (وھی سبعۃ ثلثۃ منہا للشك وثلثۃ منہا لليقين وواحدۃ منہا مشترك بینہما) کی ترکیب میں (سبعۃ) کو بدل منہ اور جملہ (ثلثۃ منہا للشك) کو بدل قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے کیونکہ بر قول صحیح مفرد سے جملہ من حیث الجملۃ بدل نہیں ہوتا۔ زمخشری۔ ابن مالك ابن جنی جواز کے قائل ہیں جس پر استشہاد میں ایک شعر اور ایک آیت پیش کی گئی ہے۔ شعر یہ ہے: الی اللہ اشکو بالمدینۃ حاجۃ + وبالشام اخری کیف یلتقیان (حاجۃ واخری) مبدل منہ اور (کیف یلتقیان) جملہ بدل۔ و آیت یہ ہے ما یقال لك الا ما قد قیل للرسل من قبلك ان ربك لذو مغفرۃ وذو عقاب الیم (ما) ثانیہ مبدل منہ اور (ان ربك الآیۃ) بدل۔ امام سیوطی علیہ الرحمۃ ہمع الہوامع جلد ثانی صفحہ ۱۲۸ میں استشہاد مذکور تحریر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ (والجمہور لم یذکروا ذلك) جمہور نے جملہ کا مفرد سے بدل ہونا ذکر نہیں کیا۔ پھر استشہاد مذکور پر ابو حیان سے بایں الفاظ رد نقل فرماتے ہیں (قال ابو حیان ولیس کیف یلتقیان بدلا بل استینا فالاستبعاد وکذا ان ربك الآیۃ لئلا یودی الی اسناد الفعل الی الجملۃ وھو ممنوع) **اقول** اسی طرح شعر مذکور میں بدل قرار دینے سے جملہ کا مفعول بہ ہونا لازم آئے گا جو صحیح نہیں کہ مفعول بہ ہونا خاصہ اسم ہے۔ اسی واسطے قول اشمونی (ابدالہا من المفرد) پر حاشیۃ الصبان جلد سوم صفحہ ۱۰۱ میں فرمایا (انما صح ذلك لرجوع الجملۃ فی تقدیر الی المفرد کما فی التصریح) تو ثابت ہوا کہ جملہ من حیث الجملۃ بدل نہیں ہوتا۔ پس یہ جملہ اسکی صفت ہیں اور جملہائے مابعد بھی باعتبار عطف اسکی صفت ہیں۔

(۱۳۹) صفحہ ۸۱ پر (وظننت اذا کان من الظنۃ بمعنی التہمۃ لم یقتض المفعول الثانی) کی ترکیب میں (ظننت) کو مبتدا اور (اذا کان من الظنۃ الخ) کو جملہ فعلیہ شرطیہ جزائیہ قرار دیکر اسکی خبر بنایا ہے۔ **اقول** یہ غلط کر دو اصطلاح میں غلط ہے کیونکہ زمخشری وغیرہ کی اصطلاح میں شرطیہ قسیم فعلیہ اور اسمیہ ہے تو انکی اصطلاح پر ایک جملہ فعلیہ اور شرطیہ نہیں ہو سکتا۔ کہ قسیمین کا اجتماع باطل۔ اور زمخشری سے متقدمین نحویوں کی اصطلاح پر یہ جملہ فعلیہ ہے۔ انکے نزدیک شرطیہ کسی جملہ کا نام نہیں۔ تو یوں کہنا واجب کہ جملہ فعلیہ یا شرطیہ ہو کر خبر۔ اور لفظ (جزائیہ) کا اضافہ دیوبندی بدعت ہے جس کے کوئی معنی نہیں۔

(۱۴۰) صفحہ ۸۲ پر (فانظر ماذا تری) کی ترکیب میں (ذا) کو بمعنی الّذی اسم موصول قرار دیکر (تری) کو جملہ فعلیہ انشائیہ بتا کر صلہ قرار دیا ہے **اقول** یہ غلط ہے کہ صلہ جملہ انشائیہ نہیں ہوتا بلکہ خبریہ ہوتا ہے۔ اگر باور نہ ہو تو سنئے۔ ھدایۃ النحو صفحہ ۴۰ میں ہے (والصلۃ جملۃ خبریۃ)۔

(۱۴۱) صفحہ ۸۳ پر (لان مضمونہما معًا مفعول بہ فی الحقیقۃ) کی ترکیب میں (معًا) کو (مضمون) کا مفعول فیہ قرار دیا ہے **اقول** یہ غلط ہے اور سوء فہم پر مبنی۔ بلکہ یہ ضمیر مضاف الیہ سے حال ہے تفصیل کیلئے ہماری ترکیب دیکھئے اور یاد بھی رکھئے تاکہ آئندہ کام آئے۔ اسی صفحہ پر (زعمت اللہ غفورا) کی ترکیب میں اپنی موروثی بے ادبی کا مظاہرہ بھی فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں۔ (زعمت فعل با فاعل اللہ مفعول اول) ہمارے اسلاف کرام کی تعبیر ایسے

مقامات میں یوں ہوتی ہے کہ اسم جلالت مفعول اول۔

(۱۴۲) صفحہ ۸۴ پر (زیدٌ ظننت قائمٌ) کی ترکیب میں (زیدٌ قائمٌ) کو جملہ اسمیہ خبریہ کر کے (ظننت) کا مفعول بہ معنی قرار دیا اور فرمایا (ظننت) فعل قلب ضمیر (انا) اُس کا فاعل فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ) **اقول** - یہ دونوں غلط کہ مثال مذکور بطلان عمل کی ہے اور جب عمل باطل تو مفعول بہ کیسا نیز جملہ مفعول بہ نہیں ہوتا کہ مفعول بہ ہونا خواص اسم سے ہے۔ کما مرّ۔ پھر (ظننت) کا فاعل ضمیر (انا) کہنا صرف میریاد نہ ہونیکی دلیل ہے کیونکہ فاعل (تا) ضمیر بارز ہے (انا) نہیں۔ مذکورہ بالا تمام خرافات کا صدور (اسی (انا) کا نتیجہ ہے جبتک آدمی میں (انا) موجود ہے ہر مقام پر ٹھوکریں کھاتا رہے گا۔

(۱۴۳) صفحہ ۸۵ پر (ان اعمالها اولی علی تقدیر التوسط وابطالها علی تقدیر التأخر) کی ترکیب میں (ابطالها) کو (انّ) محذوف کا اسم اور (علی تقدیر التأخر) کو اسکی خبر قرار دیا ہے۔ **اقول** - یہ غلط ہے کہ تقدیر بدون ضرورت درست نہیں۔ کما مرّ۔

(۱۴۴) اسی صفحہ پر (اذا زیدت الهمزة فی اول علمت و رأیت صارا متعدیین الی ثلثة مفاعیل) کی ترکیب میں (صارا) کے اندر ضمیر (هما) مستتر بیان فرمائی ہے۔ **اقول** - یہ غلط اور صرف میریاد نہ ہونے کی دلیل ہے۔ اُس میں الف ضمیر بارز اسم ہے۔

(۱۴۵) صفحہ ۸۶ پر (فمعنی المثال الاول حملت زیداً علی ان یعلم عمراً فاضلاً) کی ترکیب میں (حملت زیداً الخ) کو جملہ فعلیہ خبریہ کر کے خبر قرار دیا ہے۔ **اقول** - یہ غلط ہے ورنہ لازم آئے گا کہ جملہ خبر عائد مبتدا سے خالی ہو بلکہ یہ مراد اللفظ ہو کر خبر ہے۔

(۱۴۶) صفحہ ۸۷ پر (اعلم انه لا یجوز حذف المفعول الاول من المفاعیل الثلثة) کی ترکیب میں (من) کو (لا یجوز) سے متعلق قرار دیا ہے۔ **اقول** - یہ غلط ہے اور قصور فہم پر مبنی۔ بلکہ یہ ظرف مستقر ہو کر (المفعول الاول) سے حال ہے۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم بھی فعل مذکور سے متعلق کر گئے ہیں۔ جو قابل اتباع نہیں۔

(۱۴۷) اسی صفحہ پر (ولا یجوز حذف احدهما بدون الآخر کما مرّ) کی ترکیب میں (کما مرّ) کو (لا یجوز) سے متعلق کیا ہے۔ **اقول** - یہ غلط ہے کیونکہ کاف تشبیہ مذکور سے متعلق نہیں ہوا کرتا بلکہ اُسکا متعلق ہمیشہ مقدر ہوا کرتا ہے۔ کما مرّ عن الفوائد الشافیہ۔

العوامل القیاسیة

(۱۴۸) صفحہ ۸۸ پر (واما اذا کان متعدیا فینصب المفعول به) کی ترکیب میں (اذا کان متعدیا) کو شرط اور (فینصب المفعول به) کو جزا قرار دیا ہے۔ **اقول** - یہ غلط ہے بلکہ (اذا) ظرف مابعد کی طرف مضاف اور (فینصب) کا مفعول فیہ مقدم ہے اور (فینصب) نہ جزا جسکی شرط ہو یا محذوف کما مرّ۔

(۱۴۹) صفحہ ۸۹ پر (وهو اسم حدث اشتق منه الفعل) کی ترکیب میں (حدث) کو موصوف اور (اشتق منه الفعل) کو صفت قرار دیا ہے۔ **اقول** - یہ غلط ہے کہ فعل حدث سے مشتق نہیں ہوتا۔ بلکہ اسم حدث سے مشتق ہوتا ہے ورنہ لازم آئے گا کہ اسم حدث جو مصدر ہے مشتق منہ نہ ہے۔ پس وہ جملہ (اسم حدث) کی صفت ہے۔

(۱۵۰) صفحہ ۹۰ پر (قال البصریون ان المصدر اصل والفعل فرع) کی ترکیب میں (الفعل) کو (انّ) محذوف کا اسم اور (فرع) کو اُس محذوف کی خبر قرار دیا ہے۔ **اقول** - یہ غلط ہے۔ کما مرّ بلکہ (الفعل) کا عطف (المصدر) پر ہے اور (فرع) کا (اصل) پر۔

(۱۵۱) اسی صفحہ پر (قال الکوفیون ان الفعل اصل والمصدر فرع لاعلال المصدر باعلاله وصحته بصحته) کی ترکیب میں (لاعلال) کو (قال) سے متعلق کیا ہے۔ **اقول** - یہ غلط ہے اور قصور فہم پر مبنی کیونکہ یہ اصالت فعل و فرعیت مصدر کی علت ہے۔ قول با صالت فعل و فرعیت مصدر کی علت نہیں حتی کہ (قال) سے تعلق ہو۔ مولوی الٰہی بخش صاحب بھی (قال) سے متعلق فرما گئے ہیں جو قابل اتباع نہیں۔ اس سے پیشتر بھی (الاستقلال) کو

(قال البصریون) میں (قال) سے متعلق کیا ہے یہ بھی درست نہیں۔ دونوں مقام پر (انّ) کے اسم وخبر کی درمیانی نسبت سے متعلق ہے۔ ہماری ترکیب دیکھی جائے۔

(۱۵۲) صفحہ ۹۱ پر (ولا شک ان دلیل البصریین یدل علی اصالة المصدر مطلقاً ودلیل الکوفیین یدل علی اصالة الفعل فی الاعلال) کی ترکیب میں (مطلقاً) کو (یدل) کی ضمیر فاعل سے حال قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے۔ بلکہ (اصالة) سے حال ہے۔

(۱۵۳) اور (ان دلیل البصریین الخ) کو جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہ قرار دیا ہے۔ اور (دلیل الکوفیین الخ) کو جملہ اسمیہ خبریہ معطوف پھر دونوں کو ملا کر لائے نفی جنس کی خبر **اقول** یہ غلط ہے۔ اولاً اسلئے کہ (انّ دلیل البصریین الخ) جملہ نہیں کیونکہ (انّ) اپنے مدخول جملہ کو قابل مفرد کردیتا ہے۔ ثانیاً اسلئے کہ دلیل الکوفیین الخ جملہ اسمیہ کا باعتبار عطف خبر لائے جنس ہونا درست نہیں ورنہ جملہ خبر کا عائد اسم لا سے خلو لازم آئے گا صحیح ترکیب البشیر الکامل میں دیکھئے۔

(۱۵۴) صفحہ ۹۲ پر (فاکرم متکلماً بالهمزة) کی ایک ترکیب میں (بالهمزة) کو ظرف مستقر کر کے ضمیر (متکلماً) سے حال قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے اور شئی لطیف کے فقدان پر مبنی۔ کیونکہ لفظ (اکرم) متکلم نہیں متکلم تو لافظ ہوتا ہے بلکہ صیغہ متکلم ہے۔ مولوی الٰہی بخش صاحب بھی اسکو جائز قرار دے گئے ہیں جو قابل اتباع نہیں۔

(۱۵۵) اسی صفحہ پر (ولا قائل به احد) کی ترکیب میں (لا) کو نفی جنس کیلئے اور (قائل به) کو اسکا اسم اور (احد) کو اسکی خبر قرار دیا ہے **اقول** یہ غلط ہے کیونکہ لائے نفی جنس خبر کی اسم سے نفی کرتا ہے نہ اسم کی خبر سے یہاں پر (قائل به) کی نفی (احد) سے ہے نہ (احد) کی (قائل به) سے۔ یہ لائے نفی جنس نہیں بلکہ لا برائے نفی ہے اور (قائل) مبتدا کی قسم ثانی جو مسند ہوتی ہے اور (احد) فاعل قائم مقام خبر۔ اور (قائل) مرفوع منون ہے۔ علاوہ ازیں اگر لا برائے نفی جنس ہو تو (قائلاً) منصوب منون ہونا چاہیے کہ (قائل به) مشابہ بمضاف ہے۔ اور مانع تنوین مفقود حالانکہ رسم خط مساعد نہیں۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم بھی اسکو لائے نفی جنس فرما گئے ہیں جو قابل اتباع نہیں۔

(۱۵۶) صفحہ ۹۳ پر (فزید فی المثالین مجرور لفظاً لاضافة المصدر الیه ومرفوع معنیً لانه فاعل) کی ترکیب میں (فی المثالین) کو (مجرور) کا متعلق مقدم قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے ورنہ تقدیم ما حقه التاخیر یفید الحصر کے پیش نظر لازم آئیگا۔ کہ زید مذکورہ ہر دو مثال کے سوا کہیں لفظاً مجرور نہ ہو جو بدیہی البطلان ہے۔ بلکہ (فی المثالین) ظرف مستقر ہو کر (زید) سے حال ہے۔

(۱۵۷) نیز (مجرور) اور (مرفوع) کو ممیز اور (لفظاً) اور (معنیً) کو تمیز قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے۔ کیونکہ تمیز ذات مذکورہ سے ہوتی ہے۔ یا ذات مقدرہ سے اول دو قسم میں منحصر ہے۔ (۱) مفرد مقدار جسکے پانچ اقسام ہیں۔ اول عدد جیسے عندی عشرون درهماً دوم وزن جیسے عندی منوان سمناً۔ سوم کیل جیسے عندی قفیزان برًّا چہارم ذراع جیسے عندی ذراع ثوباً پنجم۔ مقیاس جیسے عندی ملؤه عسلاً (مجرور) اور (مرفوع) ان پانچوں میں سے کوئی بھی نہیں۔ (۲) مفرد غیر مقدار جسکی تعریف محرم آفندی جلد اول صفحہ ۳۹۲ بحوالہ رضی بایں الفاظ بیان فرمائی ہے وغیر المقدار کل فرع حصل بالتفریع اسم خاص یلیه اصله للبیان ویکون لذالک الفرع مما یصح اطلاق الاصل علیه نحو خاتم حدید او باب ساج وثوب خز اوان لم یتغیر تسمیة البعض بالتبعیض نحو قطعة ذهب وقلیل فضة لم یجز انتصاب الثانی علی التمیز۔ (ا)

یعنی مفرد غیر مقدار ہر وہ فرع ہے جس کیلئے تفریع سے ایسا اسم خاص حاصل ہوا جس سے متصلاً اس فرع کی اصل بیان کیواسطے مذکور ہو۔ اور اس فرع پر اصل کا اطلاق درست ہو جیسے خاتم حدید کہ انگوٹھی لوہے سے بنی۔ اور اس کیلئے اسم خاص حاصل ہوا یعنی خاتم جس سے اسکی اصل یعنی حدید بیان کیواسطے متصلاً مذکور ہے۔ اور جیسے باب ساج اور ثوب خز ا۔ اور اگر تفریع سے فرع کیلئے اسم خاص حاصل نہوا تو ثانی کا انتصاب بنا بر تمیز جائز نہیں جیسے قطعة ذهب کہ سونے کے بڑے ٹکڑے کو قطعہ کہتے ہیں جو اسم خاص نہیں اور جیسے قلیل فضة کہ چاندی کے ہر چھوٹے سے ٹکڑے کو قلیل کہتے ہیں یہ بھی اسم خاص نہیں۔ تو ان دونوں مثالوں میں (ذهب) اور

فضة) مجرور باضافت ہونگے نظر بر الفاظ۔

(مجرور) اور (مرفوع) مفرد غیر مقدار بھی نہیں۔ کیونکہ انکی اصل (لفظاً) اور (معنیً) نہیں۔ بلکہ (جرّ) اور (رفع) ہے۔ پس صحیح یہ کہ (لفظاً) اور (معنیً) ذات مقدرۃ سے تمیز ہیں جو نسبت کہلاتی ہے۔ یعنی نسبت (مجرور) اور نسبت (مرفوع) بسوئے ضمیر نائب فاعل ممیز ہے (لفظاً) اور (معنیً) اسکی تمیز۔ اس مقام پر ہم نے ایک اور ترکیب بیان کی ہے جسکو البشیر الکامل میں دیکھا جائے۔

(۱۵۸) اسی صفحہ پر (ویذکر المفعول منصوباً کالمثال المذکور) کی ترکیب میں (کالمثال) کو (یذکر) سے متعلق قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے۔ کما مرّ غیر مرّۃٍ۔

(۱۵۹) صفحہ ۹۴ پر (عجبت من ضرب زید ای من ان یضرب زید) کی ترکیب میں (من ضرب زید) کو مفسَّر اور (من ان یضرب زید) کو مفسِّر قرار دیا ہے **اقول** یہ غلط ہے کما مرّ۔ بلکہ یہ (ای تفسیر الجملۃ بالجملۃ کیلئے ہے۔ اور (ای) کے بعد (عجبت) بقرینۂ سابق محذوف ہے۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم نے بھی وہی ترکیب کی ہے جو لائق اتباع نہیں۔

(۱۶۰) صفحہ ۹۵ پر (لا یسأم الانسان من دعاء الخیر ای من دعائہ الخیر) کی ترکیب میں بھی جار مجرور یعنی (من دعاء الخیر) کو مفسَّر اور (من دعائہ الخیر) کو مفسِّر قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ بھی غلط۔ کما مرّ۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم نے بھی ایسا ہی قرار دیا ہے جو قابل اتباع نہیں

(۱۶۱) اسی صفحہ پر (واما فی مصدر الفعل اللازم فصورۃ واحدۃ) کی ترکیب میں (فی مصدر الفعل اللازم) کو (کائن) مقدر سے متعلق کر کے (کائن) کو خبر قائم مقام شرط قرار دیا ہے اور (فصورۃ واحدۃ) کو مبتدا قائم مقام جزا۔ **اقول** یہ غلط ہے۔ بلکہ یہ جملہ اسمیۃ جزا ہے۔ جس کی شرط وجوباً محذوف۔ کما مرّ۔

(۱۶۲) صفحہ ۹۶ پر (وھو یعمل عمل فعلہ کالمصدر) کی ترکیب میں (کالمصدر) کو (یعمل) سے متعلق کیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے۔ کہ کاف جار کا متعلق عبارت میں مذکور نہیں ہوتا۔ کما مرّ۔ بلکہ یہ ظرف مستقر ہو کر مبتدائے محذوف (ھو) کی خبر ہے جس کا مرجع عمل اسم فاعل۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم بھی (یعمل) سے متعلق قرار دے گئے ہیں جو قابل اتباع نہیں۔

(۱۶۳) صفحہ ۹۷ پر (لیعمل مشابہتہ بالفعل المضارع) اور (لما کان مشابھاً بالفعل المضارع) کی ترکیب میں (با) کو (مشابہت) اور (مشابھاً) سے متعلق قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے۔ کہ حرف جار زائد متعلق نہیں ہوتا۔ کما مرّ غیر مرّۃٍ۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم بھی متعلق کر گئے ہیں جو قابل اتباع نہیں۔

(۱۶۴) اسی صفحہ پر (فیکون خبراً عنہ) کی ترکیب میں (عن) کو (یکون) سے متعلق قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے۔ بلکہ یہ ظرف مستقر ہو کر (خبراً) کی صفت ہے یا (خبراً) کا ظرف لغو۔ کما فی الفوائد الشافیہ صفحہ ۶۲۔

(۱۶۵) صفحہ ۹۸ پر (الضارب عمراً فی الدار) کی ترکیب میں (ضارب عمراً) کو جملہ فعلیہ خبریہ کر کے صلہ قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے۔ کیونکہ اسم فاعل وغیرہ صفات اپنے مرفوع سے ملکر جملہ نہیں ہوتے اسلئے کہ انمیں اسناد تام نہیں ہوتی بلکہ شبہ جملہ ہوتے ہیں۔ کافیہ اور اسکی شرح غایۃ التحقیق بحث تمیز میں ہے۔ (او ما ضاھاھا) من المضاھاۃ وھی المشابھۃ ای فیما شابہ الجملۃ الفعلیۃ وھو اسم الفاعل نحو الحوض ممتلئ ماءً او اسم المفعول نحو الارض مفجرۃ عیوناً او الصفۃ المشبھۃ نحو زید حسن وجھاً او اسم التفضیل نحو زید افضل اباً فان ھذہ الصفات مع ضمائرھا لیست بجملۃ لکن یشابھھا لانھا منسوبۃ الی فاعلھا کما ان الفعل منسوب الی فاعلہ)

(۱۶۶) اسی صفحہ پر (فیکون حالاً عنہ) کی ترکیب میں (عن) کو (یکون) سے متعلق کیا ہے **اقول** یہ غلط ہے بلکہ (منبئاً) مقدر کا ظرف مستقر ہے اور (وہ) (حالاً) کی صفت۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم بھی (عن) کو (یکون) سے متعلق کر گئے ہیں جو لائق اتباع نہیں۔ وجہ یہ کہ (کون) کا صلہ (عن) نہیں آتا۔

(۱۶۷) صفحہ ۹۹ پر (بل یکون حینئذٍ مضافاً الی مابعدہ) کی ترکیب میں فرماتے ہیں کہ مضافاً (شبہ فعل اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر) **اَقُولُ** ۔ یہ غلط ہے کہ شبہ فعل اپنے مرفوع سے ملکر جملہ نہیں ہوتا۔ بلکہ شبہ جملہ ہوتا ہے۔ کما مَرَّ آنِفًا)

(۱۶۸) اسکے بعد (مررت بزیدٍ ضاربِ عمرٍو امس) کی ترکیب میں فرماتے ہیں جسکو اسم فاعل کے عمل نہ کرنیکی مثال میں پیش کیا گیا ہے (ضاربِ اسم فاعل اپنے فاعل ضمیر اور مضاف الیہ یعنی مفعول بہ اور مفعول فیہ سے ملکر صفت) **اَقُولُ** ۔ یہ غلط ہے ورنہ (ضاربُ عمرٍو) کا زید کیلئے صفت ہونا درست نہوگا وجہ یہ کہ اگر (عمرٍو) کو (ضارب) کا مفعول بہ قرار دیں تو صورت مذکورہ میں صیغۂ صفت اپنے معمول کی طرف مضاف ہوگا۔ اور ایسے صیغہ کی اضافت معنوی نہیں ہوتی بلکہ لفظی ہوتی ہے۔ کافیہ میں ہے (واللفظیۃ ان یکون المضاف صفۃ مضافۃ الی معمولھا) اور اضافت لفظی تعریف کا افادہ نہیں کرتی تو (ضاربِ عمرٍو) نکرہ رہا۔ اور نکرہ کا صفتِ معرفہ واقع ہونا درست نہیں۔ نظر برآں (عمرٍو) مضاف الیہ ہے مفعول بہ نہیں۔ اب (ضارب) کی اضافت اسکی طرف معنوی ہوگی جو تعریف کا افادہ کرتی ہے تو (ضاربِ عمرٍو) معرفہ ہوا اور (زید) کی صفت واقع ہونا درست ہوگیا چونکہ اسم فاعل کا بمعنی حال یا استقبال ہونا مفعول میں عمل نصب کے لئے شرط ہے۔ فاعل کو رفع دینے کیلئے شرط نہیں۔ لہٰذا مثال مذکور میں (ضارب) مفعول بہ میں عامل نہیں کہ شرط مفقود ہے۔ اور اپنے فاعل (ضمیر) میں عامل ہے۔ کہ اسکی شرط (اعتماد) متحقق ہے۔ اور یہ عمل اضافت لفظیہ کیلئے موجب نہیں اسلئے کہ اضافت لفظیہ میں معمول کی طرف مضاف ہونا ضروری ہے اور یہ (ضارب) اپنے معمول فاعل کی طرف مضاف نہیں۔ (عمرٍو) کی طرف مضاف ہے مگر وہ معمول نہیں پس مضاف باضافت لفظی نہوا۔

(۱۶۹) صفحہ ۱۰۰ پر (سَوَاءٌ کان بمعنی الماضی والحال اوالاستقبال) کی ترکیب میں (سَوَاءٌ) کو مبتدا اور (کان بمعنی الماضی الخ) کو جملہ خبر قرار دیا ہے۔ **اَقُولُ** یہ غلط ہے کیونکہ اس تقدیر پر جملۂ خبر کا عائد مبتدا سے خلو لازم آتا ہے۔ اور صحیح یہ کہ (سواءٌ) خبر مقدم ہے اور (کان بمعنی الماضی الخ) بتاویل (کونہ بمعنی الماضی والحال اوالاستقبال) مبتدا مؤخر۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم نے (سَوَاءٌ) کا مبتدا ہونا جائز قرار دیا ہے جو لائق اتباع نہیں۔

(۱۷۰) اسی صفحہ پر (اعلم ان اسم الفاعل الموضوع للمبالغۃ کضراب الخ) کی ترکیب میں (الموضوع) کی ضمیر نائب فاعل کو ذوالحال اور (کضراب الخ) کو ظرف مستقر کرکے حال قرار دیا ہے۔ **اَقُولُ** ۔ یہ غلط ہے۔ ورنہ لازم آئیگا کہ آئندہ آنیوالا حکم انہیں چھ صیغوں کیساتھ مخصوص ہوجائے حالانکہ مبالغہ کے دیگر صیغوں کا بھی یہی حکم ہے جیسے صدیق اور فاروق وغیرہ۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم نے بھی اسکو حال اور ضمیر نائب فاعل کو ذوالحال قرار دیا ہے جو قابلِ اتباع نہیں صحیح ترکیب البشیر الکامل میں دیکھیے

(۱۷۱) صفحہ ۱۰۱ پر (الکنھم جعلوا ما فیھا من زیادۃ المعنی قائماً مقام مازال من المشابھۃ اللفظیۃ) کی ترکیب میں (جعلوا) کے اندر ضمیر فاعل (ھم) مستتر بتائی اور (فیھا) کے متعلق مقدر (حصل) سے (من زیادۃ) کو متعلق بتایا اور (زال) سے (من المشابھۃ) کو متعلق قرار دیا ہے۔ **اَقُولُ** ۔ یہ تینوں باتیں غلط۔ اول اسلئے کہ صرف میں یاد نہونے پر مبنی ہے۔ (جعلوا) میں ضمیر فاعل مستتر نہیں۔ بلکہ واو ضمیر بارز فاعل ہے۔ صرف میر صفحہ ۹ میں ہے۔ (وواو در نصروا علامت جمع مذکر و ضمیر فاعل) دوم اسلئے کہ (من زیادۃ المعنی) ظرف مستقر ہوکر (ما) سے حال ہے۔ سوم اسلئے کہ (من المشابھۃ) بھی ظرف مستقر ہوکر (ما) سے حال ہے۔ کیونکہ دونوں (من) برائے تبیین ہیں۔ اور (من) برائے تبیین ظرف مستقر ہوکر حال ہوا کرتا ہے اگر مبہم معرفہ ہو۔ اور اگر نکرہ ہے تو صفت۔

(۱۷۲) صفحہ ۱۰۲ پر (وشرط عملہ کونہ بمعنی الحال اوالاستقبال) کی ترکیب میں (کون) کو اسم و خبر سے ملاکر جملہ فعلیہ خبریہ قرار دیا ہے۔ **اَقُولُ** یہ غلط ہے کہ مصدر اپنے متعلقات سے ملکر نحویوں کے نزدیک شبہ جملہ بھی نہیں ہوتا۔ چہ جائیکہ جملہ۔ اسیواسطے علامہ ابن حاجب علیہ الرحمۃ نے کافیہ (بحث تمیز) میں اسکی نسبت کو جملہ اور شبہ جملہ سے علیحدہ بایں طور ذکر فرمایا ہے (اوفی اضافۃ مثل یعجبنی طیبہ ابا وابوۃ ودارا وعلما) ۔

(۱۷۳) اسی صفحہ پر (واعتمادہ علی المبتدأ کما فی اسم الفاعل) کی ترکیب میں (ف) کو (اعتماد) سے متعلق قرار دیا ہے۔ **اَقُولُ** یہ غلط ہے کہ (کاف) ہمیشہ ظرف مستقر ہوتا ہے۔ کما مَرَّ غیر مرۃ صحیح ترکیب البشیر الکامل میں دیکھیے اور یاد رکھیے مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم بھی (اعتماد) سے متعلق فرما گئے ہیں جو قابلِ اتباع نہیں۔

(۱۷۴) صفحہ ۱۰۳ پر (مثل زید ضارب غلامہ کلان اوغدا) کی ترکیب میں (کلان) کو معطوف علیہ اور (غدا) کو معطوف قرار دیا ہے۔ **اَقُولُ** یہ غلط ہے۔

بلکہ (غدًا) سے قبل (زید مضروب غلامہ) بقرینہ سابق محذوف ہے۔ اور یہ مجموعہ ماقبل پر معطوف۔ کیونکہ دو مثالیں مقصود ہیں۔ ایک اسم مفعول بمعنی حال کی اور دوسری اسم مفعول بمعنی استقبال کی۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم بھی (غدًا) کو (الآن) پر معطوف قرار دے گئے ہیں جو قابل اتباع نہیں۔

(۱۷۵) اسی صفحہ پر (واذا انتفی فیہ اَحَدُ الشَّرطین المذکورین ینتفی عملہ) کی ترکیب میں (اذا) کو حرف شرط تحریر فرمایا ہے۔ **اقول** یہ غلط کیونکہ (اذا) حرف نہیں بلکہ اسم ہے۔ کما مَرَّ مرارًا۔

(۱۷۶) صفحہ ۴۹ پر (وَھِیَ مشابھۃ باسم الفاعل) کی ترکیب میں (با) کو (مشابھۃ) سے متعلق قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے۔ کیونکہ یہ (با) زائدہ ہے اور باء زائدہ متعلق نہیں ہوتی۔ کما مَرَّ فیما سبق۔

(۱۷۷) اسی صفحہ پر (وفی کون کلٍّ منھما وصفۃ) کی ترکیب میں (کون) کو جملہ اسمیہ خبریہ ٹھہرا کر مجرور قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے کہ مصدر شبہ جملہ بھی نہیں ہوتا چہ جائیکہ جملہ۔ اور لطف یہ ہے کہ پہلے (کون) کو جملہ فعلیہ قرار دیا تھا۔ اور یہاں پر اسمیہ۔ لیکن اسمیں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ جتنا راج ہے جو چاہے کہو۔

(۱۷۸) اسی صفحہ پر (مثل حسن حسنان حسنون حسنۃ حسنتان حسنات علی قیاس ضارب ضاربان ضاربون ضاربۃ ضاربتان ضاربات) کی ترکیب میں (حسن) کو معطوف علیہ اور باقی مادہ کو معطوفات قرار دیا ہے۔ اسی طرح (ضارب) کو معطوف علیہ اور باقی مادہ کو معطوف۔ **اقول** یہ غلط ہے اور ضعف بصر پر قوی برہان۔ جب حرف عطف ہی نہیں اور نہ اسکو محذوف بتایا تو معطوف علیہ اور معطوف کا بے ہنگام نہیں تو کیا ہے۔ صحیح ترکیب البشیر الکامل میں دیکھئے۔

(۱۷۹) صفحہ ۵۰ پر (فاما اشتراط الاعتماد فمعتبر فیھما الا ان لا اعتماد علی الموصول لا یتاتی فیھما) کی ترکیب میں (اشتراط الاعتماد فمعتبر فیھما) جملہ کو مستثنیٰ منہ قرار دیا ہے اور (الا) کو حرف استثنا۔ اور (ان لا اعتماد علی الموصول الخ) جملہ کو مستثنیٰ۔ **اقول** یہ سب غلط۔ بقول شخصے انشا غلط۔ املا غلط۔ مضمون غلط۔ کیونکہ جملہ نہ مستثنیٰ منہ ہوتا ہے نہ مستثنیٰ۔ اسلئے کہ مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ ہونا اسم کا خاصہ ہے۔ اگر باور نہ ہو تو ہم سے سنئے۔ حاشیہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی بر حاشیہ ملا عبدالغفور قدس سرہ صفحہ ۸۰ میں خواص اسم شمار کرتے ہوئے فرمایا (من جملتھا تاء التانیث المتحرکۃ ویاء النسبۃ وکونہ فاعلاً ومفعولاً وموصوفًا وذاحال وتمییزًا ومثنی ومجموعًا ومنادی ومصغرًا ومکبرًا ومنسوبًا ومستثنی ومستثنی منہ ومرجعًا للضمیر بلا تاویل ومنصرفًا وغیر منصرف وابدال الاسم الصریح منہ والاخبار بہ مع مباشرۃ الفعل نحو کیف کنت القیام اذا خرجت التاکید والتعریف والتذکیر والتانیث) اور جب الا کے جملہ ماقبل اور جملہ مابعد کا مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ ہونا باطل تو الا بھی برائے استثنا نہ رہا۔ بلکہ الا یہاں پر بمعنی (لکن) برائے استدراک ہے۔ اور (لکن) خواہ برائے عطف ہو خواہ برائے استدراک دونوں کا مابعد جملہ اصطلاحًا مستثنیٰ نہیں کہلاتا چنانچہ کافیہ میں مستثنیٰ متصل کی بیان کردہ تعریف کے بعد شرح جامی ص۲۱۲ میں (بالا واخواتھا) پر فرمایا (احترز بہ عن نحو جاء نی القوم لا زید وما جاء نی القوم لکن زید جاء) اس سے ظاہر ہوا کہ (لکن) عاطفہ کے مابعد جملہ کو مستثنیٰ نہیں کہتے۔ اور اسی عبارت کے بعد متصلاً محرم آفندی ص۲۸۲ میں ہے (او یلکن الاستدراکیۃ نحو جاء نی القوم لکن زید لم یجئ)۔ اس سے معلوم ہوا کہ (لکن) استدراکیہ کے مابعد جملہ کو بھی مستثنیٰ نہیں کہتے۔ علاوہ ازیں اس سے بیشتر مستثنیٰ کے اسم ہونے کی بایں طور تصریح فرمائی کہ تعریف مستثنیٰ متصل میں واقع (المخرج) کی تفسیر میں فرمایا (ای الاسم الذی اخرج) اور مستثنیٰ منقطع کی تعریف میں واقع (المذکور) کی تفسیر محرم آفندی صفحہ مذکور میں بایں طور فرمائی (ای الاسم الذی ذکر) اب روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ مستثنیٰ متصل ہو یا منقطع دونوں اسم ہوتے ہیں۔ نظر بر آں ذات شریف کا (الا) کو برائے استثنا قرار دیکر جملہ ماقبل کو مستثنیٰ منہ اور جملہ مابعد کو مستثنیٰ قرار دینا درست نہیں نیز مستثنیٰ منہ بھی اسم ہی ہوتا ہے کیونکہ وہ ایسے اسم سے عبارت ہے جسکے حکم افراد یا اجزا سے مستثنیٰ کو خارج کیا جاتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ (مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ مستثنا بہ ہوا) اس ارشاد کو از قبیل (کریلے اور نیب چڑھے) سمجھئے کیونکہ یہاں پر (الا) کے جملہ ماقبل اور جملہ مابعد کو مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ قرار دینا ہی درست نہ تھا اسپر مزید یہ کہ مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ کو ملا کر جملہ بنا دیا جو غلط بر غلط کا مصداق بن گیا۔ کیونکہ جملہ بغیر اسناد متحقق نہیں ہوتا۔ اور مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ میں اسناد مفقود پھر دونوں ملکر جملہ کیسے ہو جائیں گے۔

(۱۸۰) صفحہ ۱۰۶ پر (قد یکون معمولها منصوبًا علی التشبیه بالمفعول فی المعرفة وعلی التمییز فی النکرة) کی ترکیب میں (فی المعرفة) کو (التشبیه) سے متعلق قرار دیا ہے اور (فی النکرة) کو (التمییز) سے۔ **اقول** ۔ یہ غلط ہے اور عدم فہم معنی پر مبنی کیونکہ (فی) صلہ تشبیہ وجہ شبہ پر داخل ہوتی ہے۔ اور (المعرفة) یہاں وجہ شبہ نہیں نیز (نکرة) تمیز کیلئے ظرف نہیں بلکہ خود تمیز ہے تو (فی النکرة) کو (التمییز) سے متعلق قرار دینے پر ظرفیة الشیٔ لنفسه لازم آئے گی۔ صحیح ترکیب البشیر الکامل میں دیکھئے۔

(۱۸۱) صفحہ ۱۰۷ پر (لاجل الاضافة) کو ترکیب میں (فیجر) سے متعلق قرار دیا ہے۔ **اقول** ۔ یہ غلط ہے۔ بلکہ (مجرورًا) کا ظرف لغو ہے۔

(۱۸۲) صفحہ ۱۰۸ پر (ان یکون فی آخره الخ) کی ترکیب میں (یکون فی آخره الخ) کو جملہ بنا کر معطوف علیہ قرار دیا اور (او یکون فی آخره مضافا الیه) کو جملہ بنا کر معطوف پھر فرماتے ہیں۔ (معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور) **اقول** ۔ یہ غلط ہے بلکہ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صلہ ہوگا۔ کیونکہ اول (یکون) سے پیشتر (ان) موصول حرفی موجود ہے۔

(۱۸۳) اسی صفحہ پر (علی انها تمییز له) کی ترکیب میں (له) کو (تمییز) سے متعلق قرار دیا ہے **اقول** ۔ یہ غلط ہے بلکہ ظرف مستقر ہو کر اس کیلئے صفت ہے۔

(۱۸۴) صفحہ ۱۰۹ پر فیرفع منه الابهام) کی ترکیب میں (یرفع) کی ضمیر فاعل (هو) کا مرجع (النکرة) قرار دیا ہے۔ **اقول** یہ غلط ہے کیونکہ راجع کی مرجع کیساتھ تانیث میں مطابقت نہیں بلکہ اس کا مرجع (تمییز) ہے جو بہ نسبت (النکرة) اقرب بھی ہے۔

(۱۸۵) صفحہ ۱۰ پر (احدهما العامل فی المبتداء والخبر وهو الابتداء) کی ترکیب میں (العامل فی المبتدأ والخبر) کو معطوف علیہ قرار دیا ہے اور (هو الابتداء) جملہ کو معطوف۔ **اقول** ۔ یہ غلط ہے۔ بلکہ یہاں عطف جملہ بر جملہ ہے یعنی (هو الابتداء) جملہ (احدهما العامل) جملہ پر معطوف ہے۔

(۱۸۶) اسی صفحہ پر (وهو الابتداء ای خلو الاسم عن العوامل اللفظیة) کی ترکیب میں (الابتداء) کو مفسَّر اور (خلو الاسم الخ) کو مفسِّر قرار دیا ہے۔ **اقول** ۔ یہ غلط ہے کیونکہ بعض نحویوں کی نہیں تو ایسی صورت میں (ای) کے ماقبل کو معطوف علیہ یا مبدل منہ قرار دیتے ہیں۔ اور مابعد کو عطف بیان یا بدل الکل۔ کما مرّ عن مغنی اللبیب فتذکر۔

(۱۸۷) صفحہ ۱۱۱ پر جو کتاب کا آخری صفحہ ہے (اذ یصح ان یقال الخ) کی ترکیب میں (یقال) کو جملہ فعلیہ خبریہ قرار دیکر فرماتے ہیں (بتاویل مفرد ہو کر فاعل ہوا) **اقول** یہ غلط ہے کہ تعبیرات کے مطابق نہیں وہ تو یوں کہتے ہیں کہ (یقال الخ) جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ (ان) موصول حرفی اپنے صلہ سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر فاعل)۔

ناظرین مقام غور ہے کہ صفحہ ۶ سے ترکیب نحوی شروع ہو کر صفحہ ۱۱۱ پر ختم ہوئی۔ تو کتاب کے کل صفحات ترکیب صفحہ ۱۰۵ ہوئے جن میں (۱۸۷) غلطیاں ہیں اور وہ بھی موٹی موٹی جن کو دیکھ کر مبتدی بھی انگشت بدنداں ہو جائیں۔ کتاب کا کوئی صفحہ غلطی سے خالی نہیں۔ ہم نے کل اغلاط بالاستیعاب بیان نہیں کئے۔ ورنہ اغلاط کی تعداد کہیں سینکڑوں تک پہنچتی۔ یہ ہے دار العلوم دیوبند میں درجہ علیا کے مدرس مولانا ظہور احمد صاحب کی نحو دانی۔ اسی دار العلوم کے تین صدر مدرس مولانا محمود حسن صاحب مولانا انور شاہ صاحب۔ مولانا حسین احمد صاحب کی حدیث دانی کا نمونہ ہم اپنی کتاب بشیر القاری شرح صحیح البخاری میں پیش کر چکے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایں خانہ ہمہ آفتاب است۔ اسی پر بعض ناعاقبت اندیش دیوبندی صاحبان بغلیں بجا بجا کر فرماتے ہیں کہ ہم نے علمی خدمات انجام دی ہیں۔ شروح لکھیں حواشی لکھے۔ ناظرین پر منکشف ہوگیا۔ کہ ان حضرات کے حواشی اور شروح کا یہ حال ہے کہ اسلاف و اخلاف سب کے سب بدترین اغلاط میں گرفتار ہیں۔ انہیں بخاری شریف پڑھنے اور برسہا برس تک پڑھانے کے باوجود اس کے پہلے باب کا سمجھنا نصیب نہ ہوا۔ اور ان ذات شریف کو نحو کی ابتدائی کتاب شرح مائۃ عامل کی ترکیب نہ آئی

آخر وجہ کیا

وہی جو ہم نے بشیر القاری میں بیان کی ہے کہ دیوبندی اکابر اپنے مرشد برحق حقیقت آگاہ ولایت پناہ حضرت حاجی امداد اللہ شاہ قدس سرہ کی جناب میں بے ادبی اور گستاخی کیساتھ پیش آئے۔ اور اصاغر تا ایں دم اس بے ادبی اور گستاخی کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں بنظر براں دونوں پر راہ حق مسدود کر دی گئی

کہ مرشد برحق کی بارگاہ میں اسائت ادب کا یہی انجام ہوتا ہے جیسے اسلاف یہود نے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بے ادبیاں کیں اور اختلاف انپر راضی رہے لہذا دونوں کا انجام ضلال بعید ہوا۔ کہ ہر روبیٹے تو گرد ملائے گر رہ بیٹے نا ہشود + بہ پکادہ نز کوڑ ہے جو گرد کو سمجھے اور۔

ہدایات برائے اساتذہ

(۱) طلبہ کو جب تک نحو میر کے مسائل زبانی یاد نہوں شرح مائۃ عامل ہرگز شروع نہ کرائیں۔ (۲) عبارت کا تجزیہ کرکے ہر ہر کلمہ کے متعلق سوال کریں کہ یہ اسم ہے یا فعل یا حرف۔ اگر اسم ہے تو اُس کی علامتوں میں سے کونسی علامت پائی جاتی ہے۔ اور اگر فعل ہے تو اُسکی علامتوں میں سے کونسی علامت پائی جاتی ہے۔ اور اگر حرف ہے تو اُسکی علامت بتاؤ۔ (۳) اگر اسم ہے تو معرب ہے یا مبنی۔ اگر معرب ہے، تو باعتبار وجوہ اعراب معرب کی سولہ[۱۶] قسموں میں سے کونسی قسم ہے۔ نیز معرب ہونے کی تقدیر پر منصرف ہے یا غیر منصرف۔ اگر غیر منصرف ہے، تو اسباب منع صرف میں سے کون کون سبب پائے جاتے ہیں نیز مفرد ہے یا مثنیٰ یا جمع اگر جمع ہے تو قلت یا کثرت۔ اور اگر مبنی ہو تو اسم غیر متمکن کی آٹھ[۸] قسموں میں سے کونسی قسم ہے۔ نیز مبنی کس چیز پر ہے حرف پر یا حرکت پر یا سکون پر، ملفوظ پر یا مقدر پر۔ نیز اگر اسم ہے تو عامل ہے یا غیر عامل۔ اگر عامل ہے تو گیارہ[۱۱] قسموں میں سے کونسا ہے۔ اور اُسکے شرائط عمل پائے جاتے ہیں یا نہیں۔ نیز مرفوع ہے یا منصوب یا مجرور۔ اگر مرفوع ہے تو مرفوعات میں سے کونسا مرفوع ہے۔ اور اگر منصوب ہے تو منصوبات میں سے کونسا منصوب۔ اور اگر مجرور ہے تو مجرورات میں سے کونسا مجرور۔ (۴) اور اگر فعل ہے تو معرب ہے یا مبنی اگر معرب ہے تو باعتبار وجوہ اعراب کونسی قسم ہے اور اگر مبنی ہے تو مبنی اصل ہے یا غیر اصل۔ اور کس پر مبنی ہے نیز عامل ہے تو کیا عمل کرتا ہے نیز لازم ہے یا متعدی۔ اگر متعدی ہے تو بیک مفعول یا بدو مفعول یا بسہ مفعول۔ اور اگر کوئی اسم یا فعل معمول ہے تو اُس کا عامل لفظی ہے یا معنوی۔ (۵) اور اگر حرف ہے تو عامل ہے یا غیر عامل۔ اگر عامل ہے تو حروف عاملہ کی کونسی قسم ہے اور کیا عمل کرتا ہے اور اگر غیر عامل ہے تو حروف غیر عاملہ کی کونسی قسم۔ نیز مبنی ہے تو کس پر

اسم منسوب

(۶) اُس اسم کو کہتے ہیں جسکے آخر یائے نسبت ہو۔ یہ بھی عمل کرتا ہے بعض نحوی اسم مفعول کی طرح عامل قرار دیتے ہیں اور بعض اسم فاعل کی طرح۔ بر تقدیر اول اس کا مرفوع نائب فاعل ہوتا ہے اور بر تقدیر دوم فاعل۔ الفوائد الشافیہ صفحہ ۳۳ پر زیر تعریف عدل لفظ (الاصلیۃ) کی ترکیب میں فرمایا اسم منسوب مفرد مونث نائب الفاعل فیہا ھی راجع الی الصیغۃ) اس سے معلوم ہوا کہ اسم منسوب کا مرفوع نائب فاعل ہوتا ہے تو یہ حضرات اسم منسوب کو بتاویل (منسوب) لیتے ہیں جو صیغہ اسم مفعول ہے۔ اور ھمع الھوامع صفحہ ۱۹۲/۲ میں اسم منسوب الیہ کی تغیر لفظی اور معنوی بیان کرنیکے بعد تغیر حکمی بایں طور بیان فرمائی۔ (د حکمی وھو رفعہ لما بعدہ علی الفاعلیۃ کالصفۃ المشبھۃ نحو مررت برجل قرشی ابوہ کانک قلت منتسب الی قریش ابوہ ویطرد ذلک فیہ وان لم یکن مشتقا وان لم یرفع الظاہر رفع الضمیر المستکن فیہ کما یرفعہ اسم الفاعل المشتق۔ اس سے ظاہر ہوا کہ یہ حضرات اسم منسوب کو بتاویل (منتسب) لیتے ہیں جو صیغہ اسم فاعل ہے تو اُس کا مرفوع انکے نزدیک فاعل ہوتا ہے۔ بروقت ترکیب اسم منسوب کے عمل کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ کہ یہ خطائے فاحش ہے جس میں آجکل طلبہ درکنار اساتذہ بھی مبتلا ہیں۔

صفات

(۷) جیسے اسم فاعل۔ اسم مفعول۔ صفت مشبہ۔ اسم تفضیل کے عمل کو بروقت ترکیب نظر انداز نہ کریں۔ (۸) اسم فاعل اور اسم مفعول پر الف لام بمعنی اسم موصول اسوقت ہوتا ہے جبکہ یہ بمعنی حدوث ہوں۔ اور اگر بمعنی ثبوت ہیں تو بالاتفاق حرف تعریف ہوتا ہے۔ جب انکے معنی تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ مقید ہو کر ملحوظ ہوں تو بمعنی حدوث ہوتے ہیں۔ اور اگر تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ انکے معنی کی تقیید ملحوظ نہیں تو بمعنی ثبوت ہوتے ہیں۔ یہ چیز دریافت کرنے کیلئے مزید توجہ درکار ہوتی ہے کہ کہاں پر بمعنی حدوث ہیں اور کہاں پر بمعنی ثبوت (۹) تسمیہ میں واقع صفت مشبہ الرحمٰن اور الرحیم عامل ہیں اور یہ کتب نحو میں صفت مشبہ کی بیان کردہ اٹھارہ[۱۸] قسموں سے خارج جن میں بعض حسن اور بعض قبیح ہیں کیونکہ یہ اٹھارہ[۱۸] قسمیں اسوقت ہیں جبکہ صفت مشبہ اسم ظاہر میں عامل ہو۔ (۱۰) اسم تفضیل کا استعمال بوجوہ ثلثہ معروفہ اسوقت واجب ہے جبکہ معنی تفضیل پر باقی ہو ورنہ واجب نہیں جیسے لفظ (آخر) کہ نوع رابع میں وجوہ ثلثہ سے معریٰ کرکے استعمال کیا گیا ہے

اور تیرہویں نوع میں معرف باللام عمل بہر صورت کرے گا ثلاث عشرۃ کاملۃ

اصلاحِ ضروری

(نحو مررت بزید ای الملتصق مرروری بمکان یقرب منہ زید) اور یہی قسم آئندہ مقامات کی ترکیب میں قدرے فروگذاشت واقع ہوگئی ہے کاپیاں پلیٹ پر جم جانے کے باعث درستگی نہ ہوسکی۔ فروگذاشت یہ ہے کہ مررت بزید کو مراد اللفظ قرار دیکر مضاف الیہ بنادیا۔ اور الملتصق مروری الخ کو جملہ مفسرہ صحیح ترکیب یوں کیجائیگی کہ نحو مضاف (مررت بزید) مراد اللفظ معطوف علیہ یا مبدل منہ (ای) حرف تفسیر (الملتصق مروری بمکان یقرب منہ زید) مراد اللفظ عطف بیان یا بدل الکل۔ معطوف علیہ اپنے عطف بیان سے ملکر یا مبدل منہ اپنے بدل الکل سے ملکر مضاف الیہ (نحو) مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر مثالہ مقولہ کی باقی معلوم پھر مررت بزید۔ اور الملتصق مروری الخ کی بر تقدیر ارادہ معنی وہی ترکیب کیجائے جو کتاب میں مذکور ہے ۔ وجہ یہ کہ (مررت بزید) نحو کا مضاف الیہ ہونے کے باعث مراد اللفظ ہے مراد المعنی نہیں ورنہ جملہ ہوگا اور لفظ نحو جملہ کی طرف مضاف نہیں ہوتا۔ اور جب مراد اللفظ ہے تو مفرد ہوا۔ اور جملہ مفرد کی تفسیر نہیں ہوتا۔ لہذا (الملتصق مروری الخ) بھی مراد اللفظ ہے تو یہ بھی مفرد ہوا۔ نظر برآں (ای) تفسیر المفرد بالمفرد کیلئے ہے۔ اور ایسی صورت میں (ای) کا ماقبل معطوف علیہ یا مبدل منہ اور مابعد عطف بیان یا بدل الکل ہوتا ہے۔ کما مرّ عن مغنی اللبیب وغیرہ۔ اساتذہ کرام بروقت درس اس چیز کا خیال رکھیں۔

مائۃ عامل کے مصنفؒ

شیخ عبد القاہر جرجانی ہیں جو از روئے اعتقاد معتزلی تھے اور فقہ میں امام شافعی علیہ الرحمۃ کے مقلد کتاب جمل انہیں کی تالیف ہے جسکو مجموعہ نحو میر میں شامل کر دیا گیا ہے ابو علی فارسی کی کتاب الایضاح کی شرح لکھی جو تیس جلدوں میں مکمل ہوئی۔ ۴۷۱ھ میں وفات پائی۔

اور اُس کے شارح

عارف باللہ شیخ عبد الرحمن جامی قدس سرہ السامی ہیں کما فی الدر المکنون لمحمد ماہ بن محمد انور آپکا اصلی لقب عماد الدین اور مشہور نور الدین ہے۔ اور اشعار میں تخلص (جامی) بتاریخ ۲۳ شعبان المعظم ۸۱۷ھ خراسان کے ایک قصبہ میں پیدا ہوئے جس کا نام (جام) تھا اُسکی طرف نسبت سے اور اپنے والد ماجد شیخ الاسلام احمد جامی قدس سرہ السامی کے (جام) بمعنی پیالہ کی طرف نسبت سے آپکا تخلص (جامی) ہے قصبہ جام کی طرف نسبت کرنے پر (جامی) کے معنی ہونگے قصبہ جام کے رہنے والے اور جام شیخ الاسلام کی طرف نسبت کرنے پر (جامی) کے معنی ہونگے شیخ الاسلام کے جام سے فیض حاصل کرنیوالے چنانچہ خود آپنے ان دونوں نسبتوں کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ؎ مولدم جام و رشحۂ قلمم + جرعۂ جام شیخ الاسلامی ست + لاجرم در جریدۂ اشعار + بدو معنی تخلصم جامی است۔

نسب شریف اور تحصیلِ علم

آپکے والدین کریمین دونوں امام محمد علیہ الرحمۃ کے نسل پاک سے ہیں جو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلمیذ خاص تھے اپنے والد ماجد شیخ الاسلام احمد جامی قدس سرہ السامی سے صرف و نحو کی تحصیل فرمائی پھر ہرات ہوکر علامہ جنید علیہ الرحمۃ سے شرح مفتاح اور مطول پڑھی پھر خواجہ علی سمرقندی علیہ الرحمۃ کے حلقۂ درس میں حاضر ہوئے جو سید شریف جرجانی قدس سرہ النورانی کے باکمال شاگرد تھے پھر شیخ محمد جاجرمی علیہ الرحمۃ کے درس میں شریک ہوئے جو علامہ سعد الدین تفتازانی کے سلسلۂ تلامذہ سے تھے پھر قاضی روم وغیرہ فضلائے روزگار سے استفادہ کیا شرح مائۃ عامل کے علاوہ تصانیف کی تعداد ۴۵ ہے بعض تصانیف فارسی زبان میں ہیں اور بعض عربی زبان میں۔

سلسلۂ بیعت

مخدوم الملۃ حضرت سعد الدین کاشغری قدس سرہٗ سے سلسلۂ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے اور خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ سے بھی استفاضہ کیا۔

وفات

جب عمر شریف اکیاسی۸۱ سال کو پہونچی تو بتاریخ ۱۸ محرم الحرام ۸۹۸ھ بمقام ہرات وصال فرمایا۔ آیت کریمہ و من دخلہ کان آمنا سے سن وفات نکلتا ہے جسکو بعض ادبا نے بایں طور نظم کیا۔ جامی کہ بود بلبل جنت بشوق رفت ۔ فی روضۃ مخلدۃ ارضہا السماء ۔ کلک قضا نوشت بدروازۂ بہشت ۔ تاریخہ و من دخلہ کان آمنا۔ اور مولانا آسی مدراسی علیہ الرحمۃ نے اس تاریخ کو خالص عربی زبان میں فرما دیا جامی الذی ہو راح مجامنا ۔ کالروح کان فی جسد المقبر کامنا ۔ قد مات بالہرات وقد حل بالحرم ۔ ارخنہ و من دخلہ کان آمنا ۔

بارگاہ نبوی میں مقبولیت

مخدوم معظم جناب خان بہادر شیخ بشیر الدین صاحب مرحوم نے اپنے استاد معظم حضرت مولانا عبد السمیع صاحب (بیدل) قدس سرہ سے نقل کر کے بیان فرمایا کہ ایک قصیدۂ نعتیہ تالیف کر کے بایں خیال روانہ ہوئے۔ کہ مدینہ منورہ حاضر ہو کر مواجہ شریف میں عرض کرینگے جھومتے ہوئے جارہے تھے۔ عالم مستی طاری تھا جب مدینہ منورہ سے قریب پہونچے تو محبوب خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صاحب سے خواب میں ارشاد فرمایا کہ جامی آرہا ہے اُس سے کہدینا کہ قصیدہ کا یہ شعر یہاں پر نہ پڑھے۔ خواہم از شوق دست بوس تو برد ۔ دست بیروں کن از یمانی برد ۔ ورنہ اسکی خاطر ہاتھ قبر سے باہر نکالنا پڑیگا جس سے فتنۂ عظیم برپا ہونے کا خطرہ ہے۔ اللہ اکبر کیا ایسی مقبولیت ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ وہ قصیدہ تمام یہ ہے۔

یا نبی اللہ السلام علیک ۔ انما الفوز و الفلاح لدیک
بس بود جاہ و احترام مرا ۔ یک علیک از تو صد سلام مرا
بسلام آمدم جوابم دہ ۔ مرہمے بر دل خرابم نہ
خواہم از شوق دست بوس تو برد ۔ دست بیروں کن از یمانی برد
مہر روئے تو برد ہوش از من ۔ بنما روئے خود ز برد یمن
سوی ام افگن ز رحمتے نظرے ۔ باز کن بر رخم ز لطف درے
زاری من شنو تکلم کن ۔ گریۂ من نگر تبسم کن
لب بجنباں پئے شفاعت من ۔ منگر در گناہ و طاعت من
گرچہ ہستم طریق سنت تو ۔ ہستم از عاصیان امت تو
رحم کن بر من و فقیری من ۔ دست دہ بہر دستگیری من
اے دل و دیدہ خاک نعلینت ۔ رشتۂ جاں شراک نعلینت
روئے مجنوں بر آں زمیں مالی ۔ کہ بود پائے ناقۂ لیلیٰ
اے خوش آں سرزمیں کہ منزل تست ۔ یا بر آں جا گذار محمل تست
بر گیا ہے کہ زاں زمیں خیزد ۔ ناقہ در جیب و یاسمیں بیزد
پیش آں بارگاہ نورانی ۔ شود از خاک راہ پیشانی
رو در آں بارگاہ حشمت و ناز ۔ پیش سینہ نہادہ دست نیاز
دم بدم در معنی سفتہ ۔ خالی از لاف و دعوی گفتہ
کے بود کہ میاں ممبر و قبر ۔ کردہ صد چاک جیب خرقۂ صبر
یا رسول اللہ السلام علیک ۔ انما الفوز و الفلاح لدیک
کے بود با دلے ز غم رستہ ۔ جامی احرام آں حرم بستہ

ادب

ہمارے اُستاد معظم حضرت مولانا عبد الحی صاحب افغانی قدس سرہ النورانی ۔ ۔ ۔ ۔ نے واقعۂ ذیل بیان فرمایا جو دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف میں درجۂ معقولات کے مدرس اعلیٰ تھے کہ ایکمرتبہ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو کھانا پینا بایں خیال ترک کر دیا کہ کھانے پینے سے پاخانے پیشاب کی حاجت ہوگی مبادا جس مقام پر قضاء حاجت کی جائے وہاں پر پائے اقدس پڑا ہو کہ یہ نظر عشاق بے ادبی ہے لیکن شرعی حکم نہیں بلکہ اپنے ظرف کے مطابق امکانی ادب ہے جیسے میرٹھ کے ایک مشہور رئیس محترم جناب منشی صادق حسین صاحب عرف چاند میاں مرحوم نے بیان فرمایا کہ ہمارے والد ماجد نے ہمیں ہدایت کی تھی کہ شکار کو جاؤ تو گدھ کو نہ مارنا کیونکہ اسکی عمر ہزار سال سے بھی زیادہ ہوتی ہے جس گدھ کو تم مارو شاید اس نے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہو لہذا اسکو مارنا شان ادب سے بعید ہے۔ الغرض کچھ دن قیام کرنے کے بعد مزار اقدس پر حاضر ہو کر طالب اجازت ہوتے ہوئے عرض کیا بسفری روم چہ فرمائی ۔ تو قبر انور سے جواب آیا بسلامت روی و باز آئی ۔ یہ جواب سنکر سرایا مسرت بن گئے کہ اس جواب میں دوبارہ حاضری نصیب ہونے کا مژدہ ہے چنانچہ دوبارہ حاضر ہوئے اور حسب معمول سابق قیام کیا پھر کچھ عرصہ کے بعد سلام رخصت کیلئے حاضر ہوئے اور سابق کی طرح عرض کیا بسفری روم چہ فرمائی ۔ اس مرتبہ قبر انور سے جواب آیا تو اشکبار ہو گئے کہ جواب آنا اس بات کی دلیل ہے کہ آئندہ حاضری نصیب نہ ہوگی چنانچہ واپسی پر واصل بحق ہو گئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ وافاض علینا من فیوضہ الساطعۃ فی الدنیا والآخرۃ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا و مولانا و اصولنا و ماوٰنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ۔

فقیر سید غلام جیلانی صدر المدرسین مدرسہ اسلامی عربی اندر کوٹ میرٹھ ۶۔ ۱۳۸۴ھ چہارشنبہ

میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی
عکس طبع قدیم